فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

الحمدللہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہٖ محمد واٰلہٖ واصحابہٖ واھل بیتہٖ اجمعین

بعد ازاں مصنف تصنیف عرض کرتا ہے کہ ہدایت بھی اللہ ہے۔ رحمت بھی اللہ فنا بھی اسی سے بقا بھی اسی سے۔ عنایت بھی اسی کی ہے اور لطف بھی اسی کا ہے۔ اس کتاب میں درج شدہ متبرک نکات بالکل صحیح اور نص وحدیث کے موافق ہیں۔ لطیفہ شریفہ کی تسبیح ذکر الٰہی ہے۔ پھر فقیر باھو ولد بازید عرف اعوان ساکن۔ قلعہ شورکوٹ نے جو صاحب شریعت اور راسخ دین' سلطان محی الدین شاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں ہوا ہے

دین بردین محمد شوی قوی   قاتل الکفار اصحابش نبی ﷺ
برگزیدہ از عباد اللہ   شاہ اورنگ زیب غازی بادشاہ

شاہ اورنگ زیب غازی بادشاہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ کفار کا قاتل اور دین محمدی ﷺ میں پکا ہے۔

خدا کرے بادشاہ اسلام کو جمعیت نصیب ہو۔ اس کتاب کا نام کلید التوحید رکھا۔ جس کے مضامین پر عمل کرنے سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے اور اس کا عامل حضرت محمد ﷺ کی مجلس سے مشرف ہو جاتا ہے اور وحدانیت خدا میں غرق ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ کامل مکمل اکمل اور جامع مرشد جس کے قبضہ میں کل و جز ہو اور وہ صاحب راز ہو۔ طالب اللہ کو پہلے دن جب سبق دیتا ہے تو اسے تعلیم وتلقین سے غرق فنا فی اللہ کر دیتا ہے اور اسے قرب مع اللہ اور معرفت الٰہی حاصل کرا دیتا ہے اور ابتدائی انتہائی تمام رازوں سے واقف کر دیتا ہے۔

ریاضت

ریاضت اس راہ کے لیے لازمی ہے۔ پہلے ہی دن اسم اللہ ذات کے تصور سے فنا فی اللہ میں مستغرق ہو کر مطمئن ہو جاتا ہے اور اسے قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ جس طالب پر اسم اعظم کی برکت اور طیب کی تاثیر اور اسم اللہ ذات کے تصور سے اللہ تعالیٰ کی عنایت بخشش کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسے قرب الٰہی، اطمینان اور مقام فنا فی اللہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اہل راز کی ریاضت پانچ وقت نماز با جماعت ادا کرنا ہے۔ اس نماز میں اس پر راز منکشف ہوتے ہیں۔ جو راز با نماز ہو وہ برحق ہے۔ اہل نظر عارف ہمیشہ خون جگر پیتا ہے۔ اس ریاضت سے بڑھ کر سخت اور عمدہ اور کوئی ریاضت نہیں۔

ریاضت کی دو قسمیں ہیں!

پہلی ریاضت جو نفسانی خواہشات پر مبنی ہوتی ہے اور وہ دکھاوے کے لیے کرتے ہیں اور عزت و ناموس اور رجوع خلق کے لیے ہیں اور دوسری ریاضت خاص جو ظاہر و باطن میں محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کی جاتی ہے۔ اس راہ توحید کے لیے کلمہ طیب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بمنزلہ چابی ہے۔ جو شخص کلمہ طیب کی کنجی سے دل کا قفل کھولتا ہے۔ اس پر معرفت الٰہی کا راز کھل جاتا ہے۔ طالب لا یحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو حضور حاصل ہوتا ہے اور فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔ ذاتی نور کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ مجلس محمدی ﷺ سے مشرف اور خوش ہوتا ہے۔ اس کا وجود سر سے پاؤں تک ذکر الٰہی میں رہتا ہے اور اس کا باطن منور رہتا ہے۔ اس قسم کے محمدی ﷺ کو عطاء الٰہی، رحمت الٰہی اور فیض و فضل الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جو ناقص، حاسد، منافق اندھا شک کرے۔ وہ بے دین ہے۔ ایسے سالک پر ریاضت بغیر ہی راز الٰہی منکشف ہوتے ہیں اور بغیر مجاہدہ کے اسے مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ یعنی اس کا کھانا بمنزلہ مجاہدہ ہے اور اس کا سونا بمنزلہ مشاہدہ فقیر فنا فی اللہ کا شکم تنور ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کھاتا ہے۔ ذکر الٰہی کی گرمی سے جل جاتا ہے۔ جس سے وجود میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اس کو محنت بغیر ہی با محبت معرفت حاصل ہو

جاتی ہے۔ اسے اطاعت الٰہی کی خاص توفیق نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کا رفیق ہوتا ہے۔ اس قسم کی راہ میں رجعت نہیں۔ ذات و صفات کے اس مقام کی ابتداء اور انتہاء اس کے سامنے رہتی ہے اور اس کا دل ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے دل پر سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ اس کا ضمیر روشن ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان سیف الٰہی ہو جاتی ہے۔ اس کا مرتبہ ولی اللہ ہوتا ہے۔ آیات قرآنی سے اسم اعظم کا عامل ہوتا ہے۔ وہ صاحب ترک و توکل، تجرید اور تفرید ہوتا ہے کیونکہ اس کا کام محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے اسے دکھائی دیتے ہیں۔ مؤکل فرشتے اس کے قابو میں ہوتے ہیں۔ جب وہ چاہے حاضر ہو جاتے ہیں اور جواب با صواب مفصل دیتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء اور اولیاء کی روحیں جن و انسان، وحشی، پرندے بلکہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق اسم اللہ ذات کے تصور سے مسخر ہو جاتے ہیں۔ حالات گزشتہ و آئندہ سے واقف ہو جاتا ہے۔ ہر ایک اسم الٰہی کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ علم کا عامل ہو جاتا ہے۔ قبور سے علم حاصل کر لیتا ہے۔ دعائے سیفی کی دعوت اسے رواں ہو جاتی ہے۔ دائرہ جفر کے نقش کا علم اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح مشرق سے مغرب تک تمام ملک اس کے قبضے میں ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو سلطان سکندر سے بھی زیادہ صاحب رتبہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کا رتبہ دنیا میں اعلیٰ اور برتر ہوتا ہے۔ خلقت سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ لیکن وہ خلقت کو نہیں ستاتا۔

اسم اللہ ذات کی قوت

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسم اللہ ذات کے حاضرات والے فقیروں کو ایسی قوت بخشی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو مؤکل فرشتے علم کیمیا مفصل سکھا سکتے ہیں اور سنگ پارس جس کے چھونے سے سونا ہو سکتا ہے۔ اسم اعظم کی برکت سے لا کر دے سکتے ہیں۔ لیکن اہل اللہ فقیر جسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دائمی استغراق ہوتا ہے۔ ظاہر میں ان کا دل غنی ہوتا ہے اور باطن میں مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتے ہیں۔ ایسے لوگ مؤکل، دنیاوی راتب کیمیا اور سنگ پارس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ خواہ وہ فقر و فاقہ کے سبب خون جگر ہی پئیں،

یا اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے لوگوں کی پیروی ہمارے نصیب فرما اور قیامت کے دن ان کے ساتھ رکھیو۔ دنیاوی درم و دام وجود میں کیڑوں کی طرح ہیں۔ اس کے سبب سے مختلف خیالات کی بیماری آرام وقرار نہیں لینے دیتی۔

اسم اللہ ذات کے عارف سے انبیاء اولیاء اور شہداء کی ملاقات

جب سالک اسم اللہ ذات کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو انبیاء' اولیاء' شہداء' مؤمن مسلمان کی روحیں آکر ذاکر و شاغل سے ہاتھ ملاتی ہیں۔ فقیر ولی اللہ عارف باللہ ہمیشہ معرفت الا اللہ میں غرق رہتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ہمیشہ حاضر رہتا ہے۔ ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں بے احتیاج ہو جاتے ہیں۔ فقیر کے پاس سات کنجیاں ہوتی ہیں۔ ان سات چابیوں سے توحید کے ساتوں مرتبے طے طے سے حی حی سے يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (۳۰-۱۹) کھل جاتے ہیں۔ ان ہی سے سات تصور' سات تصرف' سات آیات مع سات حاضرات ہر وقت روشنی نما ہوتے ہیں اور وہ دونوں جہان کا تماشا دیکھتا ہے۔ اس قسم کے مراتب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس غلام کو نصیب ہوتے ہیں۔ جو شریعت کا پابند' فنا فی اللہ اور باخدا ہو۔

عارف باللہ پابند شریعت ہوتا ہے

عارف باللہ کو حسن پرستی' شراب خوری اور رقص و سرود بھلے نہیں معلوم ہوتے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی "وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ○ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ○ (۴۰-۱۸،۱۹) اس عنقریب آنے والے دن سے انہیں ڈرا جبکہ گلے گھونٹے جائیں گے۔ اس دن گنہگاروں کا کوئی دوست نہ ہوگا نہ سفارشی جس کی بات مانی جائے۔ وہ ان باتوں سے واقف ہے۔ جو سینے میں مخفی ہیں اور جو آنکھ چرا کر کی جاتی ہے۔

راگ اور حسن زنا کا بیج ہے اور شراب خوری خیانت کا بیج ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص

علم کی شناخت کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ علم اسے اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پر پہنچا دیتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کی کُنہ (حقیقت' تہہ) پہچان کر اس کی ماہیت پا لیتا ہے۔ اسم اللہ اسے واحدانیت کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی شناخت کے لیے ہے۔ فقر و معرفت کی بنیاد اور فقر کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے کہ علم اکسیر تکثیر عمل میں لائے۔ جس سے اس کا دل غنی ہو جائے۔ پھر اسے چھوڑ دے۔ اس قسم کے فقیر کو حضور کی پشت پناہی اور پورا پورا اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص حاضرات کے یہ سات مراتب اور تصرف کے سات تصور نہ جانتا ہو۔ وہ فقیر نہیں بلکہ ناقص اور ادھورا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے نور ربوبیت میں مستغرق رہتا ہے اور اس کا ہر ایک مطلب نور حضور سے حاصل ہوتا ہے اور ظاہر و باطن میں لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کے تصور کے حاضرات سے پاکیزگی کا سمندر منکشف ہوتا ہے۔ اس سے طالب اللہ کو دونوں جہان کے مطالب حاصل ہوتے ہیں اور بہرہ ور ہوتا ہے۔

مرشد کامل کا فیض

کامل و مکمل مرشد سچے طالب کے لیے ان سات چابیوں سے حاضرات کے ساتوں قفل کھول دیتا ہے۔ ایک دم میں ایک ہی قدم پر طالب کے دونوں جہان کے تمام مطلب و مقصد دکھا کر پورے کر دیتا ہے۔

تصرف یہ ہیں۔ تصرف ظاہری' تصرف باطنی' تصرف ازلی' تصرف ابدی' تصرف دنیا' تصرف عقبیٰ' تصرف غرق فنا فی اللہ اور تصرف توحید یہ سارے تصرف اور قرب کے اعلیٰ ادنیٰ مراتب قادری سروری کامل مکمل اکمل جامع' مجموعہ فقر' مجموعہ قرب' مجموعہ معرفت' مجموعہ توحید اور غرق فی النور التوحید مرشد بلا ریاضت و رنج اپنے طالب کو دے سکتا ہے۔ ایسا مرشد ارشاد کے لائق ہے۔ ناقص مرشد راہزن اور لٹیرا ہوتا ہے۔ اس کے طالب ناقص اور ادھورے ہوتے ہیں۔ باہو

باہو مرد مرشد میبرد در ہر مقام ○ مرشد نامرد طالب حز تمام

کامل مرشد طالب اللہ تعالیٰ کے قبضے اور عمل میں علم دعوت لے آتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کی تمام روحیں اس کے قبضے میں ہوتی ہیں۔ علم دعوت کے عامل کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے اجازت ہوتی ہے کیونکہ اس کا کام ذکر سے سنوارا ہوا ہوتا ہے۔ ذکر ایسی چیز ہے جس سے ایک دم میں معرفت و وصال الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ زبان کا کام زبان سے ہے۔ یعنی عمل قال اور قلب کا کام قلب سے ہے۔ اس سے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ یعنی عامل کو احوال کا علم ہوتا ہے۔ روح کا کام روح سے ہے یعنی وصال سِرّ کا کام سِرّ سے ہے۔ معرفت کا معرفت سے توحید کا توحید سے مشاہدے کا مشاہدہ سے نور کا نور سے تجرید کا تجرید سے تفرید کا تفرید سے اور حضور کا حضور سے ہے۔ اس قسم کا عالم فیض بخش فاضل اور عارف باللہ فقیر ہوتا ہے۔ جب فقر ختم ہو تو وہی اللہ ہے۔ وہ اہل توحید ہوتا ہے۔ یعنی طالب کو قرب ذات تک پہنچا دیتا ہے۔ جو مرشد ہر ایک مقام کو طے نہ کرے اور نہ کرا سکے وہ تقلیدی ہے۔ ایسا مرشد طالب کو حرص و ہوا میں مبتلا کر دیتا ہے۔ فقر محمدی ﷺ سے بے خبر اور دور ہوتا ہے اور حرص و ہوا میں مبتلا ہوتا ہے۔ باہو

طالباں رابس بود ایں راہ بند راہ مرداں شد حضوری ہوشمند

طالبوں کے لئے یہ نصیحت کی راہ کافی ہے مردوں کی راہ حضوری اور ہوش مندی ہے

پیری و مریدی کی شرائط

پیری مریدی کوئی آسان کام نہیں۔ پیری مریدی میں ذات الٰہی کی تجلیات مدنظر ہوتی ہیں۔ جس طریقہ کو شریعت رد کر دے وہ بے دینی ہے۔ حدیث "کُلُّ بَاطِنٍ مُّخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ" جو باطن ظاہر کے مخالف ہو وہ باطل ہے

ذکر ہم دوریست شو درغرق نور در نظر نبوی شوی دائم حضور

ذکر بھی دوری ہے تو نور میں غرق ہو تاکہ تجھے نبوی دائم حضوری حاصل ہو

اگر عارف ولی اللہ فقراء کو باطن میں ایسی توفیق نہ ہوتی تو وہ حق کے رفیق نہ ہوتے۔ معرفت الٰہی کے اعلیٰ مرتبے انہیں حاصل نہ ہوتے۔ مجلس محمدی ﷺ کی سعادت اسے

حاصل نہ ہوتی۔ ظاہری اور باطنی ہر حقیقت کی راہ ان پر منکشف نہ ہوتی اور اگر ان پر نعمت الٰہی اور رحمت الٰہی نہ ہوتی تو راہ باطن کے تمام سالک گمراہ ہوتے۔ ظاہری اعمال باطن کے واسطے ہوتے ہیں۔ نہ کہ پیٹ کی آسائش اور دنیاوی اور نفسانی لذات کے لیے۔ باہو

ہر کرا از دل کشاید چشم نور شد حضوری مصطفیٰ رست از غرور

جس کی دلی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اسے نبوی ﷺ حضوری حاصل ہوتی ہے اور غرور سے بچ جاتا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی "نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا (۴۱-۳۱) فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۴۳-۷۱) (" ہم دنیاوی اور آخرت کی زندگی میں تمہارے دوست ہیں ○ اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

بغیر علم راہ مولیٰ حاصل نہیں ہوتی

ظاہری اور باطنی راہ علم کے متعلق ہے۔ بغیر علم کے مولیٰ کا راستہ نہیں چل سکتے کیونکہ جاہل نفس کا طالب ہوتا ہے اور اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔ جاہل اپنے افعال سے پریشان ہوتا ہے وہ گبریلا (بھونرے کی مانند پردار کالا کیڑا جو گوبر میں ہوتا ہے) ہے۔ جاہل سے بڑھ کر جہان میں کوئی خوار ذلیل اور برا نہیں ہوتا۔ وہی طالب اچھا ہے جو آنحضرت ﷺ کا حلقہ بگوش ہو شریعت کا تابع ہو اور اہل علم ہو۔ مطلب یہ کہ ایمان کا سرمایہ علم ہے۔ رہنما علماء ہیں۔ دونوں جہان کی نعمت علم ہے۔ شیطان کا قاتل علم ہے۔ مسلمان کنندہ علم ہے۔ نفس امارہ کے لیے جان ہے۔ آتش دوزخ کے لیے ڈھال ہے۔ علم سے ظاہری باطنی تمام اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ علم عامل کے لیے مُلکِ علم ملکِ سلیمانی سے بہتر ہے۔ جو شخص علم کو پہچانتا ہے اور اس کی قدر جانتا ہے۔ وہ عالم عارف باللہ ہو جاتا ہے اور کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ علم حق حق تک پہنچاتا ہے۔ جو علم مقام روحانیت تک پہنچائے اس کا علم روحوں کو زندہ کر سکتا ہے"۔ "اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِيَآءِ" علماء انبیاء

کے وارث ہوتے ہیں۔ ایسے علماء مردہ جسم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نئی زندگی بخش سکتے ہیں۔ وہ صاحب قوت اور صاحب صفائے باطن ہوتے ہیں اور انہیں دائمی طور پر مجلس محمدی ﷺ کا حضور حاصل ہوتا ہے اور وہ عارف باللہ ولی اللہ فقیر ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ بلکہ امت محمدی ﷺ کے فقراء کا مرتبہ دم عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو قم کہہ کر مردہ قبر سے زندہ اٹھاتے تھے جو باتیں کرنے لگتا تھا۔ جو دو اڑھائی گھڑی زندہ رہ کر پھر مر جاتا تھا۔ لیکن امت محمدی ﷺ کے فقراء کی نگاہ مردہ دل کو وجود کی قبر میں "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" کہہ کر زندہ کر دیتے ہیں۔ جس سے قلب اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے اور ایسا دل تمام مراتب طے کر کے جب تک بہشت میں داخل نہیں ہوتا، وہ نہیں مرتا۔ جو شخص صاحب قلب ہوتا ہے۔ اسے دائمی اور سرمدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ شیخ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ زندہ تو دل کو کرتا ہے اور مارتا نفس کو ہے

زندہ قلبش مردہ قالب زیر خاک　　　خاکی از قالب زندہ از ذکر پاک

اس کا دل زندہ اور قالب مردہ مٹی تلے دفن ہے۔ بلکہ خاکی قالب بھی ذکر پاک کے سبب زندہ ہوتا ہے۔

قبر ایشاں خلوت است خلوت گزیں　　　غرق وحدت حق شدہ حق الیقیں

ان کی قبر خلوت ہے اور وہ خلوت گزیں ہیں۔ وہ وحدت حق میں غرق ہو کر حق بالیقین کے مرتبے کو پہنچتے ہیں۔

عالم کو باعمل ہونا ضروری ہے

اگر تمام عالم عامل بھی ہوں، سچ بولیں اور حلال کھائیں اور محض خدا تعالیٰ کی خاطر علم حاصل کر کے نیک عمل کے لیے شاگردوں کو علم سکھائیں تو اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص زمین کو دو اڑھائی قدموں سے طے کر کے ہمیشہ پانچوں وقت کی نماز خانہ کعبہ میں با جماعت ادا کرے۔ اس سے پھر بہتر اور کیا ہے اور جو شخص ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر آپس میں علم کا دور کرتا ہے۔ اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو فرشتے بارش کے وقت بارش کے ہر ایک قطرے کو ہتھیلی پر رکھ کر زمین پر لاتے ہیں۔ جو شخص ان میں سے ہر

ایک فرشتے کا نام جانتا ہو اور باطنی توجہ سے انہیں پہچانتا ہوں اس سے پھر اور بہتر کیا ہے۔ جو شخص حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء اور اولیاء اور قیامت کے تمام صاحب مراتب مومن مسلمان اور ولی اللہ میں سے ہر ایک کی روح سے مصافحہ کرے اور ان سے ملاقات کرے، ان کے نام جانتا ہو اور انہیں پہچانتا ہوں۔ پھر اس سے بہتر اور کیا ہے جو کوئی روئے زمین پر صاحب ورد وظیفہ، اہل دعوت اور حافظ قرآن ہیں۔ ان سے ملاقات کرے اور دن رات با طہارت قرآن پاک کی تلاوت کرے اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص ذکر، فکر، محاسبہ نفس، مکاشفہ، جمعیت خلق با خلق میں مشغول رہے اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص عمر بھر خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہے اور کوئی حج اس سے فوت نہ ہو۔ زکوٰۃ دینے میں بھی اس سے کوتاہی نہ ہوئی ہو اور نماز نوافل سے بھی کبھی فارغ نہ رہا ہو، رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے، صاحب تقویٰ و ریاضت ہو، علم فقہ و مسائل کے مطالعہ میں رہے اور علم تفسیر پڑھتا رہے اس سے بہتر پھر کیا ہے۔ جو شخص ساری عمر راہ خدا میں لڑتا رہے اور کافروں کو قتل کرتا رہے اس سے کون سی چیز بہتر ہے۔ جو شخص تمام دنیا حاصل کرے۔ دن رات اسے راہ خدا میں صرف کرتا رہے۔ مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص ظل اللہ ہو اور مشرق سے مغرب تک بادشاہ ہو کر لوگوں کے ساتھ عدل و احسان اور انصاف کرے۔ اس سے بہتر اور کیا ہے۔ جو شخص اپنی ہتھیلی اور ناخن پر دونوں جہان کے حالات اور ازل سے ابد تک کے احوال کا معائنہ کرے۔ اس سے بہتر اور کیا ہے جس شخص کو غوث قطب ابدال اوتاد کے تمام مراتب حاصل ہوں اور عرش کے اوپر کے ستر ہزار مقامات سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام منکشف ہوں۔ پھر اس سے بہتر اور کیا ہے۔ یہ تمام درجات ہیں۔ جن میں ہر ایک درجہ معرفت و واحدانیت الٰہی کے لیے بمنزلہ سیڑھی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے فنا فی اللہ میں مستغرق اور منظور نظر الٰہی ہو جاتا ہے اور مجلس محمدی ﷺ کا ملازم ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تصور سے ہاتھ آتا ہے

ابتداء توحید آخر نور شد　　　ذکر با مذکور آں مغفور شد

ابتداء میں توحید اور آخر میں نور حاصل ہوا　　ذکرِ مذکور کے ساتھ مل کر مغفور ہو گیا

مطلب یہ کہ جو شخص مشاہدہ فنا فی اللہ کے مقام میں غرق ہوتا ہے۔ وہ نور میں ہوتا ہے۔ اس کا بولنا' دیکھنا' سننا بھی نور ہی ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ صاحب نور کا نفس بھی پاک و مطمئنہ ہو کر نور بن جاتا ہے۔ اس کا دل بھی صاف ہو کر نور ہو جاتا ہے۔ اس کی روح بھی پاک ہو کر نور افشانی کرتی ہے۔ اسرار ربانی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ قرب خدا کی تجلیات جو اس پر ہوتی ہیں نور ہوتی ہیں۔ وہ سر سے پاؤں تک نور میں مستغرق ہوتا ہے۔ صاحب نور سے کوئی نا لائق حرکت سرزد نہیں ہوتی۔ وہ منظور نظر الٰہی ہوتا ہے اور اسے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ صاحب نور کا نہ نفس نہ قلب نہ روح نہ سر اور نہ سرے سے جسم ہی ہوتا ہے۔ مخلوق کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو صاحب نور ہو اور جس کا باطن آباد ہو۔ اہل نور مشق وجودیہ پر قادر ہوتے ہیں

رفت قلبش رفت روحش رفت نفس سر ہوا
نور بودو نور باشد غرق فی اللہ با خدا

ایسے شخص کا قلب' روح' نفس و سر اور ہوا سب کچھ دور ہو کر نور ہی تھا نور ہی ہو جاتا ہے اور غرق فی اللہ اور واصل حق ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور سے یہ نور کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اعظم کی خاصیت کی برکت' نص اور حدیث سے ثابت ہے۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کے ذکر سے بھی مذکورہ بالا نور کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔

مرشد کامل کی بیعت کے بغیر شیطان اور نفس پر غالب نہیں آسکتا

انسان نفس کی قید سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ شیطان پر غالب نہیں آسکتا۔ ترک و توکل کے سبب دین سے اس کا دل سرد نہیں ہو سکتا اور طلب کے مراتب میں مرد نہیں ہو سکتا جب تک کسی قادری جامع مرشد کی بیعت نہ کرے

شد مطالب دیدن رو مصطفیٰ　　شد حضوری غرق فی اللہ با خدا

اصل مطلب جناب مصطفیٰ ﷺ کا دیکھنا ہے۔ صاحب حضوری ہو کر غرق فی اللہ اور

با خدا ہو جاتا ہے۔

ذکر رجعت وعوتش دیوانگی　　سکر مستی خام تر بے گانگی

اگر ذکر میں رجعت ہو تو دیوانگی لاحق ہوتی ہے۔ سکر و مستی اور بے گانگی خام آدمی کو ہوتی ہے۔

گر تو خواہی دائما باشی حضور　　ہمنشیں قبر شو ز اہل قبور

اگر تو دائمی حضوری چاہتا ہے تو کسی اہل قبر کی' قبر کی ہمنشینی اختیار کر۔

باھو بہر خدا حاضر نما　　با تصور اسم اللہ شوفنا

باہو! برائے خدا حاضر دکھا اور اسم اللہ کے تصور سے فنا ہو جا۔

معرفت الٰہی کے مراتب

معرفت الٰہی کے فقر میں دو مرتبے ایسے ہیں۔ جنہیں کبیر اور اکبر کہتے ہیں۔ ان کی ابتداء اور انتہاء ظاہری شغل کے متعلق نہیں کیونکہ یہ ذکر و فکر سے باہر ہے۔ محض مشاہدہ اور حضور توحید ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے یہ مراتب منکشف ہوتے ہیں۔ جو شخص فنا فی اللہ ہوتا ہے وہ اسم اللہ ذات میں آتا ہے۔ ان دونوں مرتبوں کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔ جس شخص کے عمل میں یہ دونوں مرتبے ہوں۔ اگر مرشد توجہ کرے تو ایک لحظہ میں اسم اللہ ذات کے حاضرات سے انہیں دو مرتبوں سے تمام مراتب کھل جاتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات حکم خداوندی اور اجازت نبوی ﷺ کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔ جب تک حضور سے حکم نہ ہو۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کا نہ اثر وجود میں ہوتا ہے نہ اس کا کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ نہ باطن کھلتا ہے نہ نفس تابع ہوتا ہے۔ نہ دل کو ذوق حاصل ہوتا ہے نہ روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے نہ سر سے فیض کا حصہ ملتا ہے اور نہ بہار کی پھلواڑی کھلنی شروع ہوتی ہے۔ اگر کوئی جامع سروری قادری مرشد طالب اللہ کو حضور میں پہنچا دے تو وہ عین بعین دیکھ سکتا ہے۔ پھر اس کے وجود میں غلط بین آنکھیں' غلاظت' غصہ' غیبت اور دنیاوی غم نہیں رہتے۔ اللہ بس باقی ہوس۔ دونوں جہان سے دست بردار ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ معرفت وقرب الٰہی کے مشاہدہ میں مستغرق رہا کرتے تھے۔ توحید اور نور حضور میں آنحضرت ﷺ کی یہ حالت تھی کہ ایک لحظہ یا ایک لمحہ بھی حضور ربانی کے مشاہدہ سے نہیں رکتے تھے اور عشق توحید کی آگ کے نور اور درد ومحبت الٰہی کے سبب ایک دم بھی آرام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔ "یَا لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا" کاش! محمد ﷺ کا خدا محمد ﷺ کو پیدا نہ کرتا" یہ سب کچھ اسم اللہ ذات کے بوجھ کی گرمی کے سبب تھا

؎ اسم اللہ بس گران است بے بہا　　　ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ

اسم اللہ ذات نہایت ہی بے بہا اور گراں ہے۔ اس حقیقت کو صرف جناب مصطفیٰ ﷺ کی ذات جانتی ہے۔

جو شخص اسم اللہ ذات کی توحید میں غوطہ زنی کرتا ہے۔ جیسا مچھلی پانی میں تو وہ غرق فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور اس کے لیے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا

؎ چناں کن جسم را در اسم پنہاں　　　کہ می گردد الف در بسم پنہاں

اپنے جسم کو اسم میں اس طرح چھپا کہ جس طرح الف بسم میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

یہ حقیقت، معرفت، فقر، فناء، بقائے باطن صفا اور حقائق حق وہی شخص اچھی طرح جانتا ہے۔ جو باطل سے نکل کر حق رسیدہ ہو گیا ہو۔ لاکھوں طالبوں اور مرشدوں میں سے صرف ایک شخص سروری جامع قادری ایسا ہوتا ہے جو ہمیشہ وحدت الٰہی میں غرق اور مجلس محمدی ﷺ میں حاضر اور حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ کا ملازم وغلام ہو۔

مدح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شفیع امت و سرور بود آں شاہ جیلانی　　　تعالیٰ اللہ چہا قدرت خدائش کرد ارزانی

وہ شاہ جیلانی امت کے شفیع اور سردار تھے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو کیا ہی قدرت عنایت فرمائی ہے۔

سکندر می کند دعویٰ کہ ہستم چاکر آں شاہ　　　فلاطوں پیش علم او مقر آمد بنادانی

سکندر کو آپ کی غلامی کا دعویٰ ہے۔ فلاطوں کو آپ کے علم کے روبرو اپنی نادانی کا اعتراف ہے۔

کلاہ داران ایں عالم گدایان گدائے تو　　　ترا زیبد، ترا زیبد کلاہ داری و سلطانی

اس جہان کے تاجدار آپ کے گداگروں کے گداگر ہیں۔ صرف آپ ہی کو تاجداری اور بادشاہی زیب دیتی ہے۔

گدا سازی اگر خواہی بیکدم بادشاہاں را　　　گدایاں را دہی شاہی بیک لحظہ بہ آسانی

اگر آپ چاہیں تو ایک دم میں بادشاہوں کو گدا بنا دیں اگر آپ چاہیں تو نہایت آسانی سے فقیروں کو بادشاہی عنایت فرما سکتے ہیں۔

گدائے درگہت خاقاں غلام حضرت قیصر　　　چہ عالیشان سلطانی الا اے غوث ربانی

آپ کی بارگاہ کا گدا خاقان ہے اور آپ کی کچہری کا غلام قیصر ہے۔ اے غوث ربانی آپ کس درجہ کے عالیشان بادشاہ ہیں۔

بایں حشمت بایں شوکت بایں قدرت بایں عظمت　　　نبود است ونخواہد بود الحق مثل تو ثانی

فی الواقعہ اس جاہ وحشمت، شان وشوکت اور قدرت وعظمت کا انسان بجز آپ کے نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔

چہ ناسوتی چہ ملکوتی چہ جبروتی چہ لاہوتی　　　ہمہ در زیر پائے تو چہ عالیشان سلطانی

آپ کس اعلیٰ شان کے بادشاہ ہیں کہ کیا ناسوتی کیا ملکوتی، کیا جبروتی، کیا لاہوتی سبھی آپ کے پاؤں تلے ہیں۔

حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد　　　سپہر شرع را ماہی زہے خورشید نورانی

آپ کے وجود سے حقیقت روشن ہوئی اور طریقت گلزار بنی۔ آپ کیسے نورانی سورج اور شرع کے آسمان کے چاند ہیں۔

زباغ اصفیا سروے زبزم مصطفیٰ شمعے　　　علی را قرۃ العینے بدیں محبوب سبحانی

اصفیا کے باغ کا سردار اور مجلس نبوی ﷺ کی شمع، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اسی واسطے آپ محبوب سبحانی ہیں۔

دلا گشتی مرید او بہ بیں لطف مزید او — چہ اوصاف حمید او گہ و بے گاہ میدانی

اے دل جب تو اس کا مرید ہو گیا ہے تو اب تو اس کا لطف مزید دیکھ کیونکہ تو وقتاً فوقتاً (آنحضرت علیہ الرحمۃ) کے اوصاف بیان کرتا رہتا ہے۔

زباں راشست وشو باید بآب جنت الکوثر — ازاں پس نام محی الدین بپا کی برزباں رانی

آنحضرتؒ کا اسم مبارک یاد کرنے سے پہلے زبان کو بہشتی نہر کوثر کے پانی سے دھولینا چاہیے۔

بزرگ وخورد ومرد وزن مریدت شد ہمہ عالم — خطا پوشی عطا پاشی و دیں بخشی جہاں بانی

تمام جہان کے چھوٹے بڑے مرد عورت سبھی آپ کے مرید ہوئے۔ آپ خطا پوش عطا پاش دین بخش اور جہاں بان ہیں۔

تو شاہِ اولیاء و اولیاء محتاج درگاہت — مشائخ راسزد بر درگہت از فخر دربانی

آپ اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں اور اولیاء آپ کی بارگاہ کے محتاج ہیں۔ مشائخ کے لیے آپ کی دربانی باعث فخر ہے۔

مطیع حکم تو دیواں ملائک چوں پری بندہ — شہنشاہ شہنشاہاں امام انس و روحانی

دیو، جن، پری، فرشتے سبھی آپ کے فرماں بردار ہیں۔ آپ شہنشاہوں کے شہنشاہ اور انسان اور فرشتوں کے امام ہیں۔

چہ عبدالقادری قدرت ازاں داری کہ یک لحظہ — برآری آشکارا از کرم حاجات پنہانی

چونکہ آپ عبدالقادر ہیں۔ اس واسطے آپ کو اس درجہ قدرت حاصل ہے کہ آپ پوشیدہ ضرورتوں کو کھلم کھلا پورا کرتے ہیں۔

بدنیا دُرِّ عدن بخشی بعقبیٰ جنت الماویٰ — برحمت بحر الطافی زشفقت کان احسانی

دنیا میں عدن کے موتی اور آخرت میں بہشت عنایت فرماتے ہیں۔ بلحاظ رحمت بحر الطاف اور بلحاظ شفقت احسان کی کان ہیں۔

ملاذا دستگیری تو معاذا دلپذیری تو — بلطف خود رہائی دہ زگرداب پریشانی

آپ کی مدد جائے پناہ اور آپ کی دلپذیری جائے بازگشت ہے۔ اپنے لطف

کرم سے پریشانی کے بھنور سے بچائیے۔

جگر ریشم دروں خستہ دل اندر لطف تو بستہ — تو ہم از غایت احساں دوا بخشی درمانی

میرا جگر زخمی میرا اندر خستہ تیرے لطف پر دل بستہ ہے۔ آپ اپنے احسان عظیم سے دوا اور علاج دونوں بخشیں۔

تراچوں من ہزاراں بندہا مستند در عالم — مرا جز آستانت نیست اگر خوانی وگردانی

جہان میں مجھ جیسے ہزاروں غلام ہیں لیکن میرے لیے آپ کے آستانہ کے سوا اور کوئی ٹھکانہ نہیں خواہ بلائیں یا ہٹائیں۔

ندارم اندریں عالم بجز درد و غم و شدت — خلاصی دہ ازیں محنت کہ دارم صد پریشانی

اس جہان میں سوائے درد و غم اور رنج وسختی کے اور مجھے کچھ حاصل نہیں۔ مجھے سینکڑوں طرح کی محنتوں سے خلاصی بخشیں۔

منم سائل بجز تو نیست غمخوارم کہ گیرد دست — برحمت کن نظر برمن توئی مختار سبحانی

میں سائل ہوں آپ کے سوا میرا کوئی غمخوار نہیں کون مدد کرے۔ آپ مختار الٰہی ہیں مجھ پر نظر رحمت کریں۔

سگ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قرب ربانی — کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

اگر انسان قرب ربانی چاہے تو درگاہ جیلانی کا کتا بن جائے کیونکہ درگاہ جیلانی کا کتا شیروں سے اشرف سمجھا جاتا ہے۔

قفائے بندہ عاجز فتادہ بر سر کویت — عجب نبود اگر ایں ذرہ را خورشید گردانی

یہ عاجز بندہ آپ کے کوچہ میں گرا پڑا ہے۔ کچھ عجب نہیں اگر آپ ذرہ کو آفتاب بنا دیں۔

جواب مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ہر مریدش آفتاب روشنی حق نما
فیض بدہد فیض بخشد برد حاضر مصطفیٰ

حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ کا ہر ایک مرید روشن آفتاب اور حق کا رہنما ہے جو فیض

بخشا ہے اور مجلس نبوی ﷺ میں پہنچا دیتا ہے۔

راز رحمت فیض فضلش میدہاند از خدا
بے نصیبے کس نباشد باہوئے دل باصفا

وہ اللہ تعالیٰ سے رازِ رحمت اور فیض فضل دلا سکتا ہے۔ اے باہو! صاف دل شخص بے نصیب نہیں رہ سکتا۔

حقیقت مرید کامل

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید مرد اہلِ تجربہ اور پُر درد ہیں

عرش و کرسی در دل است لوح و قلم — ہر کہ دل را یافت آں را نیست غم

دل میں عرش و کرسی بھی ہے اور لوح و قلم بھی۔ جو دل کو پا لیتا ہے اسے کوئی غم نہیں۔

ایں مراتب طفل گانی سر ہوا — راہِ وحدت غرق فی اللہ با خدا

یہ مراتب ایک لالچی بچے کے ہیں۔ اصل مطلب تو وحدت کی راہ کا ہاتھ آنا اور غرق فی اللہ اور باقی باللہ ہوتا ہے۔

غیر مخلوق است وحدت نور حق — ایں بود مخلوق سیر ہر طبق

وحدت و نور حق غیر مخلوق ہے۔ ہر ایک طبق کی سیر کرنا مخلوق ہے۔

تا نگردد غرقِ وحدت ذاتِ نور — عارفانش کے شوند اہل از حضور

جب تک ذاتِ الٰہی کی وحدت کے نور میں غرق نہ ہو۔ وہ صاحب حضور کب عارف کے لیے ہو سکتا ہے۔

درمیانِ بندہ و حق دیوار نیست — مردہ ام دل لائقش دیدار نیست

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی دیوار نہیں۔ صرف بات یہ ہے کہ مردہ دل دیدارِ الٰہی کے لائق نہیں ہوتا۔

پردہ را بردار باحق شو ہم سخن — تا ترا حاصل شود کنہش زکن

تو پردہ اُٹھا اور حق تعالیٰ سے ہمکلام ہو تا کہ تجھے کن سے کنہ معلوم ہو جائے۔

چشم با چشم است دل با دل نذیر — انتہائے عارفانش ایں فقیر

عارف فقیر کا انتہائی مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ اُس کا دل اور آنکھ اللہ تعالیٰ کا دل اور آنکھ ہو جاتے ہیں۔

کے تو اند بست صورت بیمثال — ہر کہ از خود بگذرد بیند جمال

صورت بیمثال کا تصور کیسے ہو سکتا ہے' ہاں وہی شخص جمال الٰہی دیکھ سکتا ہے' جو اپنے آپ سے گزر جائے۔

باہو بہر خدا وحدت نما — می برم حاضر ترا با مصطفیٰ ﷺ

باہو تجھے وحدت دکھا سکتا ہے اور مجلس نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پہنچا دیتا ہے۔

ہر کہ منکر از نبی مجلس نبی ﷺ — عاقبت کافر شود اہل از شقی

جو شخص مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ وہ آخر کار کافر اور بدبخت ہو جاتا ہے۔

اعمالِ ظاہری سے دلی نفاق دور نہیں ہوسکتا

ظاہری اعمال سے انسان کا دلی نفاق دور نہیں ہوسکتا۔ جب تک اسم اللہ ذات اور محبت و معرفت کی آگ سے اُسے نہ جلائے۔ تب تک اس کا زنگار اور اس کی سیاہی دُور ہوتی ہے اور نہ خاص الخاص ذکر کو قبول کرتا ہے۔ ذکر سے جب تک دل زندہ نہ ہو نفس نہیں مر سکتا۔ خواہ ساری عمر قرآن شریف کی تلاوت اور فقہ کے مسائل کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دائمی ذکر سے دل کی صفائی ہوتی ہے۔ اس ذکر کی تعریف قرآن شریف میں یوں فرمائی ہے۔ "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (۷-۵۵) اللہ تعالیٰ کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ یاد کرو"۔ جو شخص وجودی حواس اور خطرات کے کوڑے کرکٹ کو اسم اللہ ذات کے تصور کی آگ سے نہیں جلاتا۔ اور شوق حق دل میں پیدا نہیں کرتا۔ محال ہے کہ اسے دیدار نصیب ہو

یا رب از عارفاں مرا پیمانہ سرشاردہ
چشم بینا جان آگاہ و دل بیدار دہ

یا اللہ! مجھے عارفوں کا مست بنا دینے والا ایک پیمانہ عطا کر اور دیکھنے والی آنکھیں' تجھ سے واقف جان اور بیدار دل دے۔

ہر سر موئے حواس من برائے میرود — ایں پریشان سیر را در بزم وحدت بارد

میرے بدن کا ہر ایک رونگٹا ایک اور ہی رستہ چلتا ہے۔ اس بھولے بھٹکے پریشان سیر کو وحدت کی مجلس میں آنے دے۔

مدتے گفتار کر داری کہ کردی مرحمت — روزگارے ہم بمن کردار بے گفتار دہ

مدت تک تو نے مجھے نیک اعمال کا علم عنایت کیا۔ اب مجھے بے گفتگو کا عمل مرحمت فرما۔

شیوۂ ارباب ہمت نیست چوں ایں ناتمام — رخصت دیدار داری طاقتِ دیدار دہ

مجھ جیسے ادھورے کی طرح نہیں ہوتا صاحب ہمت لوگوں کا طریقہ۔ اگر تو نے دیدار کی اجازت دی ہے تو دیدار کی طاقت بھی عنایت کر

ہر کہ در مردار غرق است کے شود دیدار جو — غیر اللہ ہر چہ باشد دفترش از دل بشوٗ

جو شخص دنیا مردار میں غرق ہے وہ دیدار الٰہی کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ غیر حق کا خیال دل کے دفتر سے دھو ڈال۔

تا نگردد غرق فی اللہ بے خبر از خود فنا! — ہر کہ خود از خود برآید دل شود رہبر خدا

جب تک از خود خالی نہ ہو غرق فی اللہ نہیں ہو سکتا۔ جو اپنے آپ کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کا دل ہی وصال حق کے لیے رہبر ہو جاتا ہے۔

اہل توحید کامل مکمل اکمل مرشد دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک صاحب نظر جو ایک نگاہ سے طالب کو وحدانیت میں لے جا کر اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا دیں۔ دوسرے جو طالب کو مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دیں۔ یہ یا تو اہل قبور سے بطریق دعوت یا اسم اللہ ذات کے تصور' یا توجہات باطنی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس قسم کا سلوک عین باز ہے۔ جو عین بعین منکشف ہوتا ہے۔ وہ عین بہ عین دکھا دیتا ہے

باہو ہر کہ بیند عین را عفو العباد — عارفاں از عفو باطن شد آباد

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

فنا فی اللہ کا وصف

یہ آیت اس دل کے وسیع طبقات کے بارے میں ہے جو فنا فی اللہ ہو۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(پ۱۸ سورۃ نور آیت ۳۵)

ترجمہ: "اللہ ہی کے نور سے زمین و آسمان کی روشنی ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اور طاق میں ایک چراغ رکھا ہے اور چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہے اور قندیل اس قدر شفاف ہے گویا وہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن ہوتا ہے جو نہ پورب کے رخ رکھا ہے اور نہ پچھم کے رخ اس کا تیل اس قدر صاف ہے کہ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے آپ جل اٹھے گا غرض کہ ایک نور نہیں بلکہ نورٌ علیٰ نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے واقف ہے۔

ولی اللہ کس کو کہتے ہیں

یہ آیت اولیاء اللہ کے بارے میں ہے۔ ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر اور مجلس محمدی ﷺ کا حضوری ہو۔ جس کا دل ذکر الٰہی سے صاف شدہ ہو۔ انبیاء

اور اولیاء کی روحوں سے اسے ملاقات حاصل ہو۔ آیت کریمہ یہ ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ: "وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا وَّکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا" (۴-۴۵)

ترجمہ: "اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار۔"

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ: "فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ اَوْلِیَآءَ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" (۴-۸۹)

انہیں اپنا دوست نہ بناؤ تاوقتیکہ وہ راہ خدا میں ہجرت نہ کریں۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ: "وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْۢبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ" (۸-۵۸)

اگر تمہیں کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو تو مساوات کو ملحوظ رکھ کر ان کے عہد کو الٹا ان کی طرف پھینک دو بیشک اللہ تعالیٰ دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اولیاء اللہ کو اسم اللہ ذات کے تصور اور ذکر کا خوف دل میں ہوتا ہے

از ہیبت آں دوراہ خوں شد دل من
تا آخر بکدام راہ برد. منزل من

ان دو رستوں کے خوف سے میرا دل خون ہو رہا ہے کہ دیکھئے کس رستے پر میری منزل ہو۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ: "فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ ط" (۴۲-۷)

ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

انسان کی ظاہری آنکھ کسی کام نہیں آتی۔ اس کی باطنی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اے عارف ولی اللہ! دل کی آنکھ سے دیکھ ظاہری آنکھ سے تو بیل اور گدھے بھی دیکھتے ہیں۔ باطنی آنکھ والے اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں۔ طالب مولیٰ دیدار دیکھتا ہے اور اسے حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

وَّکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً ○ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ ○

وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ ○ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ○ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ○ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ ○ مُّتَّکِئِیْنَ عَلَیْھَا مُتَقٰبِلِیْنَ ○ یَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ○ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ○ وَفَاکِھَۃٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ○ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَھُوْنَ ○ وَحُوْرٌ عِیْنٌ ○ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ ○ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا ○ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ○ (پ ۲۷ واقعہ ۱)

ترجمہ: "اور تم تین قسم ہو جاؤ گے تو داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔ یہ بارگاہ خداوندی کے مقرب ہیں۔ ان کو بہشت کے آرام و آسائش کے باغوں میں جگہ دی جائے گی۔ اس گروہ میں بہت تو اگلے لوگوں میں سے ہوں گے اور تھوڑے پچھلوں میں سے بھی۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے جڑاؤ تختوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے آبخورے اور لوٹے اور ایسی شراب صاف کے جام لاتے اور لے جاتے ہوں گے جن کے پینے سے نہ تو ان کو درد سر ہو۔ نہ ہوش میں فرق آئے اور نیز جس قسم کا میوہ پسند کریں اور جس قسم کے پرندوں کے گوشت کو ان کا جی چاہے۔ وہی گوشت اور ان نعمتوں کے علاوہ احتیاط سے کئی تہوں میں رکھے ہوئے موتیوں کی طرح خوش رنگ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں یہ بدلہ ہے ان نیک اعمال کا جو دنیا میں کرتے تھے وہاں نہ تو کوئی لغویات سنیں گے اور نہ خلاف تہذیب بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آوازیں چلی آرہی ہوں گی۔"

اسم اللہ کے تصور والا نور ایمان میں غرق ہوتا ہے

اسم اللہ ذات کے تصور والا نور ایمانی میں غرق ہوتا ہے۔ وہ ظاہر میں شریعت کا پابند اور باطن میں عارف باللہ ہوتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ○

(پ۲۵ الشوریٰ ع۵)

ترجمہ: ''اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جاں فزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (۱۲-۱۱۱)

ترجمہ: ''(بلکہ جو کتابیں اس کے نزول سے پہلے موجود ہیں۔) ان کی تصدیق کرتی ہیں اور اس میں ان لوگوں کے لیے جو ایمان والے ہیں ہر چیز کا تفصیلی بیان اور ہدایت اور رحمت ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ (۱۶-۲۰)

اور جن بتوں کو یہ لوگ حاجت روا سمجھ کر ان کی پوجا کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں۔

محبت دنیا دل سے نکالے بغیر قرب الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا

باز آ از شرک و کفر اے بت پرست　　تا ترا حاصل شود وحدت الست

او بت پرست! شرک و کفر چھوڑ　　تاکہ تجھے وحدت الست حاصل ہو

جو شخص اللہ تعالیٰ کی واحدانیت میں پہنچا۔ دائمی طور پر مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہونا اور سلطان الفقراء سے جس کی صورت نور حق ہے اور جسے ہمیشہ قرب الٰہی اور مجلس محمدی ﷺ حاصل ہے۔ ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ انسان کے بدن پر کم و بیش تیس کروڑ تیس لاکھ بال ہیں۔ ہر ایک بال کے مقابلہ میں شیطان کا گھر ہے اور جو خواہشات نفسانی کا گھر ہیں۔ دنیاوی لذات سے کبھی کوئی سیر نہیں ہوتا۔ جو شخص دنیا کی محبت دل سے نہیں نکالتا۔ اسے نہ قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے نہ مجلس محمدی ﷺ کی حضوری اور نہ اس کے قلب، قالب اور ہر ایک بال سے ذکر جاری ہوتا ہے۔ معرفت الٰہی اور فقر جو اصل فتح ہے۔ دنیا ترک کیے بغیر حاصل نہیں ہوتے اور نہ اسے وحدانیت حاصل ہوتی ہے۔ خواہ ساری عمر پتھر پر سر پٹکتا رہے۔ تقویٰ اور مجاہدہ سے اس کی پیٹھ کبڑی ہو جائے اور وجود کمان کی طرح ہو جائے۔ دنیا کے ہوتے خدا سے حجاب اور جدائی ہوتی ہے۔ دنیا کا دوست خدا کا دشمن ہوتا ہے۔

مذمت دنیا

زبہر زر چرا تو دلق پوشی　　زبہر زر چرا دائم خموشی

تو دنیاوی مال و دولت کی خاطر کیوں گدڑی پہنتا ہے اور ہمیشہ چپ شاہ بنا ہوا ہے۔

زبہر زر چرا عرفاں مکانی　　زبہر زر چرا درویش خوانی

تو زر کی خاطر عرفان مکان بنا ہوا ہے۔ تو زر کی خاطر کیوں درویش کہلاتا ہے۔

زبہر زر چرا گریاں کشائی　　زبہر زر چرا صورت صفائی

تو زر کی خاطر کیوں اتنی آہ وزاری کرتا ہے اور صفائی کی صورت بنا رکھی ہے۔

زبہر زر چرا خلوت نشینی   زبہر زر چرا خوش خواب بینی

زر کے واسطے کیوں خلوت نشین ہوتا ہے اور زر کی خاطر کیوں عمدہ خواب دیکھتا ہے۔

زبہر زر چرا اسم اللہ فروشی   زبہر زر چرا غوغا فروشی

زر کی خاطر تو کیوں اللہ تعالیٰ کا نام بیچتا ہے۔ تو نے زر کی خاطر کیوں اتنی دھوم دھام مچا رکھی ہے۔

زبہر زر چرا نقشے بدانی   زبہر زر چرا تسبیح خوانی

تو زر کی خاطر کیوں نقشبندی اور تسبیح خوانی کرتا ہے۔

زبہر زر چرا علم فضیلت   زبہر زر چرا دنیا وسیلت

تو زر کی خاطر فضیلت علم فروخت کرتا ہے اور دنیا کو اپنا وسیلہ بناتا ہے۔

زبہر زر چرا تو شاہ طلبی   زبہر زر چرا تو ذکر قلبی

تو زر کی خاطر کیوں شاہ طلب اور ذاکر قلبی بنا ہوا ہے۔

زبہر زر چرا تو انتظاری   زبہر زر چرا ہر در بخواری

تو زر کی خاطر کیوں در بدر اور منتظر ہوتا ہے۔

باھو را نیست طلبش زر بدانی   کہ غرق معرفت با حق وصالی

باھو کو طلب زر کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ معرفت و وصال حق میں مشغول ہے۔

ذکر الٰہی میں ایک دم مشغول ہونا بادشاہت سے بہتر ہے

تجھے معلوم ہے کہ دنیا چند روزہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ دنیا شیطانی مال و متاع ہے۔ تارک دنیا کو خدا شناسی کا مرتبہ ملتا ہے۔ ذکر الٰہی میں ایک دم مشغول رہنا دنیاوی ہزاروں بادشاہوں سے بہتر ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول مقبول ﷺ سے اصحاب اور یاروں نے پوچھا کہ حضرت وہ کون سی اچھی چیز ہے۔ جس سے دنیا و آخرت میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور کون سی ادنیٰ اور بری چیز ہے۔ جو دنیا اور آخرت میں خدا سے دور کر دیتی ہے۔ فرمایا: فقر اور

معرفت الٰہی سے پیار کرو کیونکہ ان دونوں نعمتوں سے دونوں جہان کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کی طرف ہمیشہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھو کیونکہ یہ شیطانی مال و متاع ہے۔

طالب دنیا کی برائی

مائل جیفہ کہ شود جز سگے   کینہ ورے و بےخبرے وبدرگے

کینہ ور بےخبر بدرگ (کمینہ بری خصلت والا) اور کتے کے سوا اور کون مردار کی طرف مائل ہوتا ہے۔

طالب دنیا زسگ کمتر است   ظاہر او گرچہ بجاہ وفراست

دنیا کا طالب کتے سے بھی گھٹیا ہے۔ خواہ بظاہر وہ جاہ و حشمت اور فہم و فراست کا مالک ہی کیوں نہ ہو۔

باطنش آلودہ بہ پندار او   خلق سگے ظاہر ازدیار او

غرور کے سبب اس کا باطن آلودہ ہوتا ہے۔ بظاہر خلقت اس کی دوست ہوتی ہے۔

باغضب و شہوت و حرص و ہوا   سیرت اوچوں دو آدم نما

اس میں غصہ، شہوت اور حرص و ہوا ہوتی ہے۔ کردار اس کا انسانوں جیسا لگتا ہے۔

سیم و زرش قبلہ آرام او   گاوصفت خواب وخورش کام او

سونا چاندی اس کا قبلہ ہیں اور بیل کی طرح کھانا اور سونا اس کا کام ہے۔

روز شبش صرف بغفلت مدام   بازن و بچہ دل او گشتہ رام

وہ دن رات غفلت میں ڈوبا رہتا ہے اور عورت، زر، بچوں سے دل لگائے رکھتا ہے۔

رفت زیادش غم نزع ممات   غافل معزول زراہِ نجات

اسے نزع اور موت کا غم بھول گیا اور راہِ نجات سے غافل اور بےکار ہے۔

عالم صفت ماؤ توئی را گرفت   رنگ دو بینی ودوئی را گرفت

وہ عالم کی طرح ماوشما میں پھنسا ہوا ہے اور دو بینی کے سبب دوئی اختیار کئے ہوئے ہے۔

صاف دِلے نہ شنید و نہ دید   تیرہ دلی را زرخ او ندید

صاف دل کو نہ اس نے سنا نہ دیکھا۔ سیاہ دلی کے سبب اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔

خانۂ عمر تو بود بردے   بہر دمے مے طلبی عالمے

تیری عمر کا گھر برباد ہے۔ کیا تو اسی کی خاطر جہان طلب کرتا ہے۔

بہردمے ایں ہمہ شر و فساد   ہفت ہزاری شدنت اجتہاد

یہ سب کچھ انسان کے لیے باعث شر وفساد ہے۔ تو ہفت ہزاری ہو جانے کو اجتہاد خیال کرتا ہے۔

حیف برایں دانش و آئین تو   کورشدہ دیدہ حق بین تو

افسوس! تیری عقل و دستور و قاعدہ پر۔ تیری حق بین آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔

(بدیں عقل و ہمت بباید گریست)

دنیا خوار را جواب خوار تر   ملعون است درنظر عارفاں با بصر

دنیا کے طالب کو زیادہ خواری ہوتی ہے۔ ایسا شخص عارف باللہ کی نگاہوں میں ملعون ہے۔

حب دنیا دل گرفت از سر ہوا   دل زحب دنیا رود عارف خدا

لالچ کے سبب دنیاوی محبت نے دل لے لیا ہے۔ عارف باللہ لوگ دنیاوی محبت سے دل کو ہٹا لیتے ہیں۔

تجھے معلوم رہے کہ بے حیاء' منافق' بے ادب' جھوٹے اور ظالم کے سوا اور کوئی دنیا طلب نہیں کرتا کیونکہ دنیا کمینوں کی پرورش کرتی ہے۔ دنیا کی اصل ہی کمینی ہے۔ دنیا کا طالب نفس کا مرید اور شیطان کا مصاحب ہوتا ہے۔ اسی واسطے دن رات حرص و ہوا میں مارا مارا پھرتا ہے۔ فقیری' مفلسی دل کا غنی ہونا' ہدایت معرفت الٰہی خاص سنت نبی آخر الزمان ﷺ ہے۔ روپیہ پیسہ جمع کرنا اور اس پر فخر کرنا لعنتی کافروں اور جنتیوں والے فرعون

کا کام ہے۔ مومن مسلمان ہو کر فقر محمدی ﷺ کو کیونکر ترک کرے اور دنیاوی مال و زر کا فخر کرے۔ دنیا اپنے طالب کو دوزخ میں پہنچائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ "اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور بات ہے جو شخص روزانہ خوراک سے زیادہ طلب کرتا ہے۔ اس کا مقام دوزخ ہے۔ فقر و معرفت الٰہی انسان کو بہشت میں بقائے الٰہی سے سرفراز کرتے ہیں۔ پس انسان کا فرض عین اور سنت عظیم ہے کہ وہ فقر محمدی ﷺ کی کوشش کرے۔ جو شخص فقر محمدی ﷺ میں قدم رکھتا ہے۔ اسے لازم ہے کہ دنیاوی محبت دل سے نکل دے۔

مجلس محمدی ﷺ کی وضاحت اور طریقہ

واضح رہے کہ مجلس محمدی ﷺ کی شرح' مراقبہ' ذکر' فکر' مکاشفہ' محاسبہ' مقامات و درجات' معرفت اور توحید کا استغراق' اسم اللہ ذات کے تصور سے نص و حدیث سے ثابت ہے۔ تجلیات ربانی کا نور باطل باطن میں ہرگز نہیں ہوتا۔ جب باطن صاف ہو جائے تو پھر شیطانی خطرات اور نفسانی وسوسے اور توہمات اور دنیا کے حادثات بالکل دل سے اٹھ جاتے ہیں اور پھر اس قسم کا کھوٹ کبھی رونما نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سچی ارادت کے ساتھ کلمہ شہادت کا سلوک یہی ہے۔

واضح رہے کہ جب طالب مولیٰ شغل الٰہی میں مشغول ہونا چاہے تو اسے لازم ہے کہ پہلے اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کر لے اور اسم اللہ ذات کا تفکر کرے۔ لیکن پہلے ظاہری اور باطنی شیطانی راستے بند کر لے اور خیال و وسوسہ کی نفسانیت اپنے سے دور پھینک دے۔ پھر تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ اس طرح پڑھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تین مرتبہ پھر تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط پھر تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۵ ج لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَا فِی

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ اور پھر تین مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ط

بعد ازاں تین مرتبہ چاروں قل پڑھے۔ اول قل: قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ○

قل دوم: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ ○ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

قل سوم: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○

قل چہارم: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

بعد ازاں تین مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ○ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

بعد ازاں تین مرتبہ کلمہ تمجید پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بعد ازاں ہزار مرتبہ یا تین ہزار مرتبہ استغفار پڑھے۔ اگر ہزار مرتبہ پڑھے تو استغفر اللہ تک پڑھے اور اگر تین ہزار مرتبہ پڑھے تو یہ پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَةً وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْٓ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَكَشَّافُ الْكُرُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یہ سب کچھ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ اسم اللہ اور اسم محمد ﷺ کو اپنے تصور میں لائے اور دونوں اسموں پر نگاہ رکھے۔ بعد ازاں توحید و معرفت الٰہی کے دریا میں غوطہ لگائے۔ ذکر الٰہی کے غلبہ میں مستغرق ہو کر ایسا بے خود ہو جائے کہ اس پر یہ آیت صادق آئے۔ ’’وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ‘‘ اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق کون ہوتا ہے

مطلب یہ کہ جب تک طالب کا وجود چار ذکروں، چار مراقبوں، چار فکروں میں آوی کے برتن کی طرح پختہ نہ ہو جائے۔ اس کا وجود مجلس محمدی ﷺ کے لائق نہیں ہوتا۔ وہ چار ذکر یہ ہیں۔

اول ذکر زوال

اس ذکر کے شروع میں اعلیٰ ادنیٰ تمام خلقت رجوع کرتی ہے اور طالب اور مرید بے شمار ہو جاتے ہیں۔ جب ذکر زوال ختم ہو چکتا ہے تو تمام مرید اور طالب رجعت زدہ ہو کر بیزار ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے ذکر و فکر سے ہزار بار استغفار اور توبہ ہے۔ وہی سچا طالب اور مرید اپنے حال پر قائم رہتا ہے۔ جو معرفت الٰہی کی انتہا کو پہنچا ہوا اور جس نے دائمی ذکر شروع کیا ہوا ہو۔

دوئم ذکر کمال

اس کے شروع میں فرشتے رجوع کرتے ہیں اور کراماً کاتبین کے گرد فرشتوں کے لشکر ہوتے ہیں۔ نیک و بد سے اطلاع دیتے ہیں۔ گناہ سے باز رکھتے ہیں۔ جب یہ ذکر کمال انتہا کو پہنچتا ہے تو ذکر سوم یعنی ذکر وصال شروع ہوتا ہے۔ اس ذکر سے انبیاء و اولیاء اللہ کا وصال باطن میں حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ ذکر بھی ختم ہوتا ہے تو پھر چوتھا ذکر یعنی ذکر احوال شروع ہوتا ہے۔ اس ذکر میں فنا و بقا اور تجلیات ذاتی ہوتی ہیں۔ جب ان چاروں ذکروں سے گزرتا ہے تو وجود مجلس محمدی ﷺ کے لائق ہو جاتا ہے۔ ارشاد کے لائق وہ سروری قادری جامع مرشد ہے۔ جو طالب کو پہلے ہی دن اسم اللہ ذات سے ذکر روحانی ہر ایک مقام' ہر ایک مرتبہ' انبیاء اور اولیاء اللہ کی ہر ایک مجلس تک طالب کے موافق پہنچا دے اور انتہائی اور لا انتہا ذکر کے غلبہ سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام میں لا کر ایسا محو کر دے کہ نہ اسے اپنا آپ یاد رہے نہ مقامات یاد رہیں۔ یہ مراتب ذات الٰہی کی معرفت اور توحید کی قید اور قبضہ میں ہیں۔ نور الٰہی کی تجلیات کی کوئی مثال نہیں دے سکتے۔

مطلب یہ ہے کہ جب طالب اس کمالیت کی انتہاء تک پہنچ جاتا ہے تو تصور' تصرف' ذکر' فکر' مراقبہ' کشف قلوب' کشف قبور' مجلس محمدی ﷺ میں نہایت پختہ اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ انبیاء' صحابہ' کبار اور اولیاء میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ نص و حدیث کا ذکر حضور میں رہ کر کرتا ہے اور یگانہ و آشنا بن جاتا ہے۔ چونکہ شیطانی پردہ بیچ میں نہیں رہتا۔ اس لیے بلا روک ٹوک اور بے حجاب آمد و رفت کر سکتا ہے۔ عارف باللہ فقیر کے مراتب اسے حاصل ہوتے ہیں۔ وصال اسے حاصل ہوتا ہے۔ علم الیقین' عین الیقین اور حق الیقین کے مقام کو طے کر لیتا ہے۔ جب یہ حالت ہو جائے تو پھر صاحب باطن اور عارف باللہ فقیر کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے اور نہ اسے یہ آرزو رہتی ہے کہ باطل سے نکل کر حق میں آئے اور اس کی ظاہری باطنی حقیقت معلوم کرے کیونکہ عارف باللہ فقیر کوئی اندھا نہیں ہوتا۔ اس پر ظاہری باطنی معرفت الٰہی کی راہ کھلی ہوتی ہے۔ "مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ" جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

مجلس محمدی ﷺ کے نو مقامات کا ذکر

واضح رہے کہ مجلس خاص نو مقامات پر ہوتی ہے۔ ان نو مرتبوں اور نو مقامات پر بالترتیب مجلس محمدی ﷺ پورے طور پر مکمل اور ختم ہوتی ہے۔

اول: مجلس محمدی ﷺ مقام ازل میں۔

دوم: مجلس محمدی ﷺ مقام ابد میں۔

سوم: مجلس محمدی ﷺ مقام حرم روضۂ مبارک مدینہ منورہ میں۔

چہارم: مجلس محمدی ﷺ خانہ کعبہ معظمہ کے اندر یا جبل عرفات کی صف میں جہاں قبولیت حج کی دعا کے وقت لبیک کہا کرتے ہیں۔ یا [illegible]م کعبہ معظمہ کے اندر

پنجم: مجلس محمدی ﷺ عرش کے اوپر۔

ششم: مجلس محمدی ﷺ مقام قاب قوسین میں۔

ہفتم: مجلس محمدی ﷺ مقام بہشت میں۔ جہاں پر کھائے پیئے تو پھر عمر بھر بھوک پیاس نہیں رہتی اور آنکھوں میں نیند نہیں آتی۔

ہشتم: مجلس محمدی ﷺ مقام حوض کوثر میں جناب رسول مقبول ﷺ کے دست مبارک سے شراباً طہورا پینے سے وجود پاک ہو جاتا ہے اور ترک' توکل' توحید' تجرید' تفرید اور توفیق بحق رفیق کے مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔

نہم: مجلس محمدی ﷺ اس مقام پر جہاں دیدار الٰہی سے مشرف اور انوار میں غرق ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے آپ سے فنا ہو جاتا ہے' وہ معرفت الٰہی اور فقر کے انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔

حدیث: "مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كُلَّ لِسَانُهٗ"

جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔

جو شخص مذکورہ بالا نو مقامات پر مجلس محمدی ﷺ میں جناب پیغمبر خدا ﷺ سے دنیا طلب کرے یا اہل دنیا کی بابت کچھ عرض کرے تو وہ مجلس محمودہ کے مرتبے سے [illegible] مردود ہو جاتا ہے

جسم اینجا ہست جانم در حضور — ایں مراتب عارفاں از خاص نور

میرا بدن یہاں ہے اور میری جان حضور میں ہے۔ یہ مرتبہ عارفوں کو خاص نور سے حاصل ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب عارف باللہ ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور اس کا نفس مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

حق شناسی عارفوں اور کاملوں کی راہ ہے

واضح رہے کہ حق شناس عارفوں، کاملوں اور سالکوں کی راہ یہی ہے کیونکہ کاملوں کی ابتداء و انتہاء ایک ہی ہوتی ہے۔ بھوکا ہونا یا پیٹ بھرنا ان کے لیے یکساں ہے۔ گویا ان کی خوراک مجاہدہ اور ان کی نیند حضور اور خاص مشاہدہ ہے۔ ان کے لیے مستی، ہوشیاری اور سونا اور جاگنا یکساں ہے۔ بعض کا سونا خیالی ہے اور بعض کا وصالی۔ ان مراتب کو مردہ دل بد خصلت کیا جانے۔ معرفت الٰہی کی راہ میں مستی باعث خامی ہے۔ اس میں بندگی اور عبادت باعث سعادت اور نیک بختی ہے۔ مرد وہی ہے کہ مستی اور خواب میں بھی باشعور اور ذاکر رہے۔

حدیث: "ینام عینی ولا ینام قلبی" میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔

صاحب تصور و تصرف اور کامل مرشد طالب مولیٰ کو ذکر فکر، راہ حضوری و معرفت الا اللہ اور مقام مجلس محمدی ﷺ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور اسم اعظم کی برکت اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی چابی سے کھول کر بتا دیتا ہے اور مجلس محمدی ﷺ کی حضوری دکھا دیتا ہے۔ اعمال ظاہری کا سلوک بمنزلہ چراغ ہے اور اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصور بمنزلہ آفتاب ہے۔ جب نور توحید کی تجلی کا آفتاب اُگتا ہے تو تمام قلب روشن ہو جاتا ہے اور جب لوح دل پر اسم اللہ ذات چمکتا ہے تو اسے معرفت الٰہی حاصل ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اسے سارے علوم، مقام حی قیوم، معرفت اور توحید سب کچھ روشن دکھائی دیتا ہے جو کچھ لوح محفوظ پر لکھا ہوتا ہے۔ وہ سمجھ میں آ جاتا ہے کیونکہ لوح ضمیر رونما آئینہ کی طرح ہو جاتی ہے۔ مجلس محمدی ﷺ کی برکت سے جو علم و حقیقت لوح محفوظ پر

درج ہوتی ہے۔ وہ لوح ضمیر پر آ جاتی ہے۔ اس وقت مقابلہ کرے۔ اگر کلام اللہ ظاہری اور باطنی ایک دوسرے سے ملتے ہوں تو درست اور ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ عرش کرسی اور لوح محفوظ پر نہیں۔ بلکہ اس کی نگاہ لوح ضمیر پر ہوتی ہے۔ صاحب لوح ضمیر نفس پر حکمران اور ہمیشہ اطاعت اور بندگی میں رہتا ہے کیونکہ زندگی بغیر بندگی کے شرمندگی ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" (۵۱-۵۶)
میں جنوں اور انسانوں کو بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔

جو دل ذکر الٰہی میں جنبش کرتا ہے اور نور الٰہی کے مشاہدہ کے سبب حضور میں آتا ہے۔ اس پر معرفت الٰہی منکشف ہوتی ہے۔ ایسا دل حسب ذیل آیت کے موافق خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ خواہ عرش اکبر کا طواف کرے خواہ کعبہ دل کا طواف کرے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝ (پ۱۶ طٰہٰ ع۱)

ترجمہ: "اونچے آسمان بنائے وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام۔"

اسم اللہ کے ورد سے دل کی سیاہی دور ہوتی ہے

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء میں سے کسی ایک اسم کو تصور و تصرف میں لائے۔ وہ اسم الٰہی اس شخص کے دل سے سیاہی، کدورت اور زنگار دور کر دیتا ہے۔ جو دل اس طرح صاف ہو جاتا ہے۔ اس پر معرفت الٰہی منکشف ہوتی ہے۔ ایسا صاف دل ذکر پروردگار سے پر نور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ" جب فقر انتہائی مرتبہ کو پہنچ جائے تو وہی اللہ ہے۔

اے فقیر! اگر تمہیں الہام ہو یا خواب باصواب آئے تو اس پر مغرور نہ ہو کیونکہ یہ بھی مبتدی کا مقام ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو مقام فنافی الشیخ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اصل میں وہ فنافی الشیطان ہوتے ہیں۔ یعنی شیخ کی صورت پرستی میں مست ہو جاتے ہیں اور راگ پر دل لگا کر بطور تقلید دم کشی کرتے ہیں۔

جو دم ذکر اثبات میں گزرے اس دم ذکر اور حبس سے حضوری اور مشاہدہ وحدت ذات حاصل ہوتے ہیں اور صاحب دم بالکل توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ اہل سرود اور مقلد تقلید مندرجہ ذیل ذکروں میں سے خواہ کوئی ذکر کریں ان پر اثبات نہیں ہو سکتا۔ وہ ذکر یہ ہیں: ذکر دم' ذکر قلب' ذکر روح' ذکر سر' ذکر خفی' ذکر انا' ذکر سلطانی' ذکر قربانی' ذکر حامل' ذکر جہر' ذکر منور' ذکر وجد' ذکر غرق' ذکر شوق' ذکر جلالی' ذکر جمالی' ذکر مشاہدہ' ذکر حضوری' ذکر قرب' ذکر فنا' ذکر بقا' ذکر حی اور ذکر قیوم تاوقتیکہ الا اللہ کی معرفت وحضوری کا قرب اور مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل نہ ہو۔ ذکر سے ذاکر کا وجود نفسانی' شیطانی اور دنیاوی آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اسے حضوری اور مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور ذکر الٰہی سے اسے بے انتہاء لذت حاصل ہوتی ہے۔ جس ذاکر میں یہ صفتیں نہ پائی جائیں۔ وہ جھوٹا مقلد ہے اور باریا ہے جو ذکر دکھاوے کے طور پر سرود سے کیا جائے۔ اس کا کیا فائدہ۔ جو لوگ ذکر الٰہی چیخ پکار کر' تالیاں بجا کر اور رقص کر کر کرتے ہیں۔ وہ کافر مطلق ہیں۔

مرشد کامل سنت نبوی ﷺ کو زندہ کرتا ہے

صاحب شریعت شیخ یا مرشد کی تعریف یہ ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹائے اور دل کو زندہ کرے اور نفس کو ملیا میٹ کرے۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے جو اسم محمد ﷺ میں فنا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن دراصل وہ مردے مردود و مردار کی طلب میں مستغرق ہوتے ہیں۔ نیز ان لوگوں کے حال پر تعجب آتا ہے جو اسم اللہ ذات میں فنا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دراصل ان کا پیشہ فتنہ انگیزی ہے اور جو سراسر فساد ہیں۔

فنافی الشیخ کے مقام کا یہ مطلب ہے کہ جب طالب مولیٰ اپنے شیخ کی صورت کا تصور اپنے دل میں کرے۔ اسی وقت شیخ حاضر ہو کر طالب کا ہاتھ پکڑ کر معرفت الٰہی یا مجلس محمدی ﷺ میں لے جائے۔ ایسے ہی شیخ کو یحی ویمیت کہتے ہیں۔

حضور سرور کائنات ﷺ کی روح پرفتوح سے شرف ملاقات

اسم محمد ﷺ میں فنا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اسم محمد ﷺ کا تصور کرے تو جناب رسول مقبول ﷺ کی روح مبارک مع صحابہ کرام ؓ کی ارواح کے تشریف فرما ہو کر صاحب تصور کو آنحضرت ﷺ فرمائیں خُذْ بِیَدِیْ میرا ہاتھ پکڑ اور دست مبارک پکڑتے ہی دل کی آنکھیں معرفت الٰہی میں کھل جائیں اور اس پر راز الٰہی منکشف اور روشن ہو جائے اور لائق ارشاد بن جائے۔ اس واسطے کہ جناب سرور کائنات ﷺ صاحب تصور کو زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ خلق خدا کی مدد کرو۔ پھر وہ آنحضرت ﷺ کے اشارہ کے موافق لوگوں کو تلقین و بیعت کرتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ" ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

ان احمق لوگوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ جنہوں نے نور معرفت الٰہی کی باطنی لذت نہیں چکھی اور فقیر کو بجائے "فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ" اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو کے "فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ" اللہ تعالیٰ سے بھاگو سمجھ رکھا ہے۔

اسم ذات میں فنا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جب اسم اللہ کا تصور کرے تو اسے الا اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے اور ماسوی اللہ کا خیال اس کے دل سے بالکل نکل جاتا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو معرفت و توحید الٰہی کے دریا سے ایک پیالہ پی لیتا ہے اور شریعت کا لباس سر سے پاؤں تک پہن لیتا ہے اور ہمیشہ شریعت میں امر معروف کی کوشش کرتا ہے۔ معرفت الٰہی کا جو بھید اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ احمق اور جاہل کے پاس بیان نہیں کرتا۔ نہ جوش وخروش میں آتا ہے اور نہ خود فروشی کرتا ہے

تا توانی خویش را از خلق پوش   عارفانی کے پسند ند خود فروش

جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو خلق سے پوشیدہ رکھ۔ عارف لوگ کب خود فروشی پسند

کرتے ہیں۔ حدیث: "مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّۃٌ مَعَ الْخَلْقِ" جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے پھر اسے خلقت سے میل جول میں لذت نہیں آتی۔

فرمانِ رسالت: فقر میرا فخر ہے

حدیث: "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ" فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

اکثر کافر جھوٹے اور منافق با آواز بلند کہا کرتے تھے: "اے محمد فقیرا!" جناب پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ محمد ﷺ کا فقر محمد کے لیے باعث فخر ہے کیونکہ فقر کے سبب اللہ تعالیٰ سے یگانگت اور اہل حرص و ہوا لوگوں سے بیگانگت ہوتی ہے

ہر کہ باشد پسند خالق پاک　　ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

جو شخص خالق کو پسند ہو۔ اگر وہ خلقت کو پسند نہ بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔

ہر کرا داند خداوند ہم فرشتہ انبیاء　　اولیا داں ہم بداند عالماں باطن صفا

جسے خدا جانتا ہے۔ اسے فرشتے، انبیاء، اولیاء اور صاف باطن عالم جانتے ہیں۔

نیست غیبی گر نداند جاہلاں از سر ہوا　　کور چشمے کے شناسد تابع رشوت ریا

اگر جاہل لوگ از روئے حرص و ہوا اسے نہ بھی پہچانیں، تو کیا حرج ہے اندھے اور رشوت و ریا والے کب پہچان سکتے ہیں۔

دادعزت حق تعالیٰ فقر را با قرب خویش　　از فقیری فیض گیرند روز و شب بادرویش

اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اپنے قرب کی عزت بخشی ہے۔ فقیری کے سبب فقیر سے دن رات فیض حاصل کرتے ہیں۔

حدیث: "اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَی اللّٰہِ" فقر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا محتاج نہیں۔

شرم آید فقر را از اہل دنیا سیم و زر
اہل دنیا سگ بودیا خرس باشد بے خبر

اہل دنیا اور سونے چاندی سے فقر کو شرم آتی ہے۔ دنیا دار یا بمنزلہ کتے کے ہے یا بمنزلہ بے خبر ریچھ کے۔

ولی اللہ فقیر تنگی اور بھوک میں بھی دنیا کی طرف مائل نہیں ہوتا

ولی اللہ فقیر خواہ فقر و فاقہ اور بھوک سے جاں بلب ہو تو بھی دنیاداروں کی طرف نہیں دیکھتا۔ خواہ خلوت خانہ میں بھوکا مر جائے۔ اہل دنیا کے دروازے پر نہیں جاتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت نبی ﷺ سے اہل دنیا کے دروازے پر جاتے ہیں تو دنیاداروں کو جمعیت بخشتے ہیں اور مقام ظلم سے نکال کر مقام خوف میں لاتے ہیں۔ فقیر کا کوئی کام حکمت الٰہی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ فقیر حکیم ہوتے ہیں اور حکیم اسے کہتے ہیں۔ جو علم میں عالم ہو۔ عالم اسے کہتے ہیں۔ جو نیک و بد کی تحقیق کرے۔ حکیم اسے کہتے ہیں جو نیک کام اختیار کرے اور برا کام چھوڑ دے۔ نیک حق ہے اور بد باطل ہے۔ پس فقر حق ہے اور دنیا باطل ہے۔ جو شخص باطن میں نماز حضوری کا دعویٰ کرے اور کہے کہ مجھے ظاہری نماز کی ضرورت نہیں وہ جھوٹ کہتا ہے۔ جب نماز فرض کا وقت ہوتا ہے تو عارف لوگوں کو جناب پیغمبر خدا ﷺ کی مجلس سے حکم ہوتا ہے کہ جاؤ اور وقتی نماز ادا کرو ورنہ حضوری مجلس تم سے سلب ہو جائے گی

کعبہ در دل بہ بینم جاں کنم بروے فدا
در مدینہ دائما ہم صحبتے با مصطفیٰ

میں کعبہ کو دل میں دیکھ کر اس پر جان قربان کرتا ہوں اور مدینہ منورہ میں ہمیشہ جناب مصطفیٰ ﷺ کی صحبت میں رہتا ہوں۔

عارفوں کا طریقہ

اے واصل! سنو عارفوں کا یہی طریقہ ہے۔ عالم فاضل طالب مولا کو چاہیے کہ ہر علم سے باخبر ہو اور ظاہر و باطن میں ہوشیار۔ ایسا طالب مجلس محمدی ﷺ اور معرفت الٰہی کے لائق ہوتا ہے۔ ورنہ ہزار ہا جاہلوں کو ایک ہی نگاہ میں دیوانہ کر لینا آسان ہے۔ طالب علم ظاہری و باطنی امتحان کے بغیر مرشد کی قید میں نہیں آتا اور اس سے مولیٰ طلب نہیں کرتا۔ اگر مرشد سے باطن میں مجلس محمدی ﷺ اور معرفت الٰہی دونوں دیکھ لیتا ہے تو پھر خواہ اعلیٰ ہو

یا ادنیٰ یقیناً ذکر و تسبیح میں مشغول رہتا ہے۔

امت محمدیہ ﷺ کے لیے خزانۂ عرفان

واضح رہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے خاص و عام کے لیے معرفت الٰہی کا دریائے فیض کا خزانہ کھول دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ دونوں جہان پر اپنے لطف و کرم کے سبب مہربان ہیں۔ اس شفیع امم ﷺ کی زیارت ایمان کی خوش وقتی اور خوشی ہے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خلق کی ہدایت کے واسطے پیدا کیا ہے۔ شیطان علیہ اللعنہ کی کیا طاقت اور جرأت کہ اپنے آپ کو ہادی کہلائے۔ شیطان اسم اللہ کی ہدایت، اسم محمد ﷺ، کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، کلام اللہ کی تلاوت، فقہ تفسیر کے مسائل رحمت الٰہی اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے کافر دین اسلام سے۔ پس معلوم ہوا کہ جو بے دین لعین اور منافق بے یقین حضرت پیغمبر خدا ﷺ کا اسم مبارک سن کر خوش نہیں ہوتا اور حیات نبی ﷺ کا اسے یقین نہیں۔ اسے بالضرور ابلیس نے گمراہ کر رکھا ہے۔

حدیث: "اِنِّیْ اَخَافُ وَمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضَعْفَ الْیَقِیْنِ" جو مومن مسلمان اور امت محمدی ﷺ میں سے ہو کر حیات نبی ﷺ کا قائل نہ ہو۔ وہ جھوٹا، بے دین اور منافق ہے۔

حدیث: "اَلْکَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ" جھوٹے میری امت میں سے نہیں اور بد بخت، بے یقین، تابع لعین حیات نبی ﷺ کا سبق عرب والوں سے سیکھو۔ جب وہ حرم مبارک میں روضۂ مبارک و مقدس کے دروازے پر بدیں الفاظ عرض پرداز ہوتے ہیں۔ "یا حیات النبی سید الابرار بارگاہ الٰہی سے میری مطلب برآری کرو" تو اس عرض کا جواب باصواب مفصل انہیں روضۂ مبارک سے ملتا ہے۔ کام یقیناً اعتبار کے موافق ہوتا ہے جس شخص کو حیات نبی ﷺ پر اعتبار نہیں۔ وہ دونوں جہان میں بے عزت و خوار ہے۔ حیات نبی ﷺ کا قائل وہ شخص نہیں جس کا دل مردہ ہو اور جس کے ایمان و یقین کا سرمایہ شیطان نے لوٹ لیا ہو۔

مجلس محمدی ﷺ کی حضوری کی علامت

واضح رہے کہ مجلس محمدی ﷺ کی حضوری اور آنحضرت ﷺ کی خاص الخاص صحبت کی سات علامتیں ہیں۔ اول یہ کہ کستوری سے بڑھ کر عمدہ خوشبو جناب پیغمبر خدا ﷺ کے وجود مبارک سے آتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے وجود مبارک میں نفس امارہ نہ تھا، نہ طمع، حرص، حسد اور خواہش تھی۔ آپ ہمیشہ فنا فی اللہ میں مستغرق رہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ آب منی سے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہشت سے ایک میوہ لا دیا تھا۔ جو شجرۃ النور کا پھل تھا۔ آنحضرت ﷺ کے وجود مبارک میں جو خوشبو تھی۔ وہ اسی شجرۃ النور کے اس پھل کی وجہ سے تھی۔ آپ کے وجود مبارک میں سر سے پاؤں تک وہ خوشبو ظاہر ہوتی تھی اور یہ بات تمام جہان میں مشہور ہے۔ کسی اور وجود میں یہ قدرت نہیں کہ سر سے پاؤں تک خوشبو ہو جائے۔ اگر ظاہر و باطن میں تمام عمر آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر اور ہم مجلس رہے تو آنحضرت ﷺ کے فیض کی تاثیر سے ظاہر و باطن میں اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔

مجلس نبوی ﷺ کے اور خصائص یہ ہیں کہ ظاہر میں نفسانی جثہ نفسانی آدمیوں سے ہمکلام ہوتا ہے اور باطن میں روحانی جسم روحانیوں کے ساتھ ہمکلام رہتا ہے۔ دونوں لبوں کی جنبش سے محققوں کو عبرت اور حیرت ہوتی ہے۔ اہل ظاہر سمجھتے ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہیں۔ روحانی سمجھتے ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہیں، لیکن دراصل وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ وجود سے نفس مر جاتا ہے۔ مصاحب نفس ہمیشہ خوار ہوتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیس سال سے میں اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوں اور لوگ خیال کرتے ہیں کہ میں ان سے گفتگو کرتا ہوں اور روحانی خیال کرتے ہیں کہ میں ان سے ہمکلام ہوں۔

باھوؒ جثہ از جثہ برآید بہر راز   ہر جثہ ہر حقیقت ہر آواز

اے باھو! جسم جسم سے راز نکالتا ہے۔ ہر جسم سے حقیقت اور آواز مختلف ہے۔

عارفوں کے مراتب

پس معلوم ہوا کہ عارفوں کے مراتب سانپ سے کم نہیں کہ جس طرح سانپ اپنی کینچلی بدلنے سے پہلے اپنا چمڑا پختہ کر لیتا ہے اور پھر اس سے نکلتا ہے یہی وجہ ہے کہ امت محمدی ﷺ کے عارف اور ولی نورانی جسم سے ہر منزل اور مقام پر دکھائی دیتے ہیں۔ یہ جہالت، شیطانیت اور جنونیت نہیں بلکہ جمعیت اور جلالیت ہے۔ بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس کی خاص برکت سے رفاقت، توفیق اور اخلاص حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے نص حدیث، اسم اعظم کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاضرات کی چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ سیدھی راہ معلوم ہو جاتی ہے۔ تحقیق کا راستہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ سب کچھ کامل مکمل اکمل جامع سروری اور قادری مرشد سے جو ذکر کے جواہرات اور فکر کا خزانہ عطا کرنے والا ہوتا ہے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مرشد عہد الست اور کن فیکون سے ہی ایسا ہوتا ہے۔ حدیث: "اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ" کا یہی مطلب ہے۔ یہ تمام مراتب اس شخص کو نصیب ہوتے ہیں جسے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہو۔

حضور رسالت مآب ﷺ کا حلیہ مبارک

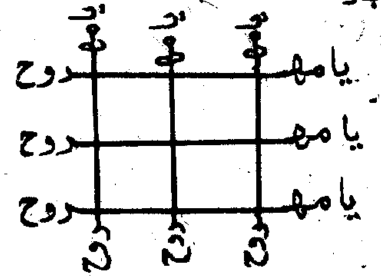
اے ناقص اہل نفس پریشان جناب رسالت مآب ﷺ کی صورت وجود یہ یعنی حلیہ مبارک سن۔ یہ حلیہ مبارک بالکل صحیح ہے، اس پر یقین کر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَيَاضُ اللَّوْنِ رنگ گندم گوں۔ رَاحَةُ الْجَمْهَةِ پیشانی کشادہ۔ اَفْلَجُ الْاَسْنَانِ دندان مبارک کشادہ۔ قَامُ الْاُذُنَيْنِ کان مبارک پورے تھے کسی قسم کی کمی نہ تھی۔ اَقْنَى الْاَنْفِ بنی بلند اَسْوَدُ الْعَيْنِ آنکھیں مبارک سیاہ۔ مَلِيْحُ حسن مبارک نمکین مجمع اللحية ریش مبارک گھنی۔ طویل الیدین دونوں ہاتھ لمبے۔ رقیق الامل انگلیاں باریک۔ قام القد قد میانہ۔ لیس فی بطنہ شعر الا کالخط من الصدر الی

السرت پیٹ مبارک پر بال نہ تھے۔ صرف چھاتی سے لے کر ناف تک ایک خوبصورت خط کھنچا تھا۔ چہرہ مبارک عمدہ تھا۔

یَا اَللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ — یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)



حدیث: من رانی فقد رای الحق ان الشیطان لا یتمثل بی ولا بالکعبة ای من رانی فی المنام فقد رانی تحقیقا لان الشیطان لا تقدر علیٰ صورة النبی صلی الله علیه وسلم ولا هیئة شیخ الکامل ولا یصیر علیٰ کعبة الله فمن انکر برویة النبی بموافق الحلیة فقد انکر الحدیث النبوی ومن انکر الحدیث النبوی عن وجه الانکار فقد انکر النبی ومن انکر النبی فقد کفر۔

فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ مچ مجھے دیکھا کیونکہ شیطان نہ میری شکل اختیار کر سکتا ہے نہ کعبہ کی یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو یوں سمجھو کہ اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان نہ نبی (ﷺ) کی صورت اختیار کر سکتا ہے نہ شیخ کامل کی اور نہ ہی کعبۃ اللہ کی۔ جس نے حلیہ کے موافق رویت نبی ﷺ سے انکار کیا گویا اس نے حدیث نبوی (ﷺ) کا انکار کیا اور جس نے حدیث نبوی (ﷺ) کا انکار کیا اور جس نے نبی (ﷺ) کا انکار کیا وہ کافر ہوا۔

یہ شرف وعطاء الٰہی مجلس نبوی ﷺ کی حضوری کے سبب حاصل ہوتی ہے۔

عارف کی توصیف

عارفاں ہوشیار وحدت غرق نور — واصلاں با مصطفیٰ ﷺ دائم حضور

ہوشیار عارف نور وحدت میں غرق ہوتے ہیں۔ جناب مصطفیٰ ﷺ کے واصل اور دائمی حضوری ہوتے ہیں۔

فقر را ختم است آخر ایں مقام　　ہر کہ ایں جا میرسد عارف تمام ١
یہ فقر کا آخری مقام ہے جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ مکمل عارف ہو جاتا ہے۔

طالباں را برد کامل با خدا　　طالباں را مے برد با مصطفیٰ
طالبوں کو کامل آدمی واصل حق بنا دیتا ہے اور نبی ﷺ کی حضوری دلا دیتا ہے۔

لائق ارشاد مرشد غرق نور　　ایں چنیں مرشد بود صاحب حضور
جو مرشد نور وحدت میں غرق ہو وہ لائق ارشاد ہے۔ ایسا مرشد صاحب حضوری ہوتا ہے۔

از نبی ﷺ ارشاد آں را صد فخر　　سرفرازش گشت طالب با ظفر
جناب پیغمبر خدا ﷺ سے ایسے شخص کے لیے ارشاد ہزار فخر کا باعث ہے۔ ایسے شخص کا طالب فتحیاب ہوتا ہے۔

ہر کہ را قوت نباشد ایں چنیں　　اہل بدعت ناقص و گمراہ دیں
جس میں یہ طاقت نہ ہو وہ اہل بدعت، ناقص اور دین کا گمراہ ہے۔

مرد مرشد حق حضوری با خبر　　طالباں رامے برد با یک نظر
جو مرشد صاحب حضوری اور با خبر ہے۔ وہ طالبوں کو ایک ہی نگاہ سے خدا رسیدہ بنا دیتا ہے۔

خاکپائے کاملاں شو بالیقیں　　اہل بدعت مرشد شیطاں لعیں
تو از روئے یقین کاملوں کا خاک پا بن، اہل بدعت کا مرشد شیطان لعین ہے۔

پہلے طالب کو دانش و شعور کا علم چاہیے۔ اس علم سے قرب و معرفت حضور ﷺ کا علم
ہوتا ہے

زمیں بر ناخن است در نظر درویش　　بہ بیند ہر تماشا با نظر خویش
درویش تمام روئے زمین کا تماشا اپنے ناخن کی پشت پر دیکھتا ہے۔

علم باید از خدا صاحب نظیر　　ز اسم اعظم دل شود روشن ضمیر
اللہ تعالیٰ سے صاحب نظیر علم حاصل کرتا ہے۔ اسم اعظم سے دل روشن ہوتا ہے۔

طلب کن تو علم را از مصطفیٰ ﷺ　　علم سرّ راز وحدت از اللہ
تو جناب مصطفیٰ ﷺ سے سرّ راز اور وحدت الٰہی کا علم حاصل کر۔

چوں ختم گردد علم و حلم زاں مقام　　ایں چنیں تحصیل شد عارف تمام
علم و حلم کا انتہائی درجہ کامل و مکمل عارف کو ملتا ہے۔

ناقص مرید و مرشد کی حقیقت

مطلب یہ کہ ناقص مرشد بمنزلہ طالب ہے اور ناقص طالب بمنزلہ مرشد چونکہ دونوں ناقص، بے شعور اور باطن میں معرفت الٰہی سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس لیے مرشد بمنزلہ بیل ہے اور طالب بمنزلہ گدھے کے

خام مرشد ہچو باشد بیوہ زن　　طلب سیم زرکند با ہر سخن
خام مرشد بیوہ عورت کی طرح ہوتا ہے اور ہر ایک سے سونے چاندی کے بارے میں گفتگو کرتا ہے۔

نظر برنقد است مال و جنس دار　　از برائے جنس دنیا انتظار
اس کی نگاہ ہر وقت نقدی مال اور جنس پر رہتی ہے اور جنس کی خاطر دنیا کا انتظار کرتا رہتا ہے۔

بہ طالباں تلقین و تعلیم است و پند　　بہر خانہ درم خواہد نقد چند
طالبوں کو تلقین، تعلیم اور نصیحت کرتا ہے اور خود گھر کے لیے نقدی، جنس کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔

خام مرشد ہچو قصابش نظر　　باستخواں مغزش برآرد بہر زر
خام مرشد قصائی کی طرح ہے۔ جو پیسوں کی خاطر ہڈیوں سے مغز نکال لیتا

ہے۔

از خدا من حفظ خواہم زیں قصاب　　گوشت آدم را خورد بہر از ثواب

میں ایسے قصائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جو ثواب کی خاطر آدمیوں کا گوشت کھاتا ہے۔

ہر طریقہ را کنم تحقیق تر　　دوست دارند طالباں را بہر زر

میں ہر طریقہ کو اچھی طرح تحقیق کرتا ہوں۔ وہ طالبوں کو زر کی خاطر پیار کرتے ہیں۔

دل خبیث و بر زباں گوید حدیث　　کے شود نامرد باحق ہم جلیس

دل ناپاک ہے اور زبان پر حدیث ہے۔ ایسا نامرد کب اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہو سکتا ہے۔

باہوا قادری مرشد بود حق حق نما　　ہر کہ راہ حق نداندم سر ہوا

اے باہو قادری مرشد حق نما ہوتا ہے۔ جو حق کی راہ سے واقف نہ ہو وہ لالچی اور طامع ہے۔ پیری مریدی کا درجہ بہت بڑا ہے۔ اس میں معرفت الٰہی کے کئی بھید ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے خاص الخاص مراتب

واضح رہے کہ یہ چھ مراتب کسی کو حاصل نہیں ہوتے۔ اگر کوئی کہے کہ مجھے حاصل ہیں تو وہ جھوٹا، جادوگر اور کافر ہے۔ وہ استدراج میں پڑ کر مرتد ہوتا ہے۔ خاص الخاص چھ مرتبے یہ ہیں۔

اول یہ کہ قرآنی آیات سوائے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اور کسی پر نازل نہیں ہوتیں۔

دوسرا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی پر نازل نہیں ہوئیں۔

تیسرا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے سوا کوئی شخص معرفت کے مراتب پر نہیں پہنچتا۔

چوتھا یہ کہ مقام قاب قوسین پر کوئی نہیں پہنچتا اور نہ جسمانی معراج کسی کو ہو سکتی ہے۔

پانچواں اصحاب صفہ، اصحاب بدر اور اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم کے مرتبے تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ صرف آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پہنچ سکتے ہیں۔

چھٹا مجتہد اماموں کے مرتبے پر جنہوں نے چار مذہب برحق نکالے ہیں اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

میں حضرت نعمان امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہوں۔ جو صوفی صافی تھے اور شرک، کفر، بدعت، سرود اور حرص و ہوا سے فارغ اور ان کے تارک تھے۔ ان چھ مرتبوں کے علاوہ باقی حسب ذیل مراتب قیامت تک یکے بعد دیگرے خاص خاص اشخاص کو حاصل ہوتے رہیں گے۔

ولایت، ہدایت، غنایت، غنایت لانہایت، غایت الغایت، ذکر، فکر، ورد، وظائف، تلاوت، استغراق، معرفت الٰہی، قرب الٰہی، وصال، مشاہدہ، تجلیات، نور حضور، شوق و اشتیاق، دعوت، علم، فضیلت، درویشی، فقیری، ابدالی، اوتادی، فنا، بقا، غوثیت و قطبیت وغیرہ۔

غوث اور قطب کی قسمیں

واضح رہے کہ غوث قطب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اوّل دہقانی جن کی قید میں بارہ بارہ کوس زمین ہوتی ہے۔ دوسرے روحانی، جن کا نفس فانی اور جن کی روح باقی ہوتی ہے اور جو مست الست ہوتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی دن جناب رسول مقبول ﷺ کے دست مبارک سے شوق کا ساغر پیا ہے۔ ہر دم نور الٰہی میں مست ہیں۔ نہ انہیں طالب کی طلب نہ مرید کا شوق۔ یہ مراتب تجرید و تفرید کے غوث قطب کے ہیں۔ تیسرے قطب وحدت، سر سبحانی، معشوق ربانی، غوث الجن و الانس والملائکہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ہیں۔ جن کے طالب اور مرید ہر وقت مشتاق دیدار اور معرفت الٰہی میں مستغرق ہیں۔ شغل الٰہی میں غرق ہیں۔ سروری قادری طریق والوں کو الا اللہ کی معرفت اور جناب سرور کائنات ﷺ کی حضوری مجلس مبارک ہے۔

مرشد کامل قادری کون ہے

مطلب یہ کہ مرشد کامل قادری وہ ہے جو معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری
بغیر اور کوئی راہ نہ جانے۔ اس واسطے کہ ذکر فکر' ورد وظائف کی راہ میں نفسانی نافرمانبرداری'
شیطانی خودی' خلقت کا رجوع ہونا اور کئی دنیاوی حوادث وغیرہ بے شمار راہزن موجود ہیں۔
عالم کو قلب' سلب' قبض' بسط' سکر اور صحو ہوا کرتا ہے۔ لیکن اہل حضور کے لیے مستی' ہوشیاری'
سونا' جاگنا برابر ہے۔ جس شخص کو معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ نصیب نہ ہوا اور وہ مشاہدہ
میں غرق نہ ہو۔ وہ وصل و وصال سے محروم رہتا ہے۔ ابھی وہ طالب ہے اپنے مطلب کو
نہیں پہنچا۔ ایسا شخص اندھا ہے اور مرتے دم تک اندھا ہی رہے گا۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی "وَمَنْ
كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى" (۱۷-۷۲) جو شخص دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں
بھی اندھا ہی رہے گا۔

سلوک کی اصلی غرض مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہونا اور اس سے مشرف ہونا ہے۔
جب طالب کے دل پر اسم اللہ کا تصور جم جاتا ہے تو اسے قرار وسکون واطمینان نصیب ہوتا
ہے۔ باطن میں اسم اللہ کو ٹھیک ٹھیک دیکھ لیتا ہے۔ جب اسم اللہ ذات کے تصور کی برکت
سے نور الٰہی کی تجلیات آفتاب کی طرح طلوع کرتی اور چمکتی ہیں تو شیطانی اور نفسانی تاریک
اور باطل رات دل پر سے اٹھ جاتی ہے۔ بعد ازاں مرشد کو چاہیے کہ طالب اللہ کو حکم دے
کہ باطنی تفکر وتصور سے دل اور اسم اللہ کے گرد نگاہ کرے۔ اگر نگاہ کرنے سے وہ باطن میں
شعور وحضور میں غرق ہو جائے تو معلوم ہوا کہ اسے معرفت الٰہی حاصل ہوگئی اور وہ معرفت
الٰہی کے نور میں مستغرق ہوگیا اور اگر اس کا باطن باشعور ہے اور کہے کہ دل کے گرد اور اسم
اللہ کے گرد مجھے ایک نہایت وسیع اور لاانتہاء میدان نظر آتا ہے تو اسے پھر دل اور اسم اللہ کی
طرف' متوجہ ہونا چاہیے۔ پھر جب مراقبہ سے نکلے گا تو کہے گا کہ اس میدان میں ایک گنبد
روضہ کی شکل کا ہے۔ جس کے دروازے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے۔
جب اس دروازے پر سے کلمہ طیب پڑھے گا تو دروازے کا قفل کھل جائے گا۔ جب طالب
اس روضۂ مبارک میں داخل ہوگا تو اسے خاص الخاص مجلس دکھائی دے گی۔ جس میں قرآن

نص اور حدیث کا ذکر اذکار ہوگا۔ یہ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا ﷺ کی مجلس مبارک
ہے۔ یہ مجلس محمدی ﷺ حسب ذیل سات مقامات پر میسر ہوسکتی ہے۔ مقام ازل' مقام ابد'
مقام دنیا' دنیا میں بھی چار مقامات پر نصیب ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ میں روضۂ مبارک کے
اندر مکہ معظمہ میں کعبہ کے اندر اور آسمان کے اوپر دو مقامات پر ایک عرش اکبر پر' دوسرے
دریائے توحید مطلق میں' جس کی ہر ایک لہر سے معرفت الٰہی کا بے مثل نور ظاہر ہوتا ہے۔
مقام لامکاں میں جس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔ ہر ایک مقام میں کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر ہوتا ہے

از دل خود بدرکن پیشہ خطرات را	تا بیابی وحدت حق ذات را

تو دل سے خطرات کو نکال دے تاکہ تجھے ذات حق کی وحدت حاصل ہو۔

دل کہ ز اسرار خدا اوغافل است	دل نباید گفت کاں مشت گل است

جو دل اسرار الٰہی سے غافل ہو۔ اسے دل نہیں کہنا چاہیے وہ مٹی کی ایک مٹھی ہے۔

اس قسم کا صاحب تصور طالب جس مجلس میں جانا چاہے فوراً حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ
مراقبہ اور ذکر باطنی وحضوری کے سبب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مردہ ہے۔ اس طریق سے
مبتدی مجلس مذکور میں داخل ہوا کرتے ہیں۔ جب ظاہر و باطن ایک ہو جائے تو وہ منتہی اور
عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ کاملوں کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس ہر جگہ آفتاب کی طرح
چمک رہی ہے اور وہ اس میں ذرے کی طرح ہر وقت موجود ہیں۔ جس طرح ذرہ آفتاب
سے جدا نہیں۔ اسی طرح وہ بھی مجلس مذکور سے جدا نہیں۔ بلکہ اس کی روشنی میں چمکتے رہتے
ہیں۔ مطلب یہ کہ طالب اللہ ورد وظائف اور اعمال ظاہری سے ہرگز ہرگز مجلس محمدی ﷺ
تک نہیں پہنچتا۔ خواہ ساری عمر ریاضت میں پتھر پر سر پھوڑا کیے۔ باطنی راہ کسی کامل اور
صاحب باطن مرشد سے ہاتھ آتی ہے۔ جو ایک لحظہ میں مجلس نبوی ﷺ کے اندر پہنچا دیتا
ہے اور واصل بنا دیتا ہے۔

واضح رہے کہ امت کا مطلب پیروی کرنا ہے اور پیروی کا یہ مطلب ہے کہ جذب

رسول مقبول ﷺ کے قدم مبارک پر قدم رکھا جائے۔ اسی قسم کی پیروی سے اپنے آپ کو مجلس محمدی ﷺ میں پہنچائے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جنہیں حضوری راہ معلوم نہیں اور وہ نفس پرست، خودنما اور بے حیاء ہیں۔ عارفوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ طلب نہیں کرتے۔ جو لوگ مجلس محمدی ﷺ کے حضوری ہیں۔ ان پر حسد کرتے ہیں اور مارے حسد کے انہیں دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے شخص احمق، حیوان ہیں۔ جو شخص جناب رسول خدا ﷺ کا منظور نظر نہیں وہ مومن، مسلمان، فقیر، درویش، عالم اور فقیہہ آنحضرت ﷺ کی امت کس طرح کہلا سکتا ہے۔

حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی حضوری سرّ ہدایت ہے

واضح رہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری سراسر سرّ ہدایت ہے اور یہ ہدایت ہدایت میں ہے۔

حدیث: "اَلنِّهَايَةُ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ" شروع کی طرف لوٹ آنا ہی نہایت ہے۔

حدیث: "مَنْ رَّاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ" جس نے مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

واضح رہے کہ جو شخص باطن میں صاحب حضوری ہو اور آنحضرت ﷺ کے حضور میں کسی دنیاوی یا دینی کام کے لیے التماس کرے اور مجلس مذکورہ میں آنحضرت ﷺ مع صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کام کے لیے دعائے خیر کریں اور پھر وہ کام درست نہ ہو۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ بس سمجھ لو کہ سالک نے ابھی سلوک انتہائی مرتبے پر نہیں پہنچایا۔ ابھی وہ ترقی کر رہا ہے۔ ایسے طالب کے لیے مشکل ہے کہ عرض کے موافق باطنی حال سے خوش وقت ہو۔ یہ مرتبہ اور ترقی اس کے لیے مبارک ہو۔ اگر طالب جاہل ہے یا یہ کہ دنیا مردار مجلس نبوی ﷺ سے طلب کرتا ہے تو اس نالائق کو اس مجلس سے نکال دیا جاتا ہے یا اس کا اعلیٰ مرتبہ چھین لیا جاتا ہے۔ جس شخص کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے اور اس کا قدم

ایک ہی مقام پر رہے وہ ترقی نہیں کرتا۔ جو شخص توحید میں آئے تو توحید اس کے لیے مجلس محمدی ﷺ کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور و تصرف یا توجہ باطنی مع ذکر و فکر یا اولیاء اللہ کی قبر کے ذریعہ مجلس نبوی ﷺ میں پہنچ جانا کچھ بھی مشکل نہیں بلکہ آسان ہے۔ البتہ جناب رسول مقبول ﷺ کی سنت پر استقامت، جود و سخاوت، صفائی باطن، رضا، خلق، علم اور حلم حاصل کرنا مشکل ہے۔ عارف وہی ہے جو دل و جان سے مجلس محمدی ﷺ اور سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اختیار کرے اور آنحضرت ﷺ کے فرمان سے سرمو تجاوز نہ کرے۔ جناب پیغمبر خدا ﷺ کی حضوری ایک کسوٹی ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کی زیارت کر کے اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس کا نفس پاک اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کی روح ہر وقت ذکر محمود میں مشغول رہتی ہے۔ جو شخص آنحضرت ﷺ کی زیارت کرے اور اس کا عقیدہ درست نہ رہے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔

مجلس محمدی ﷺ کا شرف کسے نصیب ہوتا ہے

واضح رہے کہ حسب ذیل سات شخصوں کو دیدار اور مجلس نبوی ﷺ نصیب نہیں ہوتے۔ اول نماز کا تارک، دوم جماعت کا تارک، سوم نشہ والی چیزوں مثلاً شراب، بھنگ، بوزہ، تمباکو وغیرہ استعمال کرنے والا، چہارم اہل بدعت، پنجم علماء کا دشمن، ششم فقیر کامل کا دشمن، ہفتم گانے بجانے والا اور بیگانے مرد و عورت کا حسن پرست۔

جو شخص کسی کامل اور صاحب شریعت اور صاحب باطن فقیر کو خالی بے برکت اور بے حکمت سمجھے وہ احمق اور نادان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور جناب رسول خدا ﷺ کی اجازت سے تمام روئے زمین مشرق سے مغرب تک ان درویشوں کے سپرد ہے۔ جن کے باطن آباد اور صاف ہیں۔ جو بات فقراء کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے خالی نہیں ہوتی کیونکہ فقیر بھی ایک حکمت الٰہی ہوتا ہے۔ فقراء کی زبان سیف الٰہی ہوتی ہے۔ اسی فقیر کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہو سکتی ہے۔ جو ہمیشہ ذکر، فکر اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتا ہے اور لایحتاج ہو کر معرفت حق میں مستغرق ہو۔ وہ کسی سے سوال

نہیں کرتا۔ اگر کسی سے کچھ لیتا ہے تو اس سے دس گنا اللہ تعالیٰ سے دلواتا ہے۔

حدیث: "اَلْفَقِیْرُ لَا طَامِعُ لَا مَانِعُ وَلَا جَامِعُ" فقیر نہ طمع کرتا ہے نہ روکتا ہے اور نہ جمع کرتا ہے۔

فقیر کامل جسے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اس کی شناخت یہ ہے کہ جو بات اس کی زبان سے نکلے وہ توحید و معرفت الٰہی کی ہو اور فقہ قرآن و حدیث کے موافق ہو۔ اللہ بس باقی ہوس۔ اسے نقش پر کرنے دائرہ کھینچنے کی کیا ضرورت۔ اس واسطے کیا پڑی ہے کہ دعوت پڑھے۔ یہ تو فنا فی الشیخ اور طالب کے ابتدائی حالات ہیں۔ صاحب حضوری کی دوسری علامت یہ ہے کہ اسم اللہ کے تصور اور تصرف سے اس پر تجلیات اور مشاہدات نور منکشف ہوں اور اس کے قلب و قالب کو اسم اللہ ذات کی آگ کی گرمی اس طرح جلائے جیسے آگ ایندھن کو اور ایسی آگ قیامت تک نہیں بجھتی۔ ہاں اس وقت بجھتی ہے جب بہشت میں داخل ہو کر بقائے الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔

حدیث قدسی: "فَتَنْسَوْنَ النَّعِیْمَ اِذَا رَاَیْهَا"

وہ نعمتوں کو بھول جائیں گے جب انہیں دیکھیں گے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ"

اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطاء فرمائے۔ (۸-۱۷)

بہشت میں داخل ہونے کی خصلتیں

حدیث: "اِنَّ الْعَبْدَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِكَثْرَتِ الصَّوْمِ وَبِكَثْرَتِ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِاَرْبَعِ خِصَالٍ . اَوَّلُهَا سَخَاوُ الْیَدَیْنِ وَالثَّانِیْهَا بِاِصْلَاحِ الْقَلْبِ وَالثَّالِثُ بِتَعْظِیْمِ لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی . وَالرَّابِعُ بِشَفْقَتِ عَلٰی خَلْقِ اللّٰهِ"

انسان زیادہ نماز یا روزے کے سبب بہشت میں داخل نہیں ہوتا بلکہ وہ ان چار خصلتوں سے بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ اول ہاتھوں کی سخاوت، دوسرے

دل کی درستی، تیسرے امر الٰہی کی تعظیم اور چوتھے خلق خدا پر شفقت کرنے سے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ" (۴۹-۱۲)

کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے پس تم اس سے کراہت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو واقعی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ"

کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر بات چیت نہیں کرے گا پس انہی میں سے بدبخت بھی ہیں اور نیک بھی۔

جو شخص کسی مومن مسلمان کی غیبت کرتا ہے۔ وہ زانی اور فاسق ہوتا ہے۔ حدیث: "اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ" غیبت زنا سے بھی زیادہ بری ہے۔ غیبت کرنے والا اپنے حقیقی بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ دائمی ریاضت اسم اللہ کے تصور سے وجود کو بالکل پاک کر دیتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی گرمی دوزخ کی آگ سے زیادہ تیز ہے۔ گویا اس آگ کا ایک ذرہ دوزخ میں ڈالا گیا ہے۔ اگر فنا فی اللہ کی آگ والا جلالیت کی نگاہ کرے تو مشرق سے مغرب تک سب کچھ جلا دے۔ اس وجود پر ہزار آفرین ہے جو اس آگ کو برداشت کرتا ہے اور خلقت کو نہیں ستاتا۔ جو شخص کسی دینی یا دنیاوی کام کے لیے چالیس سال متواتر چلہ کشی کرتا ہے۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ اسم اللہ ذات کا ایک گھڑی تصور کرے کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور والے کی توجہ سے ہر مشکل حل ہو سکتی ہے۔ وہ ایک دم میں روحانیت سے ملاقات کر سکتا ہے اور مجلس نبوی ﷺ میں پہنچ سکتا ہے۔ ایسے شخص کو نماز استخارہ کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ پشت ناخن پر دونوں جہان کا نظارہ کر سکتا ہے۔ جو کچھ وہ دلی آنکھ سے دیکھتا ہے اور دل کو دکھاتا اور بتاتا ہے۔ یہ مراتب بھی فقیر کے لیے ابتدائی ہیں۔ جیسے کسی چھوٹے بچے کو تعلیم دی جاتی ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ فقراء کی

برائے خدا خدمت نہیں کرتے۔ بلکہ الٹا انہیں اینٹ پتھر مارتے ہیں

از مکافات عمل غافل مشو　　گندم از گندم برآید جو ز جو

تو عمل کے بدلے سے غافل نہ ہو کانٹے بوئے ببول کے آم کہاں سے کھائے۔

باہو حق گو راست فقرش چہ چیز　　فقر بیروں از عقل فکرش تمیز

اے باہو سچ بتا فقر کیا چیز ہے۔ فقر عقل فکر اور تمیز سے باہر ہے۔

اسم اللہ کے اسرار

فقیر کو اسم اللہ سے بہت اسرار حاصل ہوتے ہیں۔ جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے۔ وہ ماسوی اللہ کے گرد ایک دائرہ کھینچ دیتا ہے۔ فقر بہشت ہے اور بہشت دیدار اور دلجمعی کا مقام ہے۔ وہاں دنیا اور اہل دنیا کی بو تک بھی نہیں ہوتی۔ فقر اور معرفت الٰہی میں بہار ہے۔ فقر کی نگاہوں میں دنیاوی زینت حقیر اور خوار ہے۔ چونکہ فقیر اس خوار سے ہوشیار ہے۔ اس لیے اہل دنیا اور غافل لوگوں کی نگاہوں میں خوار ہے۔ نہیں نہیں! میں نے غلط کہا۔ فقر اللہ تعالیٰ کے نام پر جان قربان کرتا ہے اور نفس کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ ازل سے ابد تک ہمیشہ اس کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ فقیر کو حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ فقیر کی زبان منہ میں ایسی ہے۔ جیسی میان میں تلوار۔ اگر وہ تلوار سونتی جائے تو قہر فقیر قہر خدا کی صورت اختیار کر کے تمام جہان کو قتل کر دے کیونکہ فقراء کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے۔ ازل کی سیاہی ان کی زبان پر ہوتی ہے جو شخص ان کا منکر ہے وہ دونوں جہان میں خوار و پریشان ہے

؎ اصل یقین است بود با اصل　　ہر کہ رسد با اصل و حق وصل

اصل اصول یقین ہے۔ یقین ہی سے اصل و حق کا وصل حاصل ہوتا ہے۔

وصل واصل بھی دوری ہے۔ جو توحید میں غرق ہوتا ہے۔ وہ شوق میں مسرور، مست اور بے ریا ہوتا ہے۔ یہ مراتب مردان خدا کے ہیں۔ تکلف عورتوں کا شیوہ ہے۔ مرد کو زر و زیور کی کیا ضرورت

؎ زن نہ مردی بکن دست کرم بکشا کہ زر
مرد را بہر کرم زن را برائے زیور است

تو عورت تو نہیں، مرد بن اور سخاوت کا ہاتھ کھول کیونکہ روپیہ مرد کے لیے سخاوت کے واسطے ہے اور عورت کے پاس زیور کے لیے۔

اہل محبت کی شناخت

اے طالب مولیٰ سن! اہل محبت کی یہ شناخت ہے کہ ذکر الٰہی اس کے مغز و پوست میں اتر جاتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی: "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" (۱۸-۲۴) اپنے پروردگار کو یاد کر جب بھول جائے۔ اہل حضور کا ہر عمل فعل اور قول قرب معرفت سے ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ انہیں وصال حاصل ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ صاحب حضور مشاہدہ نور میں مستغرق ہوتا ہے۔ قرب حضوری حاصل ہوتا ہے۔ اس کا باطن آباد اور ظاہر بخشا ہوا ہوتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ فنا فی اللہ والا ہمیشہ حاضر ہوتا ہے۔

حدیث: "ذِكْرُ اللّٰهِ فِی الْغَدَاوَةِ وَالْعَشِیِّ اَفْضَلُ مِنْ حِزْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار لے کر لڑنے سے صبح شام اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہتر ہے۔

حدیث: "لَا یَشْغَلُهُمْ شَیْءٌ مِّنْ غَیْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ طَرْفَةَ الْعَیْنِ" ایک لحظہ کے لیے بھی کوئی چیز انہیں ذکر الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسم اللہ کا ذکر، اللہ تعالیٰ کا نام جس شخص پر اثر کرتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علم کا عالم و فاضل بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہی حضوری ہے۔ جس کے وجود میں ذکر الٰہی اثر کرتا ہے۔ اسے الا اللہ کی معرفت اور جناب رسول خدا ﷺ کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے ذکر کے سبب خطرات و توہمات کی نجاست اور پلیدی دور ہو جاتی ہے اور اسے مشاہدہ حضوری نصیب ہوتا ہے۔ بغیر مشاہدہ حضوری نہیں ہوتی۔ مقلد اہل رجعت غرور اور تکبر میں رہتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے ذکر کے سبب دل کی سختی پر

سے معرفت الٰہی کے ورقوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یعنی غیبی علم واحادہ سے واقف ہو جاتے ہیں۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اسم ذات سے یہ مراتب حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کا ذکر عیسیٰ دم اور خضر (علیہما السلام) قدم ہوتا ہے جو فنا فی اللہ ہو وہ دنیا اور عاقبت سے بےغم ہوتا ہے۔ مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو مقلد ہو کر سرود سے ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تالیاں بجاتے ہیں۔ ایسے لوگ اس طرح کرنے سے مطلق کافر ہو جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ وہ اس قسم کی ریاضت سے فقط دنیاوی مراتب چاہتے ہیں

از دست نا رسا است　　　　که مکاره پارسا است

مکار پارسا ہونا کسی دست نارسا کا نتیجہ ہے۔

اہل تقلید کا ذکر گوزشتر ہے۔ ایسے ذکر پر لاحول پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ حال کی مستی خام خیالی ہے اور گرمی سردی مخنث اور نامرد کی علامت ہے اور راگ سن کر رونا اور کانپنا شیطانی مراتب ہیں۔ دیوانگی اور بےشعور ہونا جنونیت کی علامت ہے۔ ایسے لوگ معرفت الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ صرف اہل توحید سچائی پر ہیں۔ وہی حق رسیدہ بنا سکتے ہیں۔ پس حق کی طلب کرنی چاہیے۔ مقلدی اور باطل راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔ توحید کی طرف رخ کرنا چاہیے۔

اِلَّا اللّٰهُ کا قرب و معرفت حاصل کرنے چاہئیں۔ شریعت پر کمر بستہ رہنا چاہیے۔ سلک سلوک اور ذکر توحید کا یہی مطلب ہے۔

واضح رہے کہ معرفت توحید، تجرید، تفرید، مجاہدہ و مشاہدہ، ذکر وفکر اور مکاشفہ سب کا اصلی مقصد دل کو بیدار کرنا ہے۔ کشف قلوب تو احمق، دیوانہ اور مجذوب کا درجہ ہے۔ محاسبہ نفس، مراقبہ کشف قبور خام آدمیوں کے مراتب ہیں۔ قبض بسط، الہام اور وہم و خیال ہجر و فراق کی علامتیں ہیں۔ علم وہی ہے جو حی قیوم کا ہو۔ غوث، قطب اور طبقات کی سیر وطیر حرص وہوا کی نشانی ہے۔ غرق فنا فی اللہ بالکل بےخبر اور لامکان ہوتا ہے۔

علم توحید وتصوف سے مراد دل کی صفائی ہے

علم تصوف وتوحید کا یہ مطلب ہے کہ دل صاف ہو جائے۔ جس کا دل صاف ہو جائے اور معرفت اور دیدار الٰہی کے لائق اللہ تعالیٰ کا منظور نظر اور مجلس محمدی ﷺ کا حضوری ہو جاتا ہے۔ وہ غوثی، قطبی مراتب چھوڑ دیتا ہے اور طیر وسیر کو ترک کر دیتا ہے۔ "اِذَا تَمَّ الْـفَـقْـرُ فَهُوَ اللّٰهُ" جب فقر ختم ہو جائے تو وہی اللہ ہے۔ فقیر تصوف کا عالم اور صاف باطن ہوتا ہے جو اہل تصوف فقراء کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے کیونکہ فقیر یادگار الٰہی کا برگزیدہ ہوتا ہے اور سچ راہ پر ہوتا ہے۔ ہر حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔ جو شخص فقیر کا مقابلہ کرتا ہے اسے بیماری اور رجعت لاحق ہوتی ہے وہی شخص فقیر کا مقابلہ کرتا ہے جو بے پیر اور سنگدل ہو یا بے پیر اور بے حیا ہو۔ فقراء کا دشمن اللہ تعالیٰ سے بے بہرہ اور شفاعت نبی ﷺ سے محروم ہوتا ہے۔ فقیر خدا تو نہیں ہوتا لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔ جو مطلب چاہتے ہو فقیر سے مانگو۔ صرف کتے لوگ ہی فقیر کے دشمن ہوتے ہیں

باکس نمی شود دام طبع رمیدہ ما　　　　منت کش طلب نیست دست کشیدہ ما

ہماری بھگوڑی طبیعت کسی کی مطیع نہیں ہوتی۔ ہمارا کھنچا ہوا ہاتھ طلب کا احسان مند نہیں ہوتا۔

ہر چند کہ خاکساریم انداز ما بلند است　　　　برشاخ گل نشیند مرغ پریدہ ما

بالائے عرش سے زیر فرش تک کے مقامات

واضح رہے کہ عرش کے اوپر سے لے کر تحت الثریٰ تک یکے بعد دیگرے تہتر کروڑ تراسی لاکھ اکیس مقام ہیں۔ جن میں سے انتہائی مقام کا نام سر لامی ہے۔ ان سب سے پرے لامکاں ہے۔ جس کی تشبیہ چھ طرفین اور کون و مکاں ہے۔ یہ تمام مقامات مع لامکاں فقیر کی نگاہ میں مچھر کے پر کے برابر نظر آتے ہیں۔ سبحان اللہ فقیر کے ساتھ جناب پیغمبر خدا ﷺ لطف وکرم سے ہر ایک مرتبہ بخشتے ہیں۔ یہ توفیق کامل ومکمل مرشد ہی کو ہوتی

ہے۔ جو شخص پہلے دن طالب مولیٰ کو توحید و لا مکان فقر کا سبق نہیں دیتا اور توحید کے لا مکان میں نہیں پہنچاتا۔ اسے فقیری اور مرشدی کا راستہ معلوم نہیں۔ واضح رہے کہ ان کا دل زندہ، روح زندہ اور نفس فانی ہوتا ہے۔ جسم یہاں ہے تو جان لا مکان میں، لا مکان میں اسرار واحدانیت معلوم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ حضور اور نور میں مستغرق ہو کر کرتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور اور اسم اعظم کی برکت سے پہلے ہی دن یہ صحیح طریقہ معلوم ہو جاتا ہے اور کلمہ طیب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی چابی سے یہ قفل کھل جاتا ہے اور یہی طریقہ ٹھیک، درست، حقیقی اور سچا ہے۔ جو شک کرے وہ بے دین ہے

من مرغ لا مکانم جز لامکاں نما نم
فقرش ازاں نشانم فی اللہ من ازانم

میں لا مکانی پرند ہوں سوائے لا مکاں کے اور کہیں نہیں رہتا۔ اس واسطے فقر میری علامت ہے اور میں فنا فی اللہ ہوں۔

اسم اللہ ذات سے جلدی مقصود حاصل ہوتا ہے

مطلب یہ کہ جس شخص کے وجود میں پہلے نفس سرکش اور آمادگی کی حالت میں ہو۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے وہ ملہمہ ہو جاتا ہے۔ پھر لوامہ بنتا ہے اور بعد ازاں مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو سر سے پاؤں تک سارا وجود ذکر الٰہی اور توحید میں پر نور ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کی چابی سے حاصل ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے تمام مخلوقات جو ظاہر و پوشیدہ ہے۔ ایک دم میں ایک قدم پر دکھائی دیتی ہے اور ایک لحظہ میں طیر سیر وغیرہ سبھی کچھ عین بعین طے کیا جا سکتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے جلدی مقصود ہاتھ آتا ہے۔ لانا، لے جانا، سلک سلوک، حاضرات یا ترتیب حضوری ذاتی تجلیات کے نور کا مشاہدہ اور ان کا استغراق صرف وہی شخص جانتا ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے واقف ہو۔ جو شخص باطن میں خواب کے اندر یا مراقبہ میں جناب پیغمبر خدا ﷺ کی زبان مبارک سے حاضرات کا سبق پڑھتا ہے۔ اس پر ہر ایک مکان اور ہر

ایک علم ظاہر ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ وجود میں اسم اللہ ذات کی مشق کرنے سے نفسانی بیماریاں رفع ہو جاتی ہیں۔ نفس کسی حال میں بھی آرام و قرار نہیں پکڑتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا۔ یہ فرمانبردار، نفس مطیع نہیں ہوتا ہے اور دن رات غلام کی طرح تابع حکم نہیں ہوتا۔ مگر اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تاثیر سے یہ دونوں چیزیں نفس کو اس طرح جلا دیتی ہیں۔ جس طرح آگ لکڑی کو۔ ہاں یقین ہے کہ اگر مرشد صاحب قرب اور صاحب حضوری ہو اور مشاہدہ میں غرق رہتا ہو۔ لیکن طالب جاہل اور بے شعور ہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر طالب عالم فاضل اور صاحب عقل و شعور ہو اور مرشد ناقص اور بے حضور ہو تو بھی کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں اگر دونوں صاحب علم اور با شعور ہوں تو ایسا مرشد ایسے طالب کو اسم اللہ حاضرات بتا سکتا ہے اور ذات و صفات کے مقامات کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی

چناں غرق گشتم بدریائے وحدت ؎ کہ ازل و ابد را خبرم ندارم

میں دریائے وحدت میں اس طرح غرق ہوں کہ مجھے ازل و ابد کی خبر نہیں۔

عارف استغراق معرفت میں سب کچھ بھول جاتا ہے

جو شخص استغراق کے سبب لا مکان میں ہے۔ اسے حق تعالیٰ کے سوا اور سب کچھ بھول جاتا ہے۔ یہ مراتب اس فنا فی اللہ کے ہیں جو توحید میں اس طرح غرق و محو ہو جیسے پانی مچھلی میں، نمک کھانے میں یا انگاری آگ میں یا پانی دودھ میں۔ اسی طرح فقیر فی اللہ خدا تو نہیں ہوتا لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

ان مراتب والے کو مشاہدہ بے حجاب نصیب ہوتا ہے۔ ان مراتب کو بے دین اور لعنتی شخص کیا جانیں۔ "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" (پ۲۶) وہ تمہاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے، دلی آنکھ روشن کرو۔ دل سے کینہ اور نفاق نکال دو۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" ہم اس سے شہ رگ کی نسبت بھی زیادہ قریب ہیں۔

گر تو عارف واصلی صاحب نظر ؎ تو ز شہرگ نزد تر حق را نگر

اگر تو صاحب نظر واصل ہے تو تو اللہ تعالیٰ کو شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک دیکھے گا۔

دم زدم الہام قدرت ذات نور نحن اقرب قرب وحدت با حضور

نورِ ذاتی کے سبب قدرت کا الہام دَم بدم ہوتا ہے۔ اسے نَحْنُ اَقْرَبُ کے سبب قرب وحدت اور حضور حاصل ہوتا ہے۔

رویتش راخوش بہ بیں باچشم دل ہرچہ بینی غیر حق آں بت صنم

اس کی صورت دلی آنکھ سے اچھی طرح دیکھ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ تو دیکھے گا وہ بت ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْنَ" تم نیکی حاصل نہیں کرسکوگے جب تک تم خرچ نہ کروگے

کن تصرف جان و مال و ہرچہ ہست تاترا حاصل شود کنہش الست

مال و جان اور جو کچھ ہے سب خرچ کر دے تاکہ تمہیں الست کی کنہ حاصل ہو جائے۔

ہر کہ گردد غرق فی اللہ با خدا ہر کہ از خود گم شود یابد خدا

جو شخص اللہ تعالیٰ میں غرق ہو جائے وہ واصل حق ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے آپ سے گم ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے۔

ہر کہ از حق منکر است مردود شد ہر کہ باحق مشتغل محمود شد

جو شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہے وہ مردود ہے جو حق تعالیٰ میں مشغول ہے وہ نیک ہے۔

باہو ایں مراتب از شریعت یافتہ پیشوائے خود شریعت ساختہ

باہو کو یہ مراتب شریعت سے ملتے ہیں۔ اس نے شریعت کو پیشوا بنا رکھا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى"

جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ (۱۷-۷۲)

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" (۲-۱۱۵)

تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (اللہ کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے

ذکر گوید ہر گیاہے وحدہٗ ذکر گوید قلب وقالب ہر بمو

گھاس کا ہر پتہ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کہتا ہے۔ قلب اور قالب ہر ایک بال ذکر کرتا ہے۔

باہو ہر طرف کردم نگاہے ذکر ذات ذات را از ذات یا بد شد نجات

باہو میں نے ہر طرف نگاہ کی تو ذکر ذات دکھلائی دیا۔ جو شخص ذات کو ذات سے پاتا ہے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی "اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ"

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

در وجودے دو خدا ہر یک شناس وز دوئی بگذر بیابی حق سپاس

وجود میں سے دوئی کو دور کر کے ایک خدا کو پہچان۔ دوئی سے گزر اور حق کو پالے

نفس و شہوت رابکش کل ہوا تا ترا حاصل شود واحد خدا

نفس و شہوت اور حرص و ہوا کو مار ڈال۔ تاکہ تجھے خدائے واحد حاصل ہو۔

صفائی باطن کے یہ مراتب جناب رسول مقبول ﷺ کی حضوری مجلس سے حاصل ہوتے ہیں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔

فقیر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے تین درجے ہیں

فقیر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے تین درجے ہیں۔ فنا فی الشیخ، فنا فی اسم اللہ اور فنا فی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

واضح رہے کہ تمام مخلوق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی ہے اور نور محمدی ﷺ نورِ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ جو مرشد پہلے دن نور طالب کی صورت کو ربوبیت کے دریائے وحدت میں غرق نہ کرے اسے مرشد نہیں کہہ سکتے۔ پہلے ہی دن اسم اللہ کے تصور سے نفس کی پاکیزگی کا نور، صفائی قلب کا نور، تجلی روح کا نور اور سر کی تجلیات کا نور یعنی یہ

چاروں نور مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنی اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حدیث: "کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ" ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

حدیث: "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ" وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔

ایمان نورِ الٰہی ہے۔ روح نور کی صورت ہے۔ روحانیت اہل نور کی مجلس ہے۔ جو ناسوت کے مقام سے فارغ ہے۔ نفسانیت اربع عناصر ناری ہیں' اہل ارواح کی مجلس نور ہے اور اہل نفس کی نار۔ ان دونوں کا اجتماع راس نہیں آتا۔ جو شخص حضور اور وحدانیت کے نور کا طالب ہوتا ہے۔ وہ پاک اور نورانی ہو جاتا ہے۔ جناب سرور کائنات ﷺ کی مجلس انتہاء ہے اور فنا فی اللہ ابتداء ہے۔

حدیث: "اَلنِّھَایَۃُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ"

ہدایت کی طرف لوٹ آنا نہایت ہے

گر بشوق حق دلت شد مبتلا — مرگ ہرگز کے شود بروے روا

اگر تیرا دل شوق حق میں مبتلا ہو جائے تو پھر اس پر موت کا اطلاق کیسے ہو سکتا ہے۔

حدیث: "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

عارفوں کے لیے زندگی بمنزلہ حجاب ہے۔ وہ دنیا میں قید بھگت رہے ہیں کیونکہ اس حدیث کے مطابق مومن قیدی ہیں۔

حدیث: "اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّۃُ الْکٰفِرِیْنَ" دنیا مومنوں کے لیے قید خانہ اور کافروں کے لیے بہشت ہے

باتو دل مسجد است بی تو کنشت — بے تو دل دوزخ است باتو بہشت

اگر دل میں تُو ہے تو مسجد ہے اگر نہیں تو بت خانہ ہے۔ تجھ بغیر دل دوزخ ہے اور تیرے ہوتے بہشت ہے۔

عالم بے عمل معرفت الٰہی سے بے خبر ہے

مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے جو عالم بے عمل اور معرفت الٰہی سے بے خبر اور اہل نفس ہیں۔ نفس شیطان کا بادشاہ ہے اور شیطان نفس کا وزیر ہے۔ اہل نفس کو شیطان معرفت الٰہی سے باز رکھتا ہے اور حرص و ہوا۔ ظاہر پرستی اور غرور وریا میں مبتلا کرتا ہے۔ اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں شیخ ولی اللہ جو لائق ارشاد ہو کوئی نہیں اور کوئی مرشد صاحب توفیق نہیں۔ مرشد یا وسیلہ صرف علم فقہ کی کتابوں کو سمجھنا چاہیے۔ لیکن وہ غلطی پر ہیں۔ علم ایک روشن راستہ ہے۔ وسیلہ مرشد' ذکر' فکر کا لشکر لے کر نفس' شیطان اور دنیاوی حوادث سے طلب کی حفاظت کرتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ شیطان علم میں تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو علم ظاہری حاصل نہ تھا۔ شیطان کی زبان پر علم ظاہری تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو علم باطنی یعنی معرفت الٰہی کا علم تھا۔ اسی لیے عزو شرف میں فرشتوں سے بڑھ گئے تھے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا" اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دیئے۔ پس ظاہری علم شیطان کو رد اور دفع کرنے کے لیے ہیں۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝" اے اولاد آدم! تم شیطان کی پرستش نہ کرنا وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

علم باطنی سے اللہ تعالیٰ کی توحید' قرب اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ" انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

پس مرشد کا وسیلہ اور دست بیعت ہونا جناب سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے لے کر تا قیامت کامل فقیر اہل ولایت اور اہل ہدایت مرشد سے جو ان کے قائم مقام ہیں' جاری رہے گا۔ جو شخص اس بات پر شک کرے۔ وہ بے دین ہے۔ یہ لوگ عوام کو راہ راست پر لے جاتے ہیں

ہر کرا مرشدنہ از سر ہوا — می برد مرشد حضوری مصطفیٰ ﷺ

جس مرشد میں حرص و ہوا نہ ہو۔ وہ طالب کو حضوری نبوی ﷺ میں پہنچا دیتا ہے۔

ہرکرا مرشد نہ شیطان مرید — ہر کہ با مرشد بود گو بایزید

جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔ جو با مرشد ہے وہ بایزید ہے۔

ہر کہ را مرشد نہ با خود نما — مردِ مرشد میبرد وحدت خدا

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ خود نما ہے۔ جو مرشد مرد خدا ہے وہ وحدت الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔

ائمہ و مجتہدین بھی بغیر مرشد کامل نہ تھے

مجتہد لوگ پیر و مرشد کے بغیر نہ تھے۔ ان کو علم روایت کا فیض مرشد کی ہی تلقین و تعلیم سے حاصل ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ روایت، ہدایت اور نفس کشی کے لیے ہے۔ جو شخص حیات نبوی ﷺ اور باطنی مجلس نبوی ﷺ اور صاحب ہدایت مرشد کی بیعت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ط" (۵-۳۵)
اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اسم محمد ﷺ میں فنا ہونے والے کے یہ مراتب ہیں کہ جب وہ اسم محمد ﷺ کا تصور کرتا ہے تو آنحضرت ﷺ کی روح مبارک فوراً تشریف فرما ہو کر تعلیم و تلقین کرتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرشد اسے کہتے ہیں۔ جو علم قرآن کی دوستی بخشے، ہر عبادت سے افضل، قرآن پاک کا پڑھنا اور عالم کی دوستی ہے۔ عالم سے مراد جناب سرور کائنات ﷺ ہیں۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے مرشد کے وسیلہ سے باطنی راہ ہاتھ آتی ہے۔ مرشد کے گناہ کو نہ دیکھ۔ بلکہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام والے قصے کو دیکھ جس کا ذکر سورۃ کہف میں کیا گیا ہے۔ جو شخص خدا کی راہ سے غافل ہو کر دنیاوی محبت اور حرص و حسد میں مبتلا ہے۔ وہ جاہل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الا اللہ کی معرفت میں ہوشیار ہے۔ باطن میں وہ باشعور ہے اور مجلس نبوی ﷺ

میں وہ حاضر ہے۔ جو فقیر عالم عامل ہے۔ کراماً کاتبین کی کیا مجال کہ اس کے ذمے کوئی گناہ لکھیں۔ جو فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کے تمام گزشتہ اور آئندہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔
حدیث: "مَنْ اَحَبَّ الْعِلْمَ وَالْعُلَمَآءَ لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ" جو شخص علم اور عالموں سے محبت کرتا ہے۔ اس کے گناہ لکھے نہیں جاتے۔

یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو دلوں کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مار ڈالتا ہے۔ فنا فی الشیخ، فنا فی اللہ فنا فی الرسول ﷺ۔ تین درجے ہیں۔ جن میں سے فنا فی الرسول ﷺ کے خُلق کی بابت یوں ارشاد ہوتا ہے۔ "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" اے محمد ﷺ واقعی تیرا خلق خلق عظیم ہے۔ فنا فی الرسول مرشد کی دو علامتیں ہیں۔ ایک خلق عظیم جو اسم اعظم کی تاثیر سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسری کریمی، یہ قلب سلیم کی تاثیر سے حاصل ہوتی ہے۔ طالب حق کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک طلب مولیٰ جو مجلس اولیاء کے قرب کی تاثیر سے حاصل ہوتی ہے۔ دوسری نشانی دل کی جمعیت اور محبت الٰہی ہے

طالبِ حق راشناسد با نظر — گرچہ طالب حق بود مثل خضر

طالب حق کو نگاہ ہی سے پہچان لیتا ہے۔ خواہ حق خضر کی طرح گم ہی کیوں نہ ہو۔

مرشد کامل کی تعریف

کامل مرشد وہ ہے۔ جو طالب کے ہر حال، ہر فعل اور ہر قول سے واقف اور آگاہ ہو اور طالب کے قرب و وصال، خطرات، وکیل اور وہم سے باخبر ہو۔ اور ایسا ہوشیار ہو کہ گویا طالب کی گردن پر سوار ہے۔ چنانچہ بات بات میں دم بدم اس کی نگہداشت کرے۔ ایسے باطن آباد مرشد کو طالب ظاہر و باطن میں حاضر جانتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے سبب وہ صاحب اعتقاد ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ شاعروں کا علم دانش اور شعور سے ہے۔ فقیروں اور عالموں کا علم لدنی ہوتا ہے۔ جو انہیں قرب و حضور سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جو شخص اولیاء اللہ کی تصنیفات کا ہمیشہ مطالعہ کرتا رہے گا۔ اس کی کوئی بات حکیم کی حکمت سے خالی نہ ہوگی اور ان کی تصانیف کی برکت سے ذکر، ارادت اور زندگیٔ دل نصیب ہوگی۔ دائمی ذکر کی دو علامتیں

ہیں۔ ایک الا اللہ کی معرفت میں غرق ہونا' دوسرے مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہونا۔ مکمل فکر کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک فنائے نفس' دوسرے بقائے روح و فرحت روح۔ وہ کیسے احمق لوگ ہیں جو قلب' نفس اور روح کی باطن سے بے خبر ہیں اور جو ایک گوشت کے لوتھڑے کو مقام دل سے بند کر کے تفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قلبی ذکر ہے اور اس گوشت کے ٹکڑے کو دم کے ساتھ سینے میں لاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ قربانی ذکر ہے اور اس گوشت کے ٹکڑے کو آنکھ کے روبرو رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ذکر جوہر نور حضور ہے اور اسی گوشت کے ٹکڑے کو تفکر سے مغز سر میں لے جاتے ہیں اور اس کا نام ذکر سلطانی روحانی رکھتے ہیں۔ وہ سب غلط کہتے ہیں۔ یہ تمام وسوسے اور خطرات شیطانی وجود میں ہوا کرتے ہیں۔ ذکر بکثرت میں تقلید کی ضرورت نہیں۔ ذکر توحید چابی ہے۔ جب یہ کنجی دل کے قفل کو لگائی جاتی ہے تو ہر قسم کا ذکر اور مرتبہ' توجہ اور تفکر بغیر خود بخود کھل جاتا ہے اور اسم اللہ ذات آیات قرآنی' اسماء حسنیٰ یعنی ننانوے ناموں' اسم محمد ﷺ اور کلمہ طیب لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات سے تمام احوال دیکھے جا سکتے ہیں۔

نظر مرشد اور اسم اللہ ذات کے اثرات

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور اور مرشد کامل کی نظر کے سبب وجود کے نو دروازوں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ ناک کے دونوں نتھنوں سے خون نکلتا ہے۔ کانوں کے دونوں دروازوں سے خون بہہ نکلتا ہے اور بول و براز کے دونوں راستوں سے خون بہنے لگتا ہے۔ جب ذاکر طالب کا سارا وجود خون میں غرق ہو جاتا ہے تو وجود کے ساتوں اعضاء ایک ہو جاتے ہیں۔ یہی تمام اذکار یعنی ذکر قربانی' ذکر سلطانی' ذکر روحانی' ذکر خفی' ذکر یخفی' ذکر نور اور ذکر حضور کی تاثیروں کا مجموعہ ہے۔ اس قسم کا ذاکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ ذکر خفیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ خلوت دل میں ہمیشہ حق الیقین کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ذکر خفیہ دمبدم شد حق رفیق   غوطہ خوردن راز رحمت حق غریق

خفیہ ذکر والا دم بدم خدا کا رفیق ہوتا ہے۔ وہ راز رحمت میں غوطہ لگا کر غریق حق ہوتا

ہے۔

اہل ذکرش را بود نفس فنا   لذتش وحدت بیا بد دل صفا

ذاکروں کو فنائے نفس حاصل ہوتی ہے۔ اسے وحدت سے لذت حاصل ہوتی ہے اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ ذات کی مشق سے نجات اور کامیابی حاصل ہوتی ہے

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات کی مشق سے دنیا اور آخرت کی زندگی اور نجات اور جناب سرور کائنات ﷺ کی مجلس دائمی طور پر نصیب ہوتی ہے۔ اس کا وجود ظاہر و باطن میں نص اور حدیث کے موافق ہو جاتا ہے۔ ذاکر کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہو جاتی ہے۔ ذاکر پر "اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ" مفلس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے' صادق آتا ہے۔ ذاکر اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہوتا ہے۔ ذاکر کا بھید اللہ تعالیٰ کا بھید ہوتا ہے کیونکہ ذاکر شرک' کفر' بدعت اور حرص و ہوا سے فارغ ہوتا ہے۔ ذاکر کی آنکھ حق بین ہوتی ہے۔ ذاکر اہل دنیا باطل اور بے دین سے بیزار ہوتا ہے۔ ذاکر کا سینہ علم معرفت اور توحید سے پُر ہوتا ہے۔ ذاکر بے ریا اور بے تقلید ہوتا ہے۔ ذاکر کا ہاتھ سخی ہوتا ہے۔ ذاکر کا قدم شریعت میں سیدھی راہ پر ہوتا ہے۔ ذاکر امر معروف پر کمربستہ ہوتا ہے۔ نفس سے جہاد کرتا ہے۔ ذاکر کے وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ ذاکر کے وجود میں اسم اللہ ذات کا تصور ہوتا ہے۔ ذاکر جو کچھ دیکھتا ہے اور اسے حضوری مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ ذاکر کے ساتوں اعضاء ذکر میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات میں نور ہی نور ہوتا ہے۔ ذاکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذاکر دنیا میں بے چین و بے قرار ہوتا ہے۔ ذاکر کا وجود بخشا ہوا ہوتا ہے۔ ذاکر ہمیشہ انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس میں حاضر رہتا ہے

ذکر مرشد کامل از کامل طلب   ذکر قلبش لا زوال و لا سلب

مرشد کامل سے ذکر کی طلب کر۔ قلبی ذکر لازوال ہوتا ہے اور اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

بعد مردن قلب آید در خروش   مردہ قالب زندہ قلبش ذکر جوش

مرنے کے بعد دل شور کرتا ہے۔ بدن مر جاتا ہے۔ لیکن دل ذکر سے جوش میں آتا ہے۔

مردہ دل بے ذکر جن دیا جہل　　اہل ابلیس است با خطرہ خلل

بے ذکر مردہ دل ہے وہ جن یا جاہل ہے اور با خطرہ وخلل اہل ابلیس ہے۔

ہر کہ گوید نام اللہ یافتہ　　خود رفیق نام اللہ ساختہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے وہ اسے پالیتا ہے اور اپنے آپ کو اسم اللہ کا رفیق بناتا ہے۔

مردہ دل چوں گفت اللہ شد نجات　　از رضائے حق آں یابد برات

جب مردہ دل اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو اسے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے رضائے الٰہی سے حصہ ملتا ہے۔

باہو اسم اللہ ختم شد بردل تمام　　خاتمہ بالخیر شد والسلام

باہو جب دل پورے طور پر اسم اللہ کا ذاکر ہو جاتا ہے تو خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ والسلام

اصل بر وصل است وصلش بر اصل　　غرق ذاکر ذوق وحدت بے خلل

اصل وصل پر اور وصل اصل پر ہوتا ہے۔ ذاکر مستغرق کو بغیر خلل کے ذوق وحدت حاصل ہوتا ہے۔

ذاکر قلندر صفت اور نفس پر غالب ہوتے ہیں

ذاکر ہمیشہ نفس پر غالب اور قلندر صفت ہوتے ہیں۔ جو ملک سلیمانی اور سلطنت سکندر سے بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ نفس اس کا فرمانبردار ہو جائے۔ خواہ وہ چرب و مرغن کھانے کھائے اور زریں اور اطلس کا لباس پہنے اور یہ کہ دنیا سے محفوظ رہے۔ شیطان سے بچا رہے اور خناس خرطوم وسوسہ وہمات خطرات بالکل نیست و نابود ہو جائیں تو اسے اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق دل میں کرنی چاہیے۔ ایسا کرنے سے بیشک دل غنی ہو جائے گا اور مجلس نبوی ﷺ دائمی طور پر حاصل ہو جائے گی۔ جو شخص اسم اللہ ذات کی مشق کرتا

ہے۔ وہ خون جگر پیتا ہے۔ ہر روز لاغر ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے روتے روتے خون نکلتا ہے۔ اس کی جان کباب ہو جاتی ہے۔ بعض کو اسم اللہ ذات کی مشق سے تپ ہو جاتا ہے اور وہ اسم اللہ ذات کی گرمی سے جل کر مر جاتے ہیں۔ اگر نہ مریں تو نفس پر حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتے ہیں۔ علم معرفت میں کامل اور صاحب تفسیر ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام کمالیت اس کامل مکمل اکمل سروری قادری مرشد سے حاصل ہوتی ہیں جو شیر نر پر سوار ہوتا ہے۔ باقی تمام لومڑیاں ہیں۔ لومڑی کی کیا بساط کہ شیر کا مقابلہ کر سکے۔ تمام طریقوں کی انتہا قادری طریق کو نہیں پہنچ سکتی۔ خواہ ساری عمر ریاضت میں پتھر پر سر پٹکتا رہے۔ سروری قادری مرشد ظاہر و باطن کا جامع ہے۔

یہ کتاب طالبوں کیلئے بمنزلہ قطب الاقطاب ہے

اس کے مطالعہ سے فنافی اللہ کا درجہ بلاحجاب حاصل ہوتا ہے

طالباں راہبر مطالب خوش نما　　با اعتقاد صدق خواں از دل صفا

طالبوں کو ہر ایک مطلب بخوبی دکھا۔ صفائے دل اور سچے اعتقاد سے ذکر کر۔

درمیان یک ہفتہ دولت بیشمار　　ہر مطالب مے شود از کردگار

ایک ہفتہ کے اندر اللہ تعالیٰ سے بے شمار دولت اور ہر ایک مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

دولت دنیا و عقبیٰ شد تمام　　زیر زبرش گشت واضح ہر دوام

دنیا و عقبیٰ کی دولت مکمل ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ کے لیے اونچ نیچ سب واضح ہو جاتی ہے۔

ہر کہ خواہد معرفت فیضش فضل　　درمیان یک ہفتہ آید در عمل

جو شخص معرفت فیض اور فضل چاہتا ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر عمل میں آ سکتا ہے۔

علم اکسیر و بہ تکشیر وکہ ہست　　ہر موکل مے نماید پیش دست

علم اکسیر اور علم تکشیر ہر ایک مؤکل روبرو لا کر دکھاتا ہے۔

ہر بدرجہ کے رساند اسم ذات　　علم را تحقیق کن از حاضرات

اسم ذات ہر ایک درجے پر پہنچا دیتا ہے۔ تو حاضرات سے علم کو تحقیق کر۔

اسم اللہ بس ترا بہہ از غنا　　اسم اللہ حاضر آرد مصطفیٰ ﷺ

بے پروائی کے لیے تجھے اسم اللہ ذات کافی ہے۔ اسم اللہ سے حضوری نبوی ﷺ حاصل ہو جاتی ہے۔

ہر مطالب طلب کن تو از نبی ﷺ　　تاشوی صاحب ولایت ہم غنی

تو ہر ایک مطلب نبی ﷺ سے طلب کرتا کہ تو صاحب ولایت بھی ہو جائے اور غنی بھی

ہر کرا باور نباشد مصطفیٰ ﷺ　　لعنتے بردے بگوشد روسیاہ

جو شخص جناب مصطفیٰ ﷺ پر یقین نہیں رکھتا اس پر لعنت کر وہ روسیاہ ہے۔

رحمۃ اللعالمیں شد با رسول　　از نظیرش مصطفیٰ وحدت وصول

جناب رسول اللہ ﷺ اہل جہان کے لیے رحمت ہیں۔ جناب مصطفیٰ کی نظر سے وحدت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

بہر دنیا غم مخور خر خوار تر　　بہ بود از سیم و زر بہتر نبوی نظر

تو دنیا کی خاطر غم نہ کر کیونکہ ایسا کرنے والا ذلیل گدھا ہے۔ سونے چاندی سے تو نبوی نظر بہتر ہے۔

نظر باھو بر نظرش نبی ﷺ　　ہر کہ را باور نہ اہل از شقی

باھو کی نگاہ نبوی نگاہ پر ہے (ﷺ)۔ جسے اس بات کا یقین نہیں وہ بد بخت ہے۔

بر محمد جاں فدا کن ہر چہ ہست　　محرم اسرار گردد با الست

جو شخص اپنا مال و جان حضرت محمد ﷺ پر قربان کرتا ہے۔ وہ محرم اسرار اور مست الست ہو جاتا ہے۔

زاں کندکن آواز وحدت راز شد　　قدس برعنقا بجاں شہباز شد

اس کن کی کنہ کی آواز وحدت کا راز ہے۔ اس کی جان پر عنقا (سیمرغ) قدس شہباز

ہو گیا ہے۔

مگس را قدرت نباشد بال و پر　　باز را در عرش بالا تر نظر

مکھی میں بال و پر مارنے کی چنداں قدرت نہیں ہوتی۔ شہباز کی نگاہ عرش معلیٰ سے بھی اوپر تک ہوتی ہے۔

جثہ ایں جاہست جانم در حضور　　با ذکر مذکور وحدت غرق نور

جسم یہاں ہے اور جان حضور میں ہے اور ذکر مذکور کے سبب نور وحدت میں مستغرق ہے

حی بداند آنکہ جاں با جاں رسد　　عام را قدرت نباشد دم زند

وہی شخص حی و قیوم کو سمجھ سکتا ہے جس کی جان سے جان مل جائے۔ عام کو دم مارنے کی قدرت نہیں ہوتی۔

ہر کہ را اینجا و آنجا یک نظر　　از خطر بہتر بود باطن خضر

جس کی نگاہ یہاں وہاں ایک رہتی ہے۔ وہ خضر سے بھی کہیں بڑھ کر ہوتا ہے۔

باھو خضر امت مصطفیٰ فی اللہ فنا　　دست بیعت کرد نبوی مصطفیٰ ﷺ

اے باھو! حضرت مصطفیٰ ﷺ ہی فنا فی اللہ خضر ہیں۔ جناب پیغمبر خدا ﷺ نے دست بیعت کیا۔

خواہش نفس کے خلاف ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے

نفس کے خلاف کیا ہے؟ مدت کا ذکر، موت کا ذکر کیا ہے؟ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا "مرنے سے پہلے مر جاؤ۔" کا درجہ حاصل کر کے ابدی حیات حاصل کرنا۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ

ترجمہ: کسی کو اس کی طرف اختیار نہ ہوگا کہ عرض معروض کر سکے۔ جس روز جبریل کھڑا ہوگا اور تمام فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی نہ بول سکے گا

بجز اس کے جس کو رحمٰن اجازت دے اور اس نے بات بھی ٹھیک کہی۔ وہ سچا دن ہے۔ (۷۸-۳۷)

اے غافل! باخبر ہو۔ قولہٗ تعالیٰ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ۲۳ یٰسین آیت ۶۴)

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور یہ بات نہیں کرنے پائیں گے اور جو کام وہ کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ پاؤں ہمیں بتا دیں گے

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست — کلید کاندرد نخواہی ماند

اس سرائے سے اپنا اسباب اٹھالے کیونکہ تو اس کٹیا میں نہیں رہے گا۔

بام سوراخ ابر طوفاں بار — سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

چھت میں سوراخ ہے اور بارش سخت ہو رہی ہے۔ تیری عمر خواہ دس سال کی ہو۔ خواہ سو سال کی' خواہ ہزار سال کی۔

جواب مصنف

کہ نمیرد آنکہ وحدت یافتہ — خویش را در غرق وحدت ساختہ

جو شخص وحدت پالیتا ہے وہ نہیں مرتا کیونکہ وہ وحدت میں غرق ہوتا ہے۔

باہو ہو دریائے فی اللہ غرق نور — نیست مرگ آں را کہ باشد حق نور

باہو! جو شخص نور الٰہی کے دریا میں غرق اور صاحب حضوری ہے اسے موت نہیں۔

اولیاء اللہ کو ابدی زندگی حاصل ہے

حدیث: "اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ"

اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ وہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں۔

جب اولیاء اللہ کی قبر سے جواب نہیں آتا اور وہ ہم کلام نہیں ہوتے تو پھر وہ زندہ کیسے ہوئے۔ یاد رہے کہ وہ دلہن کی طرح سوئے ہوئے ہیں انہیں وہی شخص جگا سکتا ہے جو قبر کا

شہسوار ہو اور ضرب کر سکے۔ ایسا کرنے سے وہ ہم کلام ہو جاتے ہیں۔

اولیا غالب شود بر اولیاء — با توفیقش قوتے از مصطفیٰ ﷺ

توفیق الٰہی اور قوت نبوی ﷺ کے سبب اولیاء اولیا پر غالب آتے ہیں۔

باسخن گردد روحانی راز روح — ذکر طوفاں در وجودش ہمچو نوح

جس شخص کے وجود میں ذکر الٰہی طوفان نوح کی طرح جوش زن ہے وہ روحانیوں سے ہم کلام ہے۔

ناقصاں زیں بے خبر عبرت برند — لا مکانی آنچہ دانند مے زنند

ناقصوں کو اس بات کی کوئی خبر نہیں۔ لا مکانی جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔

ایں شرح قصہ شود حاضر رسول ﷺ — کے خورد رجعت کہ باشد حق وصول

یہ بات حضوریٔ نبوی ﷺ والے کی ہے جو واصل ہوا سے کس طرح رجعت ہو سکتی ہے۔

قبر گنج وہم برنج وہم کرم — شہسوار قبر را ہرگز نہ غم

قبر خزانہ بھی ہے باعث تکلیف بھی ہے اور باعث بخشش بھی ہے۔ قبر کے شہسوار کو کوئی غم نہیں۔

ہر مطالب طلب کن تو از قبر — قبر خلوت خانۂ اہل الخبر

تو ہر ایک مطلب قبر سے طلب کر۔ قبر اہل خبر کے لیے خلوت خانہ ہے۔

در قبر شیر است ترسند ناقصاں — شہسواراں شیر آں عارف جہاں

قبر میں جو شیر ہے اس سے ناقص لوگ ڈرتے ہیں۔ لیکن جو اس کے شہسوار ہیں وہ جہان کے عارف ہیں۔

ہر بہ مشکل مے کشاید از قبر — از قبر روشن شود زیر وزیر

ہر ایک مشکل قبر سے حل ہو سکتی ہے۔ نیچ اونچ سب قبر سے روشن ہو جاتی ہے۔

باہو ایں عمل دعوت بود اہل القبور — روز اول شد مشرف حق حضور

اے باھو! اہلِ قبور کے عمل دعوت سے پہلے ہی دن انسان حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔

تمام اعلیٰ مقامات مرشد کے فیض سے حاصل ہوتے ہیں

واضح رہے کہ تمام ترک وتوکل' تمام ذکر وصال' تمام دعوت اور رجعت و لا زوال اور تمام ابتداء وانتہاء اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات سے ایک لحظہ کے اندر حاصل ہوتے ہیں اور یہ باتیں کامل سروری قادری مرشد سے پہلے ہی دن پہلے ہی سبق میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہ کمال اسے قادری ہونے کے سبب حاصل ہے۔ جو قادری کسی اور طریقہ کی طرف رجوع کرے گا۔ وہ گمراہ' گنہگار اور بے برکت ہے

عزیز یکہ از درگہش سر بتافت　　　بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

جس عزیز نے اس کی بارگاہ سے منہ پھیرا۔ جس دروازے گیا' کچھ عزت نہ پائی۔

قادری طریقہ کے مقابلہ میں باقی طریقے خام اور ہیچ ہیں۔ قادری انتہائی طریقہ ہے منتہی کو خام کی کیا ضرورت

در خیال ہرچہ باشی عین آں زیاں　　　زر چو در آتش فتد یک دمی اخگر شود

تو جس گھڑی جس خیال میں ہے تو عین اس وقت وہی ہے۔ جس طرح سونا جب آگ میں ڈالا جاتا ہے تو وہ بھی سرخ انگارا ہو جاتا ہے۔

جواب مصنف

چوں شدم در غرق فی اللہ جز خدا دیگر نماند
از دہانش حق برآید جز خدا دیگر نخواند

جب میں غرق فی اللہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ رہا۔ منہ سے حق کی آواز نکلتی ہے۔ اس کے سوا اور کسی کا نام نہیں لیتا۔

حدیث: "کُلُّ اَنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ" ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے

اے سرخ زیروں سیاہ کار بدل　　　اقرار بلب داری و انکار بدل

اے باہر سے سرخ اور اندر (دل) سے سیاہ تو زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل سے انکار کرتا ہے۔

دیں از تو دو رویہ شد مانند از قلم　　　مصحف بزباں داری وزنا بدل

تو قلم کی طرح دو رویہ اس لیے ہے کہ تیری زبان پر قرآن ہے اور دل پر جنیؤ ہے۔

رو سیاہی بہتر است از دل سیاہ　　　دل سیاہی حب دنیا سر گناہ

دل کے سیاہ ہونے سے چہرے کا سیاہ ہونا بہتر ہے۔ دنیا کی محبت سر بہ سر دل کی سیاہی اور گناہ کی جڑ ہے۔

بر زباں تفسیر از دل بے خبر　　　ایں مراتب از نفاق سر بہ سر

زبان سے تفسیر بیان کرتا ہے لیکن دل سے بے خبرِ محض ہے۔ یہ حالت صرف نفاق کی وجہ سے ہوتی ہے۔

صادقاں راشد بہ تصدیق قلب　　　تصدیق با اخلاص از مرشد طلب

قلبی تصدیق سے صادق کہلاتا ہے۔ اس لیے تو تصدیق با اخلاص مرشد سے طلب کر۔

ہر کہ را مرشد نہ سر ہوا　　　کے شود بے پیر و مرشد دل صفا

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ طامع اور لالچی ہے۔ مرشد اور پیر کے بغیر کیونکر دل صاف ہو سکتا ہے۔

ہر کہ جاہل قلب عالم بر زباں　　　ایں مراتب را کند نبوی بیاں ﷺ

جو شخص دل کا جاہل اور زبان کا عالم ہو۔ ایسے شخص کے متعلق جناب پیغمبر خدا ﷺ کی حسب ذیل حدیث ہے۔

جاہل عالم سے ڈرو

حدیث: "**اتقوا عالم الجاهل، قیل من عالم الجاهل یا رسول اللہ؟ قال عالم اللسان و جاهل القلب**" جاہل عالم سے ڈرو اور بچو۔ پوچھا گیا رسول اللہ (ﷺ) جاہل عالم کون ہوتا ہے۔ فرمایا: جس کی زبان عالم ہو اور قلب یعنی دل جاہل ہو۔

بر زباں قرآن تفسیر و حدیث　　اشتغال دل بود با رب جلیس

جس عالم کی زبان پر قرآن، تفسیر اور حدیث ہو اور دل اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہو۔

ایں چنیں عالم بود عارف خدا　　با جواب با صواب مصطفیٰ ﷺ

ایسا عالم عارف باللہ ہوتا ہے اور یہ جناب مصطفیٰ ﷺ سے جواب با صواب حاصل کرتا ہے۔

ہر کہ عالم منکر از باطن نبی ﷺ　　آں منافق کافر است و از شقی

جو عالم باطن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر ہے وہ کافر، منافق اور دل کا سخت ہے۔

عالماں را فرض تلقین طلب　　راہ نمائید خلق را از بہر رب

عالموں کے لیے طلب کی تلقین کرنی فرض ہے۔ انہیں محض خدا کی خاطر لوگوں کی رہنمائی کرنی چاہیے۔

ہر کہ را قرب است آں عالم خدا　　ہر کہ را اقرب است حاضر مصطفیٰ ﷺ

جو صاحب قرب ہے وہ عالم باللہ ہے۔ جسے قرب الٰہی حاصل ہے اسے جناب مصطفیٰ ﷺ کی دائمی حضوری حاصل ہے۔

بے حضوری علم حجت سر حجاب　　عالم بے معرفت شیطاں خراب

حضوریٔ نبی ﷺ بغیر علم سراسر حجاب و حجت ہے۔ بے معرفت عالم خراب شیطان ہے۔

غرور و تکبر کی خرابی

شیطان کو سجدہ آدم علیہ السلام کا علم تھا کہ غیر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ سجدۂ آدم سے اسے صرف اس بات نے روکے رکھا کہ میں آدم سے اچھا ہوں کیونکہ وہ مٹی سے بنایا گیا ہے اور میں آگ سے۔ پس یہ "میں" دونوں جہان میں آدمی کو خراب کرتی ہے۔

علماء اور فقراء کا فرق مراتب

واضح رہے کہ زمین و آسمان کی مخلوق کو قیامت تک پہنچنے کے لیے پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہے۔ اس پچاس ہزار سال کو دنیاوی آخرت کی ایک رات خیال کرتے ہیں۔ قیامت کی حساب گاہ پچاس ہزار سال کی ہے۔ جسے ایک دن خیال کرتے ہیں۔ پس ظاہر و باطن میں کل ایک لاکھ سال ہوئے دنیا کی رات لباس ہے اور روز قیامت معیشت، لباس کا تعلق عبودیت سے ہے اور معیشت کسب کو کہتے ہیں۔ جس کا تعلق ذکر و فکر، معرفت اور شغل الٰہی سے ہے۔ علماء صاحب عبودیت ہیں اور فقراء صاحب ربوبیت۔

قولہ تعالیٰ: "وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا" (۷۸-۱۰)

ہم نے رات آرام کو پردہ پوش کیا اور دن معاش کے لیے بنایا۔

پس رات والوں کی نگاہ دین پر ہے کیونکہ اعمال ظاہری صرف دنیا میں ہو سکتے ہیں۔ لیکن دن والوں کی نگاہ روز قیامت پر ہے جو حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے، نہیں خریدتے اور نہیں لے جاتے۔ علماء اور فقراء میں یہ فرق ہے کہ علماء غصہ کے وقت جلالیت علم کے سبب غرور میں آ جاتے ہیں اور فقیر غصے کے وقت معرفت الٰہی کی جلالیت کے سبب غرور سے نکل جاتے ہیں۔ جو علماء عامل کی ابتداء ہے وہ کامل درویش کے پیشہ کی انتہاء ہے۔

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اپنی عبادت اور معرفت کے لیے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ خود فرماتا ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" (۵۱-۵۶) (اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی

کریں "یعنی پہچانیں"۔

قیامت کے دن تمام مخلوق حساب گاہ میں جمع ہوگی۔ جن عالموں نے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر علم سیکھا' سکھایا اور عبادت کی۔ ایسے عالم اور وہ فقیر' جو شغل الٰہی میں مشغول رہے۔ جس مقام پر بیٹھتے ہیں۔ وہ زمین اس دن آفتاب کی طرح چمکے گی۔ وہی مکان ان عالموں اور فقیروں کو اٹھا کر سیدھا بہشت میں پہنچا دے گا۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "فَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا"

کافر کہے گا کاش میں مٹی ہوتا۔

یعنی کافر کہیں گے کاش ہم علماء وفقراء کے پاؤں کی خاک ہوتے کہ اس خاک ہونے کے سبب بہشت میں تو داخل ہوتے اور دوزخ کے عذاب سے نجات پاتے۔ عامل علماء اور فقراء کی قدر اس دن تمہیں معلوم ہوگی عامل علماء اور کامل فقراء دونوں گروہ بزرگ ہیں۔ جو شخص ان کا دامن پکڑتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں پریشان نہیں ہوتا۔ علم کی طلب مولیٰ کی طلب کے لیے ہے اور طالب مولیٰ کو اعلیٰ و ادنیٰ قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات بھی مکمل مرشد ہی سے نصیب ہوتی ہے

جائیکہ برق عصیاں برآدم صفی زد　　مارا کجا ایں زیبد دعوائے بے گناہی

جب نافرمانبرداری کی بجلی آدم صفی علیہ السلام پر گری ہو تو پھر ہمیں بے گناہی کا دعویٰ کیوں کر زیب رہتا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا"

ان دونوں نے کہا اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

نفس کے تین حروف کی حقیقت

واضح رہے کہ نفس کے تین حروف ن' ف' س ہیں۔ ن سے بدنیت' نالائق' نان طلب' ایمان کش' ناقص اور ناپسند مراد ہے۔ ف سے فریب دینے والا' فتنہ پرداز' فضیحت کرنے والا' فساد برپا کرنے والا اور فاجر مراد ہے اور س سے لوہے سے سخت' پتھر سے سخت' شیطان کے موافق اور رحمان کے مخالف مراد ہے۔

یہ حقیقت نفس امارہ کی ہے۔ جو کافروں' منافقوں' ظالموں اور جھوٹے دنیا داروں کا نفس ہے۔ لیکن جو نفس مطمئنہ ہے۔ اس کے تین حرفوں ن' ف' اور س سے حسب ذیل مراد ہے۔

ن سے ن رات کا نالہ یعنی دن رات خوف خدا سے رونا۔ نہی کو چھوڑنا' امر معروف پر عمل کرنا' حلال کی روٹی کھانا یا توفیق ہونا' شغل الٰہی میں مشغول ہونا' ذکر' فکر' معرفت' مراقبہ' مشاہدہ اور نور میں مستغرق رہنا۔ جب نفس نور الٰہی کے سبب مطمئنہ ہو جاتا ہے تو ایسے نفس والا بخشا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ف سے مراد کفر و اسلام میں فرق کرنے والا۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ" (۴۷-۱۱)

اور دین کا فخر مراد ہے۔ ف سے حق الیقین کا مرتبہ مراد ہے۔ حق الیقین والے کی یہ پہچان ہے کہ وہ حق کی قید میں ہوتا ہے۔ باطل پر نگاہ نہیں کرتا۔ "اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْكُفْرُ بَاطِلٌ" معرفت الٰہی اسلام کی بنیاد ہے اور باطل کفر کی بنیاد ہے۔ بدعت کی جڑ دنیاوی محبت ہے۔ ہدایت کی جڑ مولیٰ کی محبت ہے۔

حرف س سے راستی راہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ میں مشغول رہتا ہے۔ ظاہر میں اس کا سر سجدہ میں ہوتا ہے اور باطن میں فنا فی اللہ اور معبود میں غرق ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ کی یہ خصلتیں انبیاء' اولیاء اور فقراء کے نفس مطمئنہ میں ہوتی ہیں

نفس را بہ شناس از خصلت ہوا　　خاصہ خاصیت است حق رہنما

نفس کی شناخت حرص و ہوا سے ہو سکتی ہے۔ جو خاص ہیں وہ حق کی رہنمائی کرتے ہیں۔

نفس بشناسند از لذت ذائقہ　　نفس خاصاں مے کند بس فاقہ

عوام کا نفس ذائقہ کی لذت چکھتا ہے اور خاصوں کا فاقہ سے لذت حاصل کرتا ہے۔

گر نبودے نفس کے بودے ہوا   گر نبودے نفس کے برسد خدا

اگر نفس نہ ہوتا تو حرص و ہوا کیونکر ہوتے۔ اگر نفس نہ ہوتا تو خدا رسیدہ کب ہوتا۔

نفس مرکب مطمئنہ راز بر   میر ساند حق بہ توحیدش نگر

نفس مطمئنہ راز الٰہی تک پہنچاتا ہے۔ وہ خدا رسیدہ اور توحید الٰہی کا دیکھنے والا بنا دیتا ہے۔

ہر کہ را قرب است از نفس و ہوا   باز دارد ہر دو را آں از خدا

جس شخص کو نفسانی خواہشات کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسے وہ قرب الٰہی سے باز رکھتا ہے۔

درمیاں وزدوئی دوراہ شد   ہر کہ گزرد از دوئی آں شاہ شد

دوئی کے سبب دوراہ ہیں۔ جو دوئی سے گزر جاتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔

شرک کفر و بد بلا دیگر ہوا   نفس را سر راس کن اے باھوا

اے باھو! شرک' کفر اور حرص و ہوا مصیبت ہے تو نفس کو درست اور ٹھیک ٹھاک کر۔

کامل مرشد کی توجہ کا اثر

واضح رہے کہ کامل مرشد پہلے طالب کے وجود پر نگاہ کرتا ہے تا کہ اس کا وجود پختہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمت معرفت اور وحدت کے لائق اور ذاتی نور حضوری مشاہدات کے قابل ہو جائے۔ حق کا بوجھ اٹھا سکے اور نفس باطل کو چھوڑ دے اور یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور سے اس کی حوصلہ افزائی کرے کہ آیا اس کا حوصلہ پست ہے یا بلند۔ یا یہ کہ وہ دریا نوش ہے یا ایک قطرہ کے پینے ہی سے بدمست اور بے خود ہو جاتا ہے

طالب دنیا بود از سر ہوا   طالب عقبٰی بود با عیش و جاہ

دنیا کا طالب حرص و ہوا میں گرفتار ہوتا ہے اور عاقبت کا طالب عشق و عشرت اور جاہ و جلال میں ہوتا ہے۔

طالب مولیٰ بود در غرق نور   بگذرد از دنیا و حور و قصور

مولیٰ کا طالب نور الٰہی میں غرق ہوتا ہے   تو دنیا اور حور و قصور کا خیال چھوڑ۔

ایں چنیں طالب خدا باطن صفا   در طلب دائم مقام کبریا

ایسے طالب خدا کا باطن صفا ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ مقام کبریا کی تلاش میں رہتا ہے۔

ہر کہ طالب خود مطالب لاف زن   طالباں جاسوس باشند راہزن

جو طالب مطلب پرست ہے وہ گپ مارنے والا ہے۔ ایسے طالب جاسوس اور راہزن ہوتے ہیں۔

ہر کہ دعویٰ کرد طالب حق طلب   بگذرد از ہر مطالب بد کلب

جو شخص طلب حق کا مدعی ہو۔ وہ ہر دنیاوی مطلب کو چھوڑ دیتا ہے۔

طالب از لش بباید جاں فدا   ایں چنیں طالب بود بہر خدا

جو طالب جان قربان کرنے والا ہو۔ وہ خاص خدا کی خاطر طالب ہوتا ہے۔

گر بیاید طالب حق راز راہ   مرشد کامل رساند یک نگاہ

اگر طالب حق راز راہ کے لیے آئے تو کامل مرشد اسے ایک ہی نگاہ سے خدا رسیدہ بنا دیتا ہے۔

مرشدے حاضر دے طالب کجا است   در میدان ایستادہ اند رہبر خدا است

مرشد تو ہیں لیکن طالب بہت کم ہیں۔ مرشد تو میدان میں راہ خدا دکھانے کے لیے موجود ہیں کوئی طالب ہی نہیں ملتا

سگ خصامت نیست طالب سگ طریق
طالب ایشاں باید حق رفیق

کتے کی خصلت والے طالب کہلانے کے مستحق نہیں۔ طالب وہی ہے جو رفیق حق ہو۔

سگ در دبنش بیند از اے حکم
لائق انساں درش یا قیم

جو کتے کی خصلت والا ہے اس کے منہ پر پتھر پھینک اور جو لائق ہیں اس کی رہنمائی کر۔
حدیث: "لَا تَتْرُكِ الدُّرَّ فِيْ اَفْوَاهِ الْكِلَابِ" کتوں کے منہ میں موتی نہ ڈالو

طبل زد بر ہفت شور جذب زد بر ہفت شاہ
اولیا والی ولایت فقر وحدت از الہ

جس ولی کو فقر کی ولایت اور وحدت الٰہی حاصل ہو۔ وہ ساتوں ولایتوں میں ڈنکا بجاتا ہے اور ساتوں بادشاہوں کو زیر کرتا ہے۔

کامل مرشد وہ ہے

جو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب کو پہلے ہی دن دونوں جہان کا قبضہ دے دے۔ تاکہ طالب باجمعیت حال پر رہے۔ سروری قادری مرشد ہی جامع ہوتا ہے۔ جامع مرشد کے طالب چار قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض کامل بعض مکمل بعض اکمل اور بعض موصل و واصل ہوتے ہیں۔

جامع مرشد کی یہ پہلی نشانی ہے کہ پہلی ہی نگاہ میں جاہلوں کو عالم' عالموں کو معرفت الٰہی' عارفوں کو فقہ کا انتہائی درجہ بخشے۔ حدیث: "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ" جب فقر ختم ہوتا ہے تو وہی اللہ ہے' مرشد کی چار نگاہوں سے طالب ان چار مرتبوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ جامع مرشد کی یہ نشانی ہے کہ اس کی نگاہ سے لوح ضمیر منکشف ہوتی ہے۔ لوح ضمیر پر ہی تمام علوم لکھے ہوئے ہیں۔ وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرسکتا ہے۔ جامع مرشد بمنزلہ کُل ہے اور دونوں جہان بمنزلہ جزو' جزو کی کیا حقیقت ہے کہ کُل کے سامنے دم مارے۔

طالب مولیٰ کے پانچ حقوق

واضح رہے کہ طالب مولیٰ کے ذمے پانچ حقوق ہوتے ہیں۔ اول ماں باپ کا' دوم استاد کا' سوم پیر کا' چہارم مرشد کا اور پنجم عورت کا۔ ان تمام سے مرشد کا حق غالب ہے کیونکہ مرشد سے اسے معرفت کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ پر نگاہ کرتا ہے تو

وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بن جاتا ہے۔ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ علم تفسیر کا عالم اور دونوں جہان کا سردار ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کا حق دنیاوی درم و دوام سے ادا کرتا ہے تو وہ اہل حق راضی ہو کر اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو مرشد کہنا غلطی ہے جن کی نگاہ روپے پیسے پر رہتی ہے۔ ایسے لوگ تو گدھے سے بھی بدتر ہیں۔

واضح رہے کہ پیر و مرشد کے لیے لازم ہے کہ پہلے طالب سے پوچھے کہ تم ان تین چیزوں میں سے کون سی چیز کے خواہش مند ہو۔ آیا دنیا چاہتے ہو یا عاقبت یا معرفت مولیٰ اور مجلس نبوی ﷺ۔ طالب کو بھی چاہیے کہ وہ سچ سچ کہہ دے اور اپنی مرضی کے مطابق خواہش کرے۔ خواہ وہ دنیا گمراہ مانگ لے۔ خواہ عاقبت جس میں حور و قصور ہیں اور خواہ معرفت و قرب الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ دنیا کا طالب مخنث عقبیٰ کا طالب مؤنث اور مولیٰ کا طالب مذکر ہوتا ہے۔

پیرو مرشد کے تصرف میں یہ تینوں مرتبے ہوتے ہیں۔ وہی لائق ارشاد بھی ہوتا ہے۔ ورنہ بے تصرف مرشد تو خام' ادھورا' مایۂ فتنہ و فساد ہوتا ہے۔ جو طالب اور مرید کی عمر ضائع کرتا ہے۔ مرتے وقت افسوس کرتا ہے۔ جب وقت ہاتھ سے نکل جائے تو پھر افسوس کا کیا فائدہ' کمان سے چھوٹا ہوا تیر ہاتھ نہیں آتا۔ جہان میں عامل عالم بہت ہیں اور زاہد عالم متقی بے شمار ہیں اور دکاندار اور عزت و ناموس کے طالب بہت ہیں۔ مگر عارف باللہ' اور فنا فی اللہ اہل قرب پروردگار بہت کم ہیں۔ "اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ" وقت ایک کاٹنے والی تلوار ہے۔" طالب مرید کے لیے دکاندار پیر و مرشد وبال جان ہوتے ہیں۔ کامل مرشد مذکورہ بالا تینوں مرتبے یعنی دنیا' آخرت اور معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ دن رات میں طالب کو دکھا سکتا ہے اور یہ بات اسم اللہ ذات کے حاضرات یا قرآنی آیات یا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

فقر کیا ہے؟

فقر دریائے است از توحید نور — کل و جز مخلوق شد از وے ظہور

فقر وحدت و نور الٰہی کا ایک دریا ہے۔ جس سے تمام جز و کل مخلوق ظاہر ہوتی ہے۔

دل زدریائے توحیدش یافتم — غرق توحیدش بخود را ساختم

میں نے دل کو اس کے دریائے توحید سے پایا اور اپنے آپ کو اس کی توحید میں غرق کیا۔

فقر خاص الخاص حق توحید ذات — ہر کہ آید در فقر گردد نجات

فقر خاص الخاص وحدت ذات ہے۔ جو فقر اختیار کرتا ہے وہ نجات پالیتا ہے۔

فقر قدم دم بود بے غم بود — در جہانش فقر فی اللہ کم بود

فقر میں قدم رکھنے والا بے غم ہوتا ہے۔ جہان میں فقر فی اللہ بہت کم ہوتے ہیں۔

این نہ فقرش بردرے گردد خراب — با محاسب نفس با شد اکتساب

وہ فقر نہیں جو در بدر مارا مارا پھرے۔ فقر محاسبہ نفس کرتا ہے۔

فقر لا یحتاج صاحب گنج و زر — از گنج و زر بہتر بود فقرش نظر

فقر لا یحتاج اور صاحب گنج وزر ہوتا ہے۔ اس کی نگاہوں میں فقر خزانے سے بہتر ہے۔

فقر را عاجز مبیں عاجز بداں — بادشاہی فقر دارد جاوداں

فقر کو نہ عاجز خیال کر نہ عاجز جان۔ فقر کو دائمی بادشاہی حاصل ہوتی ہے۔

باہوا بہر از خدا فقرش نما — فقر وحدت قرب حق شد مصطفیٰ

باہو! برائے خدا فقر دکھا۔ فقر سے وحدت و قرب حق اور حضوری نبوی ﷺ حاصل ہوتی ہے۔

ان میں سے ہر ایک مرتبہ اسم اللہ ذات کے تصور اور اسم اعظم کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو کر اور مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر حاصل ہو جاتا ہے۔ ذات و صفات کے ہر مقام کی چابی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ جب اس چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے تو یہ ساری باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔ جو اس میں شک کرے وہ بے دین ہے یہ طریقہ سروری قادری کو حاصل ہے۔

مدح حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیر باید ہمچو باشد پیر من — وقت مشکل حاضر است با انجمن

پیر میرے پیر جیسا ہونا چاہیے جو مشکل کے وقت فی الفور حاضر انجمن ہو۔

پیر باقوت مریداں با نظر — زود تر حاضر شود مثل خضر

صاحب قوت پیر کے مرید با نظر ہوتے ہیں۔ صاحب قوت پیر فی الفور حضرت خضر علیہ السلام کی طرح آموجود ہوتے ہیں۔

چوں نباشد پیر پیراں زندہ دیں — آں وزیر مصطفیٰ ﷺ روح الامیں

پیر پیراں کیونکر زندہ دیں نہ ہوں۔ وہ جناب مصطفیٰ ﷺ اور روح الامین کے وزیر ہوتے ہیں۔

شاہ عبد القادر است رہبر خدا — دمبدم آنجا بجان است مصطفیٰ ﷺ

شاہ عبد القادر رہبر خدا ہیں۔ وہ بروقت مجلس نبوی ﷺ میں موجود ہوتے ہیں۔

باہو از غلامان مریدش خاک پا — گوئے برد از غوث و قطب و اولیا

اے باہو! جو آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کا خاک پا ہے۔ اس کا درجہ غوث قطب اور اولیاء سے بڑھ جاتا ہے۔

مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے۔ جو خلوت میں فقیروں سے نعمت الٰہی اور تعلیم و تلقین کی برکت حاصل کرتے ہیں اور پھر فقر سے حیاء کرتے ہیں اور اہل دنیا کا رخ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ مرشد و فقیر کو بدنام کرتے ہیں۔ خود فروشی کرتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کی روشنی آفتاب سے بڑھ کر ہے۔ جس سے خودی اور مستی کا بادل غائب ہو جاتا ہے' نفس مر جاتا ہے اور دل زندہ ہوتا ہے۔

مراتب حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ

واضح رہے کہ حضرت پیر دستگیر' محبوب سبحانی' شیر یزدانی' حضرت شاہ محی الدین جیلانی قدس سرہ العزیز اور آپ کے طالب اور مرید ہمیشہ واحدانیت اور مشاہدہ معرفت و

قرب الٰہی میں غرق رہتے ہیں اور صاحب وصال وحضور ہیں غوث اور قطب آپ کے مریدوں کے مقابلہ میں عاجز اور مفلس اور اس بارگاہ کے سائل ہیں جس کو کوئی مرتبہ نصیب ہوا انہیں سے ہوا۔ ان کا منکر دونوں جہان میں مردود احمق اور پریشان ہے۔ رجعت کھاتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر کے مراتب گہرے دریا کی طرح ہیں۔ جس کو اس دریا میں سے ایک قطرہ نصیب ہو جاتا ہے وہ سیراب ہو جاتا ہے۔ جو آنحضرت کے مرید کو جذبہ دکھلائے وہ خود سلب ہو جاتا ہے اور بیمار ہو کر تھوڑے دنوں میں مر جاتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا دشمن یا تو رافضی شیطان ہوتا ہے یا خارجی خبیث یا منافق جو فقر اور معرفت الٰہی سے محروم ہو۔ آپ کا دشمن جناب پیغمبر خدا ﷺ کا دشمن ہے۔ آپ کا دشمن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے۔ آپ چاروں اصحاب کے محبّ' اہل سنت وجماعت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نائب تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت سے ایک لحظہ بھی فارغ نہ تھا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرید کا درجہ

واضح رہے کہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ اور ناقص مرید کا مرتبہ غوث قطب سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگ سچے دل سے آپ کے مرید ہیں۔ انہیں آپ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی ضرب سے ظاہری باطنی تصور تصرف اور قوت کے ذریعہ واحدانیت کے لازوال میدان میں لا کر اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا کر مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دیتے ہیں۔ جس سے وہ کاملوں' عارفوں' واصلوں اور اولیاء اللہ کو جاننے لگ جاتے ہیں۔ جنہیں بعض اہل باطن بھی نہیں جانتے۔ آپ کے مریدوں اور طالبوں کو مرتے وقت حضوری مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور زور زور سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے لگتے ہیں۔ یا مرتے وقت ان کے وجود میں اسم اللہ ذات کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور غلبہ کرتا ہے یا قادری کے وجود میں محبت الٰہی جوش مارتی ہے

اے برادر گر ہمے خواہی بہ عقبیٰ سروری
باش در دنیا تو طالب آستانہ قادری

اے بھائی! اگر تو عاقبت کی سرداری چاہتا ہے تو دنیا میں کسی قادری کے آستانہ کا طالب بن۔

حدیث: "**من مات فی حب اللہ فقد مات شهيدًا**" جو شخص محبت الٰہی میں مر جاتا ہے وہ شہیدوں کی موت مرتا ہے۔ جس میں یہ صفت نہ ہو اسے قادری نہیں کہہ سکتے۔

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قول ہے۔ "**لا يموت مريدی الا علی الايمان**" میرا مرید با ایمان ہو کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

اگر گوید کسے نام بنام شاہ جیلانی
چہ خوف از آتش دوزخ چہ باک از دیو شیطانی

اگر کوئی شخص شاہ جیلان کا نام لے تو اسے دوزخ کی آگ اور شیطان کا کیا ڈر ہے۔

مطلب یہ کہ قادری سروری مرشد کے طالبوں کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ نرشیر پر سوار ہوتے ہیں۔

مرید اور طالب میں ان باتوں کا ہونا لازمی ہے

واضح رہے کہ طالب اور مرید میں یہ سات چیزیں ہوتی ہیں۔ اعتقاد' یقین' اخلاص' صدق' اعتبار' طلب اور محبت۔ یہ سات چیزیں طالب کی کوشش سے اسے حاصل نہیں ہوتیں۔ بلکہ مرشد کی توجہ اور کشش سے اس میں پیدا ہوتی ہیں۔ جب پیر و مرشد کی عطا سے یہ سات چیزیں طالب کے وجود میں جمع ہو جاتی ہیں تو اس کے وجود میں یقین کے سبب ایک نورانی صورت آ جاتی ہے۔ جس کے وسیلے سے پیر و مرید اور طالب و مرشد کے درمیان عرض معروض اور حکم احکام کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ اگر طالب فنا فی الشیخ اور فنا فی الپیر نہ ہوتا تو ظاہر و باطن میں کوئی شخص مطلب و مقصد حاصل نہ کر سکتا۔ وہ لوگ بڑے بیوقوف ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ طالب نفس امارہ کے مطیع اور مرید مطلبی ہیں۔ انہیں نہ پیر کے مرتبہ کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نہ انہیں پیر و مرشد پر اعتقاد ہوتا ہے۔ وہ نفس اور شیطان کی قید میں ہوتے ہیں جو طالب اپنے پیر پر مال و جان قربان کرتا ہے۔ وہی صاحب قوت و

تصرف صاحب فراست اور روشن ضمیر ہوتا ہے

اصل یقین است یقین خاص نور
برد یقین حاضر مجلس حضور

اصل یقین ہے اور یقین ہی خاص نور ہے۔ یقین ہمیں مجلس نبوی ﷺ کی حضوری میں لے جاتا ہے۔

اللہ بس باقی ہوس۔

مرشد اور طالب کے الفاظ کی مراد و حقیقت

واضح رہے کہ لفظ مرشد کے چار حروف م' ر' ش اور د ہیں۔ حرف م سے مراد یہ ہے کہ وہ مردہ دل کو زندہ کرے اور پھر اس زندہ دل سے ایک ہی مراقبہ میں الا اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس میں پہنچا دے۔ حرف ر سے یہ مراد ہے کہ وہ ریاضتوں سے رہائی دلا کر راز بخشے۔ حرف ش سے مراد یہ ہے کہ وہ طالب کے وجود سے نفس شیطان' خلق' دنیا' سیاہیٔ دل کے شر بلکہ ہر ایک قسم کا شر نکال دے اور اس کے ساتوں اعضاء ہڈیاں' مغز' گوشت' پوست' رگ و ریشہ اور ہر ایک بال سے اسم اللہ جاری کرائے اور طالب کے قلب و قالب سے ذکر الٰہی دریا کی طرح جاری کر دے۔ چنانچہ اس کے تمام اعضاء اللہ اللہ کرنے لگیں اور طالب لبیں بند کئے ہوئے اللہ تعالیٰ میں محو ہو اور حرف د سے یہ مراد ہے کہ طالب کو ایک ہی نگاہ سے غرق فنا فی اللہ میں ثابت قدم بنا دے۔ جس سے اسے دونوں جہان کی زندگی حاصل ہو جائے۔ جس مرشد میں یہ صفات پائی جائیں۔ وہ جامع جمعیت بخش اور رہبر ہوتا ہے اور جس مرشد میں یہ صفات موجود نہ ہوں وہ طالبوں کے حق میں شیطان راہزن ہے۔ جو مرشد مرد مذکر اور ظاہر و باطن میں صاحب توفیق ہوتا ہے۔ وہ طالبوں کا رہبر اور رفیق ہوتا ہے۔ جو لوگ طالب دنیا اور اہل بدعت ہیں وہ مرشد نہیں۔

لفظ طالب میں بھی چار حرف ط' ا' ل اور ب ہیں۔ حرف ط سے یہ مراد ہے کہ طالب یک بارگی تین طلاقیں ہوائے نفسانی کو اور تین طلاقیں اس بوڑھی عورت یعنی دنیا کو اور تین طلاقیں انسان کے دشمن شیطان کو دے۔ جب ان تینوں کو طلاق دے چکے تو پھر توبہ کرنے

سے پاک ہو جاتا ہے۔ نیز حرف ط سے مراد یہ ہے کہ اسے مولیٰ کی طلب ہو اور وہ ثابت قدم ہو۔ جس سے وہ معرفت الٰہی کے لائق ہو۔ حرف "ا" سے مراد یہ ہے کہ سچے ارادہ سے مولیٰ کا طالب ہو اور حقیقی طور پر ظاہری اور باطنی عبادت میں زمین پر کروٹ نہ رکھے۔ ہمیشہ مراقبہ میں مستغرق رہے۔ راہ راست سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان تک لڑا دے۔ حرف ل سے یہ مراد ہے کہ لائق اور باحیاء ہو۔ خواہشات نفسانی کو ترک کرے۔ اس کا نفس فنا ہو جائے اور اس کی روح باقی بن جائے۔ ایسے طالب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش آمدی اور مرحبا کہا جاتا ہے اور حرف ب سے مراد یہ ہے کہ طالب حق کے بوجھ کو اٹھا لے اور باطل کو چھوڑ دے۔ مطلق باادب ہو۔ مرشد کے حکم کے وقت اپنا اختیار ترک کر دے اور اس کا حکم ماننے کے لیے ہوشیار رہے۔ چنانچہ اس پر اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ مرید کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہوتی' صادق آئے۔

مرشد کامل

ہر کہ روگرداں شود گرد از خدا   مرشدے با حق رساند حق نما

جو خدا کا منکر ہے اور اس سے منہ پھیرتا ہے۔ جو مرشد باحق ہے۔ وہ ایسے شخص کو بھی خدا دکھا دیتا ہے۔

طالب مشکل طلب مشکل طلب   طالب کلب ہرگز نہ شد اہل از قلب

مشکل طلب طالب مشکل سے ملتا ہے۔ دنیا کا طالب کبھی صاحب دل نہیں ہو سکتا۔

باہو طالبے جاسوس دشمن صد ہزار   طالب حق یک دو کس طالب شمار

باہو طالب ایک جاسوس اور دشمن لاکھوں ہیں حق کا طالب کوئی ایک آدھ ہوتا ہے۔ اسی کو طالب سمجھو۔

باہو طالب کمیاب کے باشد طلب   مرشدے بسیار بہرندر از رب

اے باہو! طالب کمیاب ہے۔ بہت سے مرشد طالبوں کو خدا سے دور پھینک دیتے ہیں۔

مرشد ناقص بے طالب طلب   از حیا مردند طالب با ادب

ناقص مرشد بہت طالبوں کی کوشش کرتے ہیں۔ با ادب طالب مارے حیاء کے مرجاتے ہیں۔

در حقیقت طالباں مطلب طلب   طالب دنیا بے کس بہر رب

طالب لوگ مطلب پرست ہیں۔ دنیا کے طالب بہت ہیں خدا کا طالب کوئی ہے۔

جاں زجانم میبر آید غرق نور   آں بداند ہر کہ برسد شد حضور

میری جان، جان سے نکل کر نور الٰہی میں غرق ہوتی ہے۔ اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو خود صاحب حضوری ہو۔

کے تو اندبست مثل لا زوال   عارفان غرق وحدت باوصال

لازوال کی مثل کس طرح قائم کر سکتے ہیں۔ جو عارف وحدت میں غرق ہیں وہ واصل حق ہیں۔

اسم ذاتش ذات ببرد بے مثال   نیست ایں حرفے بود از قیل وقال

اسم ذات ذاکر کو بے مثال ذات سے ملا دیتا ہے۔ یہ قال کی بات نہیں حال کی ہے۔

حق دروں من من درآں حق دلپذیر   حق زحق واضح شود روشن ضمیر

میں حق کے اندر ہوں اور حق میرے اندر ہے۔ حق سے حق واضح ہوتا ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔

مرشد و مرشد کے قواعد

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو مرشد اور طالبی کے قواعد سے واقف نہیں۔ ابھی طالب کے درجے کو بھی پورے طور پر نہیں پہنچتے کہ مرشدی کا دعویٰ کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ احمقوں کو معلوم نہیں کہ دست بیعت کیا چیز ہے اور اس کا مرتبہ کیا ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ

پر گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جو شخص بیعت کے بعد طالب کو خدا رسیدہ نہ بنائے۔ وہ مرشد خدا کا دشمن ہے دنیا اور آخرت میں خراب ہوتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم میں شرمندہ اور روسیاہ ہوتا ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰى: "يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ" اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔

فیض مرشد سے حج کعبہ اور مجلس محمدی ﷺ کی زیارت

پیر، خانہ کعبہ کا سفر، روضۂ نبوی ﷺ کی زیارت، اندرونی اور بیرونی طواف، جبل عرفات سے خطبہ سننا، حج کی دعا سننا، طواف کے وقت حجر اسود پر بوسہ دینا، طواف کے ختم ہونے پر واجبی کا ادا کرنا، گناہوں سے خلاصی کے لیے اندر جا کر زنجیر نصوحہ گلے میں ڈالنا۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى: "وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا" جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا۔ کعبہ کے اندر کے چاروں ستونوں پر بوسہ دینا۔ ان سب کی شرح یہ ہے کہ خواب میں یا مراقبہ یا الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قدرت سے مندرجہ بالا مراتب طے کرے۔ یعنی خواب مراقبہ یا الہام کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم سے خانہ کعبہ کی زیارت اور اس کا طواف نصیب ہوتا ہے۔ یا جب مرشد طالب کو اجازت دیتا ہے کہ تم جا کر خانہ کعبہ اور آنحضرت ﷺ کے روضۂ منورہ کی زیارت کرو تو جس منزل یا مقام پر پہنچتا ہے۔ ذکر، فکر یا جمعیت نماز، سجدہ و سجود وغیرہ پاک وجود سے عبادت معبود میں مشغول ہوتا ہے۔ جو قدم اٹھاتا ہے، دلی شوق اور الٰہی محبت سے اٹھاتا ہے ایسے شخص کے لیے حج، طواف، خانہ کعبہ اور زیارت روضہ منورہ مبارک ہو۔

واضح رہے کہ خانہ کعبہ اور روضہ منورہ دونوں شریف اور پاک مکان ہیں۔ ان دونوں کی زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے دن رات صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے توبہ استغفار کر کے وجود کو پاک کر لینا چاہیے۔ پھر کعبہ کے سامنے سجدہ کیا جائے تو کافرنفس مسلمان ہو جاتا ہے۔ بری خصلتیں چھوڑ دیتا ہے اور اپنے انتہائی مقصد کو پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص اس طریق سے خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ خانہ کعبہ سارے کا سارا حرم مطلق ذات نظر آتا ہے۔ نماز کی تجلیات نظر آتی ہیں

اور فرشتے آواز دیتے ہیں کہ تیرا طواف قبول ہے اور حرم کعبہ میں نماز کے وقت سجدہ میں یہ الہام ہوتا ہے۔ "لَبَّیْکَ یَا اَسْعَدَ عَبْدِیْ" اے میرے نیک بندے میں حاضر ہوں۔ جو مانگنا ہے مانگ تاکہ میں تجھے عطا کروں۔ یہ ہے مطلب اس آیت کا۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا" جو اس میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی مرشد کامل اور اسم ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ جب حاجیوں کی صف میں شامل ہو کر جبل عرفات کے خطبہ کے وقت "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ" اے میرے معبود! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں واقعی نعمت اور شکر تیرے ہی لیے ہے، ملک بھی تیرا ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں' کہتا ہے تو فرشتے صاف طور پر آواز دیتے ہیں کہ اے فلاں شخص تیرا حج قبول ہے اور تو بارگاہ الٰہی کا برگزیدہ اور مقبول ہے۔

جب مدینہ منورہ پہنچ کر روضۂ منورہ کی چار دیواری میں داخل ہوتا ہے تو جناب سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مصافحہ کرتا ہے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ اسے دست بیعت اور تعلیم و تلقین سے سرفراز فرماتے ہیں اور ولایت و غنایت کے مرتبے پر پہنچاتے ہیں۔ پھر اسے حقیقی اور سچے طور پر رخصت اور اجازت عنایت ہوتی ہے۔ جب چاہتا ہے مراقبہ میں مجلس نبوی ﷺ سے اپنی عرض کے موافق جواب باصواب حاصل کر لیتا ہے۔ اس وقت ایسا شخص جو کچھ کہتا ہے آنحضرت ﷺ کی حضوریت سے کہتا ہے نہ کہ اپنی خواہش سے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی" اپنی خواہش سے بات چیت نہیں کرتا۔

پھر جب اپنے وطن اصلی میں آتا ہے تو بڑی سنت ادا کرتا ہے۔ یعنی اس کے گھر میں جو مال و متاع ہوتا ہے۔ وہ سب راہ خدا میں صرف کر دیتا ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (۹۲-۳) جب تک اپنی پیاری چیزوں کو راہ خدا میں صرف نہ کرو گے نیکی حاصل نہ کرو گے۔ ایسا حاجی جسے قبولیت حرم نصیب ہو اور صاحب بخشش اور غازی ہو۔ اس کے وجود میں نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا نہیں رہتیں۔ نہ اس کے پاس دنیا

ہوتی ہے نہ روپیہ پیسہ۔ وہ حساب کے میدان کا رخ کرتا ہے۔ جس شخص کا وجود ذکر الٰہی سے پاک ہو جائے۔ اسے قیامت کے محاسبہ کا کیا ڈر۔ "اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ" مفلس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ دنیادار لوگ شیطان کی قید میں ہوتے ہیں

حج بہرش از خدا حاضر رسول ﷺ — ایں مراتب حاجیاں اہل الوصول

اس قسم کے حج' طواف اور مجلس نبوی ﷺ سے مشرف اہل دل ہی کو حاصل ہوتے ہیں۔

اہل دل ہی حقیقت میں حج اور زیارت روضۂ مطہرہ کے وقت حضور اکرم ﷺ کی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں

میخواستم کہ رفتہ کنم کعبہ را طواف — کعبہ جواب داد بما دل بیا رصاف

جب میں نے چاہا کہ جا کر کعبہ کا طواف کروں تو کعبہ نے جواب دیا کہ پہلے دل کو صاف کر کے لاؤ۔

کعبہ دوام حاضر با زندہ دل طواف — آن است صاف دل کہ کند نفس را خلاص

زندہ دل انسان کے لیے کعبہ ہمیشہ حاضر ہے اور صاف دل وہ ہے جو نفس کو پاک اور مخلص بنائے۔

باھو من در مجلس حاضر نبی ﷺ — دم جدائی نیست مارا از نبی ﷺ

اے باھو! میں ہر وقت مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہوں ایک لحظہ کے لیے بھی اس سے جدا نہیں ہوں۔

نام کے حاجی بہت ہیں لیکن باپیغام اور بے حجاب حاجی وہی ہے جو بے ہوس ہو۔ اللہ بس باقی ہوس۔

مرشد باخبر ہونا چاہیے

واضح رہے کہ صاحب مراتب عظیم مرشد کو چاہیے کہ طالب کے ظاہری و باطنی احوال سے غافل نہ ہو۔ مرشد اسے کہتے ہیں کہ اگر طالب سے بھول کر کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ ہو جائے تو مرشد کو بذریعہ کشف اس سے آگاہی ہو جائے۔ اس وقت اپنے وجود میں غوطہ لگا

کر طالب کو مجلسِ محمدی ﷺ میں لے جائے اور آنحضرت ﷺ سے التماس کر کے طالب کے گناہ بخشوائے۔ اسی طرح دن رات کئی سال تک صاحبِ قوت اور جامع مرشد توجہ، تصرف اور تصور سے طالب کی صورت کو مجلسِ محمدی ﷺ میں لے جا کر آنحضرت ﷺ کی تعلیم و تلقین سے سرفراز کراتا ہے۔ جس سے طالب گناہوں سے تائب ہو کر واصل حق بن جاتا ہے۔ صاحبِ قوت مرشد کو لازم ہے کہ طالبوں کو پہلے ہی دن اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات اور تصور سے مجلسِ نبوی ﷺ کی حضوری میں لے جائے خود الگ ہو جائے اور خاص آنحضرت ﷺ سے بیعت اور تعلیم و تلقین کرائے۔ خواہ کسی کی نوازش کرے خواہ کسی کو گرا دے۔ مطلب یہ کہ مجلسِ محمدی ﷺ بمنزلہ کسوٹی ہے۔ بعض طالب دیدارِ محمدی ﷺ سے مشرف ہو کر صادق اور صفا دل ہو جاتے ہیں۔ ان کے تمام چھوٹے بڑے مطلب پورے ہو جاتے ہیں۔ تارک اور متوکل ہو کر غرق فی التوحید ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ باادب ہو کر مجلسِ نبوی ﷺ میں حاضر رہتے ہیں اور بعض مشرف ہونے کے بعد منکر ہو جاتے ہیں۔ یعنی مجلسِ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر نص و حدیث پر ان کا یقین نہیں رہتا۔ ایسے لوگ نعوذ باللہ مرتد اور مردود ہو جاتے ہیں۔

ابیات

مرشد رہبر چنیں باشد رفیق — طالباں را مے کند وحدت غریق

رہبر مرشد ایسا رفیق ہوتا ہے کہ طالبوں کو غرق وحدت کر دیتا ہے۔

از وجود غلط بیروں برکشد — باذکر جاروب دردل مے کند

غلط وجود سے نکل کر ذکر کے جھاڑو سے دل کو صاف کرتا ہے۔

علم بہر از معرفت ذکر خدا — عارفاں را از علم جان دل صفا

علم معرفتِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی کے لیے ہوتا ہے۔ عارفوں کا علم بس یہی ہے کہ جان و دل کو صاف کیا جائے۔

بے علم ہرگز نیابی راز راہ — جاہلاں محروم از وحدت اللہ

بغیر علم کے راز راہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جاہل لوگ وحدت الٰہی سے محروم رہتے

ہیں۔

ذوق شوق اور رضائے نبوی ﷺ سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے

اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃٌ مِّنَ الْحِلْمِ جب یہ نیک خصلتیں وجود میں تاثیر کرتی ہیں تو مجلسِ محمدی ﷺ کی برکت سے وجود کا تانبا اکسیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب ذوق، شوق اور معرفت و وصالِ محمدی ﷺ، جمعیت جمالِ محمدی ﷺ اور خوئے محمدی ﷺ تمام وجود پر اثر کر جاتے ہیں اور سارا وجود رضائے نبوی ﷺ میں ہو جاتا ہے۔ تو اس سے ہر ناشائستہ کام نکل جاتا ہے۔ تمام پوشیدہ مراتب اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ جب عارف باللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو دعا کے لیے لب کشائی نہیں کرتا۔ اسے دعا کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ اہلِ حضور کو التماس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا نہ وہ کشف و کرامات کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے ہزار بار توبہ استغفار کرتے ہیں۔ ان کے لیے یہی ہوتا ہے کہ ہمیشہ اسم اللہ پر نگاہ رکھیں۔ مطلب یہ کہ اہلِ حضور کو مقامِ وحدانیت کا ہی خیال رہتا ہے۔ جب وہ اس کے خیال میں ہوتے ہیں تو اس خیال ہی سے تمام مشکل کام حل ہو جاتے ہیں۔ ظاہر و پوشیدہ تمام باتیں ان پر منکشف ہو جاتی ہیں۔ اہلِ حضور کے لیے معرفت اور قربِ الٰہی کا خیال ہی کافی ہے۔ جو کام پیش آتا ہے۔ وہ خیال ہی سے پورا ہو جاتا ہے۔ ان کا دل چونکہ نورِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمنشین ہوتا ہے۔ اس لئے جس کام کا خیال کرتے ہیں۔ وہ کام فوراً حسبِ مراد ہو جاتا ہے۔ جو صاحبِ باطن عارف باللہ حضوری ہے وہ ہر گھڑی بلکہ ہر لحظہ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور شوق میں خوش رہتا ہے۔ اس کا ابتدائی مرتبہ مومن ہوتا ہے۔ "اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ" مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔ اس کا وسطی درجہ عاشقِ مومن ہے۔

عشق کی آگ سوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو جلا دیتی ہے

اَلْعِشْقُ نَارٌ یُّحْرِقُ مَا سِوَی اللّٰہِ عشق ایک آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو جلا دیتی ہے۔ اس کا آخری مرتبہ مومن عارف باللہ ہے اور یہ مومن فقیر کے ابتدائی مرتبہ کے برابر بھی نہیں ہوتا کیونکہ فقیر ذکر و مذکور کے مراتب سے فارغ ہوتا ہے۔ نور توحید میں غرق ہوتا ہے۔ یہ مراتب فنا فی اللہ اور غرق حضور کے ہیں۔ سروری قادری کو اعلیٰ' ادنیٰ' علوی' سفلی' ظاہری' باطنی تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ قرب حق اسے نصیب ہوتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ سروری قادری اسے کہتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا شاگرد ہو۔ متقی ہو اور ازل ہی سے صاحب ہدایت ہو۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ" متقیوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے' جو مہذب اور متقی ہے روز ازل ہی سے شائستہ اور متقی ہے وہ لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے۔

محمدی (ﷺ) کون ہے

واضح رہے کہ جن لوگوں کی روحوں کو جناب پیغمبر خدا ﷺ نے ازل ہی میں تعلیم دی ہے۔ وہی محمدی (ﷺ) ہیں۔ پھر جب ان کی روحیں ماؤں کے شکموں میں داخل ہوتی ہیں۔ اس وقت بھی آنحضرت ﷺ انہیں تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ **"الشقی ما فی بطن امه والسعید ما فی بطن امه"** ماں کے پیٹ ہی میں نیک بخت یا بد بخت ہوتے ہیں۔ جب وہ ماں کے پیٹ سے نیک بخت ہو کر نکلتے ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ پہلے ان کے کان میں اذان کہتے ہیں۔ بعد ازاں انہیں تعلیم و تلقین فرماتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ طالب مولیٰ اور تابع نبی ﷺ اور ولی اللہ ہوتے ہیں۔ ان سے ہمیشہ نیک کام ہوتے ہیں۔ اگر بھول کر کوئی ناشائستہ کام ان سے ظاہر ہو جاتا ہے تو خدا سے ڈرتے اور استغفار و توبہ کرتے ہیں۔ جب بالغ ہو جاتے ہیں تو پھر جناب پیغمبر خدا ﷺ خواب میں انہیں تعلیم و تلقین فرماتے ہیں اور نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ پکڑو۔ پھر فرماتے ہیں کہ تمہیں اجازت ہے۔ خلق خدا کو ہدایت کرو اور ان کی مدد کرو۔

بعد ازاں انہیں حضرت پیر شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز کے سپرد کیا جاتا ہے کہ انہیں منصب عطا ہو۔ پھر جناب پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہیں اور نعمت الٰہی عطا فرماتے ہیں اور زندگی اور موت میں انہیں اپنی نظر سے جدا نہیں کرتے۔ اسی واسطے اسے سروری قادری کا خطاب حاصل ہوتا ہے۔ میرا یہ کہنا میرے حال پر صادق آتا ہے۔ سروری قادری کی چار نشانیاں ہیں۔

اوّل: قبروں کا شاہسوار ہوتا ہے اور اسے روحانیوں کی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔

دوم: ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔

سوم: ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔

چہارم: اس کی زبان پر نص' حدیث اور تفسیر کا ذکر رہتا ہے۔

سروری قادری کا مرید بلا محنت و رنج معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے اور بے رجعت و زوال وصال اسے نصیب ہوتا ہے۔ اے ناقص و خام خیال' سروری قادری کے لیے اس کے حال کا علم ہی کافی ہے۔ میرا یہ کہنا میرے حال پر گواہ ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

مرشد دو قسم کے ہوتے ہیں

واضح رہے کہ پیر کی دو اقسام ہیں۔ ایک وہ جو مرید کے سات بال قینچی سے کترتے ہیں۔ بال کترتے ہی مرید پر عرش سے تحت الثریٰ تک کے ستر ہزار مراتب منکشف ہو جاتے ہیں۔ لوح محفوظ ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اس کی نگاہ سے مٹی سونا بن جاتی ہے۔، ماضی حال اور مستقبل کے حالات اسے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اگر وہ دیوار' پہاڑ یا درخت پر سوار ہو تو اسے گھوڑے کی طرح دوڑا سکتا ہے۔ اگر قبرستان میں جائے تو اہل قبور کی روحیں حاضر ہوتی ہیں۔ اگر خشک درخت کی طرف نگاہ کرے تو سبز ہو جاتا ہے اور اسی وقت اس میں شگوفے کھلتے ہیں اور پھل پیدا ہو کر پک جاتے ہیں۔ اگر زمین سے پانی مانگے تو پانی زمین سے نکلنے لگتا ہے۔ اگر آسمان کی طرف نگاہ کرے تو اسی وقت بادل نمودار ہو کر مینہ برسنے لگتا ہے۔ اگر پانی کی طرف نگاہ کرے تو گھی بن جاتا ہے۔ اگر ریت کی طرف دیکھے تو شکر ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ ساری باتیں نقر محمدی ﷺ اور معرفت الٰہی سے دور

ہیں اور ان کا کرنے والا فقر و معرفت سے بے نصیب ہوتا ہے۔ ایسا پیر بمنزلہ حجام ہے۔

پیر' میرے پیر حضرت محی الدین قدس سرہ العزیز کی طرح ہونا چاہیے۔ جو ہزار ہا مریدوں کو ایک ہی نگاہ سے الا اللہ کی معرفت میں غرق کر دے۔ پیر وہ ہے جو بلا ریاضت و رنج خزانہ بخش دے۔ جیسا کہ میرا پیر کرتا ہے۔ نگاہ کرتے ہی ذکر الٰہی سے دل چاک چاک کر ڈالے۔ نفس کو خاک کر دے اور روح کو پاک۔ رحمان کے موافق اور شیطان کے مخالف کر دے

باہو شد مریدش از غلامان بارگاہ — فیض فضلش میدہاند از الہ

باہو اس کی بارگاہ کے غلاموں کا مرید ہوا جس نے اللہ تعالیٰ سے اسے فیض و فضل دلایا۔

شان غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میرے پیر حضرت محی الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ"

میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

"لَا یَمُوْتُ مُرِیْدِیْ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ"

میرا مرید دنیا سے با ایمان رخصت ہوتا ہے۔

قادری طریق معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ سے مشرف ہونے کا سلسلہ قیامت تک سینہ با سینہ' نظر بہ نظر' توجہ بہ توجہ' ذکر بہ ذکر اور معرفت بہ معرفت اس طرح جاری رہے گا۔ جیسا کہ دریا بہتا ہے

ہر کہ گوید نام مرگش خوش پیغام — از مرگ حاصل شود وصلش تمام

جو شخص اسم اللہ ذات کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے لیے موت ایک اچھا پیغام ہے کیونکہ موت سے اسے پورا پورا وصل ہوتا ہے۔

مرگ طالب قادری راراہبر — می برد وحدت حضوری حق نظر

قادری طالب کی موت راہبر ہے۔ وہ اسے حضوری و وحدت حق میں لے جاتی ہے۔

زیر خاکش تن بود روح راز رب — می در آید درخموشی با ادب

اس کا بدن خاک تلے ہوتا ہے۔ لیکن روح سر الٰہی میں خاموشی سے با ادب حاضر رہتی ہے۔

در لا مکانم روح قالب زیر خاک — احتیاجے نیست روضۂ جان پاک

قالب خاک تلے ہوتا ہے اور روح لا مکان میں ہوتی ہے۔ جان پاک کے لیے روضہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

گر قبر گمنام بے نام و نشاں — جسم را با خود برندور لا مکاں

ایسے لوگوں کا نہ نام و نشان ہوتا ہے نہ قبر۔ وہ جسم کو اپنے ساتھ لا مکان میں لے جاتے ہیں۔

باہوا ھُو اسم اعظم متصل — اہل اعظم چوں نماند زیر گل

اے باہو' ہو اسم اعظم ہے۔ صاحب عظمت مٹی تلے کب رہ سکتے ہیں۔

بے حجابم درصوابم غرق نور — احتیاجے نیست مارا با ظہور

میں بے حجاب اور غرق نور رہوں۔ ہمیں ظہور کی ضرورت نہیں۔

ہر کیے داندمرا باطن تمام — با انبیاؤ اولیاؤ ہم کلام

جو شخص خدا کو ایک جانتا ہے اور باطن میں مکمل ہے۔ وہ انبیاء اور اولیاء سے ہم کلام ہوتا ہے۔

گرندانند مردمان اہل بہشت — کے بہ بیند جاہلاں روئے بہشت

اگر بدی و برائی والے لوگ اس بات کو نہ سمجھیں تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ جاہل لوگ بہشت کا چہرہ کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ کسی قادری کا کوئی مرید جاہل نہیں ہوتا۔ اسے ظاہری باطنی علم کی جمعیت حاصل ہوتی ہے

جمعیت جمالش مشرف محمد ﷺ — مشرف محمد ﷺ زعلم جمعیت

قادری مرید کو جمعیت ہوتی ہے اور علم جمعیت کے سبب حضوریٔ محمد ﷺ سے مشرف ہوتا ہے۔

اہل معرفت ہمیشہ نور حضور کے مشاہدہ میں غرق رہتے ہیں

واضح رہے کہ کامل علماء اور ان کے شاگردوں کو ہر رات یا جمعہ کی رات کو یا مہینے یا سال میں ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن بعض جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ علمائے حافظ کا ادب کیا کرو۔ اہل معرفت صاحب قرب ہمیشہ نور حضور ﷺ کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے اور واصل فقیر ولی اللہ ہوتا ہے۔ جو اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے کبیرہ گناہ حرام ہے۔ بلکہ اگر اس سے سرزد ہو تو اس کا سب کچھ سلب ہو جاتا ہے۔ غیر حق کی طرف رجوع کرنا ہوائے نفسانی کا نتیجہ ہے۔ کشف و کرامات فرشتہ مؤکل کے ساتھ ہم کلام ہونا اور طبقات کی سیر و طیر یہ سب کچھ دہقانی غوث و قطب کے مراتب ہیں۔ ان مراتب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی: "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" (۶-۷۹)

میں نے اپنا رخ یکسو ہو کر زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف کیا ہے اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی طلب کرنا یا اس میں مشغول ہونا غلط اور غضب کا راستہ ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ سے یہی مراد ہے

حی قیوم پیش تو قائم　　　تو گرفتار مرداں دائم

حی قیوم تو تیرے روبرو کھڑا ہے۔ لیکن تو ہمیشہ لوگوں میں مشغول ہے۔

فقیر عارف باللہ ولی اللہ کے لیے اللہ کافی ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: "حَسْبِیَ اللّٰهُ" اے احمق! غیر حق سے آنکھ اٹھا لے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی"

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

شو فنا فی اللہ باقی با خدا　　　شرک و کفر و از نفاق باز آ

شرک کفر اور نفاق کو چھوڑ کر فنا فی اللہ اور باقی باللہ ہو۔

یکتا ہونا اور ہمیشہ وحدانیت میں غرق ہونا۔ جس پر دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالٰی اپنی جان کو چھوڑ کر اوپر آ جا' صادق آئے۔ سروری قادری کا مرتبہ ہے۔ جو ظاہر میں شریعت کا پابند اور باطن میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم جلیس ہے۔ اس کے لیے مجلس محمدی ﷺ سے خوش آمدی مرحبا اور جزاک اللہ فی الدارین خیرا کی آواز آتی ہے

غلط را بگذار وحدت راہ گیر　　　تا شوی از اولیاء عارف فقیر

طریقہ قادری

قادری طریقہ دو طرح کا ہے۔ ایک سروری قادری' دوسرا زاہدی قادری' سروری قادری صاحب تصور طالب اللہ کو جب اسم اللہ ذات کے حاضرات کی تعلیم و تلقین سے سرفراز کرتا ہے۔ پہلے ہی دن اس کے مراتب اپنے برابر کر دیتا ہے۔ جس سے طالب لا یحتاج اور بے نیاز ہو کر حق پر نظر رکھتا ہے۔ اس کی نگاہ میں سونا اور خاک برابر ہوتے ہیں۔

دوسرا طریقہ زاہدی قادری' بارہ سال اس طرح ریاضت کرے کہ اس کے پیٹ میں کھانا نہ جائے۔ بارہ سال بعد حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں جائے پھر وہ مجذوب سالک یا سالک مجذوب بنتا ہے۔ لیکن سروری قادری محبوب ہوتا ہے

شد حضوری معرفت از اسم ذات　　　اسم اعظم یافتم واز ہر آیات

اسم ذات سے حضوری معرفت حاصل ہوتی ہے۔ مجھے تو ہر آیت سے اسم اعظم ملا ہے۔

ہر کہ آید در مطالعہ راز رب　　　با خموشی دائمی صاحب ادب

جو شخص سر الٰہی کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ خاموش اور باادب ہوتا ہے۔

ابتداء و انتہاء صاحب حضور　　　ابتداء و انتہاء درغرق نور

وہ ابتداء اور انتہاء میں صاحب حضوری اور غرق فی النور ہوتا ہے۔

بے حضوری نور ناری راہزن — با حضوری نور عارف درامن

جسے حضوری نور نہیں وہ ناری اور راہزن ہے۔ حضوری نور سے عارف امن میں ہوتا ہے۔

ایں طریقت مشکل است مشکلکشا — شد نصیب عارفاں باطن صفا

یہ مشکل اور مشکل کشا طریقہ صاف باطن عارفوں کو نصیب ہوتا ہے۔

مردہ دل را نیست راہے قدم دم — پیشواء اودنیا شد صدبت صنم

مردہ دل اس راستے میں بھی قدم نہیں رکھتا اس کا پیشوا دنیاوی سینکڑوں بت ہیں۔

تن بود بادنیا دل شد با خدا — عارفاں را ایں چنیں حق رہنما

عارف لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ بدن دنیا میں ہوتا ہے اور دل خدا میں مشغول ہوتا ہے۔

فقیر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مشاہدہ

واضح رہے کہ فقیر فنا فی اللہ' بقا باللہ اسرار روحانی کا مشاہدہ اور روحانیوں سے ملاقات کرتا ہے اور اسے قرب وحضور حاصل ہوتا ہے۔ اسے معراج محبت ہوتا ہے۔ یہی باتیں معرفت کی بنیاد ہیں۔ نیز اسے توحید سبحانی کے تمام ابتدائی اور انتہائی مراتب تصور' تفکر' تصرف' توجہ اور توکل وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کی مشق سے ہر قسم کا حضوری ذکر اور کلمات ربانی کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ جب تفکر کی انگلی سے دل پر اسم اللہ ذات کا نقش لکھتے ہیں تو حسب ذیل علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔ "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا" آدم کو ان سب کے نام سکھائے۔ "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○" (۹۶-۱تا۵) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ "اَلرَّحْمٰنُ ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ" وہ ذات رحمٰن ہے جس نے سکھایا قرآن۔ پیدا کیا انسان اور پھر اسے بیان سکھایا۔ "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ

اٰدَمَ" ہم نے بنی آدم کو معزز کیا۔ "اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً" میں روئے زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ "وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" (۷۳-۸) اپنے پروردگار کا نام یاد کر اور با خدا ہو جا جیسا کہ حق ہے با خدا ہونے کا۔ "وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى" اور اپنے پروردگار کا نام یاد کر اور نماز پڑھ۔

علم دو قسم کا ہے

۱۔علم معاملہ ۲۔علم مکاشفہ۔ علم مکاشفہ سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ علم معاملہ علم مکاشفہ ہی میں آ جاتا ہے کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور سے بے حجاب قطب الاقطاب بن جاتا ہے اور ظاہری باطنی علوم میں سے ہر ایک میں کلمۃ الحق اختیار کرتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: "قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا" (۱۸-۱۰۹) کہہ دے اگر کلمات ربی لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں تو کلمات ربی ختم ہونے سے پیشتر ہی سمندر ختم ہو جائیں۔ خواہ ان جیسے اور سمندر بطور سیاہی استعمال کریں۔

اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے نفس پاکیزہ' دل صاف اور روح چمکدار ہو جاتی ہے اور تجلّیٔ سِرّ حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا قالب قلب کا لباس' قلب روح کا لباس اور روح سِر کا لباس پہنتی ہے۔ جب یہ سب ایک ہو جاتے ہیں تو وجود میں سے بری صفات نکل جاتی ہیں۔ ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ بعد ازاں "وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ" اور اس میں مَیں نے اپنی روح پھونک دی' کا علم حاصل ہوتا ہے۔ پہلے پہل آدم علیہ السلام کے وجود میں روح داخل ہوئی اور داخل ہوتے ہی اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو بندہ اور پروردگار کے درمیان کوئی پردہ نہ رہا۔ اگر قیامت تک بھی کوئی پردہ ان کے درمیان نہ رہے تو بھی اسم اللہ کی کنہ (تہہ' حقیقت) کو نہ پہنچ سکے گا

ہر چہ خوانی از اسم اللہ بخواں — اسم اللہ باتو ماند جاوداں

جو کچھ تو پڑھنا چاہتا ہے۔ اسم اللہ سے پڑھ اسم اللہ تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

جوفقیر ظاہری علم سے دوستی نہیں رکھتا اور باطنؒ میں سے مجلس نبوی ﷺ میں جگہ نہیں ملتی وہ خارج ہے۔

جو عالم کامل فقیر سے فیض نہیں اٹھاتا وہ معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے

جو عالم ظاہر و باطن میں کامل فقیر سے معرفت الٰہی اور ذکر اسم اللہ طلب نہیں کرتا وہ آخر کار معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طلب کے بغیر دنیاوی محبت دل سے دور نہیں ہوتی اور اسم اللہ کے بغیر دل سے سیاہی' کدورت' زنگار' خطرات اور شرک و کفر نہیں نکلتے

از دل بدر کن ہمہ خطرات را — تابیابی وحدت حق ذات را

تو دل سے خطرات نکال دے۔ تا کہ تجھے ذات حق کی وحدت نصیب ہو۔

حدیث: "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ مِنْ خَیْرِ عَمَلِہٖ" واقعی اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اعمال کی طرف نہیں دیکھتا' وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوا کرتی ہے

دل یکے نظر گاہ سبحانی — خانۂ دیو را چہ دل خوانی

دل تو اللہ تعالیٰ کی نظر گاہ ہوتا ہے تو شیطان کے گھر کو دل کیسے کہہ سکتا ہے۔

اسم ذات کے تاثرات

اسم اللہ ذات کے تصور بغیر دل سے خطرات خناس اور شیطان دفع نہیں ہوتا۔ خواہ ساری عمر ہی عربی کا معلم اور فقہ کے مسائل پڑھتا رہے اور خواہ ساری عمر عبادت اور وظائف میں صرف کرے۔ خواہ کثرت ریاضت سے اس کی پیٹھ کبڑی ہو جائے اور وجود بال کی طرح باریک ہو جائے۔ لیکن اسی طرح تاریک رہتا ہے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ خواہ سر پتھر پر پٹکتا رہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق کرنے والا بے مشقت معشوق اور

بے محنت محبوب ہوتا ہے۔ اسے عمدہ مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ تمام دلوں کا پیارا ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصرف اور تصور سے خلق اللہ کے لیے فیض بخش ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر کسی زمین میں خزانہ گڑا ہوا ہو تو اس زمین کو اس خزانے کا کیا فائدہ تاوقتیکہ اس خزانے کو خرچ نہ کیا جائے۔ وہ مفید نہیں ہو سکتا۔

تیغ کجا داند ذوق کباب — شیشہ چہ آگاہ زبوئے گلاب

یہی کیفیت دل کی اپنے ملک ولایت میں ہوتی ہے۔ انسان وہ ہے جو یہ سمجھے کہ میں ماں کے شکم سے خالی ہاتھ آیا اور اب دنیا سے خالی ہاتھ جاؤں گا۔ صرف وہی طالب حق' حق ہی لایا اور حق ہی لے جائے گا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی خواہش نہیں کی۔ وہ شخص زندہ دل ولی اللہ ہے۔ گو لوگوں کی نظروں میں وہ مر جاتا ہے۔ لیکن دراصل وہ زندہ ہوتا ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ" اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ (۶-۹۴)

اعمال ظاہری سے دل پاک و صاف نہیں ہوتا

اعمال ظاہری سے دل پاک اور صاف نہیں ہوتا۔ جب تک اعمال باطنی نہ کئے جائیں۔ مطلب یہ کہ اعمال ظاہری یعنی ذکر' فکر' تلاوت' ورد وظائف' نفل' نماز' روزہ کے ذریعہ عرش سے تحت الثریٰ تک کے طبقات کی سیر و طیر حاصل تو ہو جاتی ہے۔ لیکن اس میں قبض' بسط' سکر' سہو اور نفسانی' شیطانی اور دنیاوی حوادثات و پریشانیاں ضرور ہوتی ہیں۔ ان سلب ہو جانے والے درجات کا کیا اعتبار ہے۔ مرد وہی ہے جو فنا فی اللہ ہو۔ عین بعین تماشا دیکھتا ہو۔ باقی باللہ اور معرفت الٰہی میں مستغرق ہو۔ ظاہر شریعت میں ہوشیار اور باطن میں جاں نثار اور قاتلِ نفس ہو۔

اے ناقص و نابکار! یہ ہے مردان خدا کا طریقہ۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَسَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا" (۱۹-۱۵) اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن وہ زندہ اٹھایا جائے گا" اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے سر سے پاؤں تک سارا وجود اور دل ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح صابن اور پانی

سے پلید اور ناپاک کپڑا پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے قالب اور قلب دونوں اس طرح زندہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے رحمت کی بارش سے خشک گھاس ہری ہو جاتی ہے اور سبزہ زمین سے اگتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے بدن کا ہر ایک بال اسم اللہ کا ذکر کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ ہر بال سے یا اللہ یا اللہ کی آواز نکلتی ہے اور ذاکر عمر بھر شیطان سے بچا رہتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والا دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے۔ اس کی قبر اس کے لیے خلوت خانہ اور خواب گاہ بن جاتی ہے۔ منکر نکیر اس سے باادب پیش آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ مرحبا' خوش آمدی' اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق راز راہ ہے۔ اس کی مشق کرنے والا ہر ایک نبی علیہم السلام اور ولی کی روح سے ملاقات کرتا ہے۔ بعض جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ جو جانتے ہیں وہ ولی اللہ ہیں۔ وہ ذکر جلالیت وجد اور حال میں جوش وخروش کرتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ اپنے آپ کو قبائے الٰہی تلے چھپائے ہوئے ہیں۔ "اِنَّ اَوْلِيَائِىْ تَحْتَ قَبَائِىْ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِىْ" میرے اولیاء میری قبا تلے ہیں انہیں میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اسم اللہ ذات کی مشق اور تصور سے دوزخ کی آگ ستر سالہ راہ کے برابر بھاگ جاتی ہے اور ستر سالہ راہ کے برابر بہشت استقبال کے لیے آتی ہے۔

اسم اللہ ذات کی مشق اور تصور کی قسمیں

اسم اللہ ذات کے تصور اور مشق والے چھ قسم کے ہوتے ہیں۔ اول اسم اللہ دوم اسم للہ سوم اسم لہٗ چہارم اسم ھوٗ پنجم اسم محمد ﷺ اور ششم اسم کلمہ طیب لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُــوْلُ اللّٰهِ جب ان چھ میں محو ہو جاتا ہے تو اس کا ہر ایک گناہ اسم اللہ کے نور میں چھپ جاتا ہے۔ یہ مراتب اس جامع سروری قادری مرشد سے پہلے ہی روز نصیب ہوتے ہیں جو خود اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے درجے کو پہنچا ہوا ہے اور وہی مرشد "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ" اور "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" اسے کہتے ہیں جس نے موت کے تمام مراتب ومراحل زندگی میں طے کر لیے ہوں۔

زندگی اور موت کے مراتب کیا ہیں۔ موت کے مراتب یہ ہیں۔ جاں کنی' حساب' عذاب' ثواب' پل صراط سے گزرنا' بہشت میں داخل ہونا' جناب پیغمبر خدا ﷺ کے دست مبارک سے حوض کوثر میں سے ساغر پینا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پانچ سو سال رکوع میں اور پانچ سو سال سجود میں پڑے رہنا۔ پھر حضرت محمد ﷺ کی متابعت کی صف میں کھڑے ہو کر جس میں روحانی کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ومعزز ہونا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے یہ تمام مراتب جامع مرشد اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کے دکھا دیتا ہے۔ جامع سروری قادری مرشد صاحب شریعت اور کلمہ طیبہ کے سلوک سے واقف ہوتا ہے۔ جو شک کرے وہ منافق اور بے دین ہے۔

نیز مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اسے کہتے ہیں جس کا قلب ذکر الٰہی کے نور سے زندہ ہو' نفس مردہ ہو اور وہ توجہ باطنی سے کافر کو کفر سے نکال دین محمدی ﷺ میں لا کر ایسا زندہ کرے کہ پھر وہ مردہ کفر میں قدم نہ رکھے۔ یہ بات ان اولیاء کو بھی نصیب ہوتی ہے۔ جن کے بارے میں "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَـآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" (۱۰-۶۲) خبردار اولیاء اللہ کو نہ ڈر ہے' نہ غم' وارد ہے۔

اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات پاک ہے اور کلمہ طیبہ بھی پاک ہے جو شخص ان طاہر و طیب کو طے کر لیتا ہے۔ وہ نور ذات کی تجلیات میں غرق ہو جاتا ہے۔ حضوری مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اس کا نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ دل اور روح زندہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسم اور جسم جب ایک ہو جاتے ہیں تو باطن نور سے پُر ہو جاتا ہے اور وجو بخشتا ہے

ؔ جسم چوں اسم اللہ گشت طی غرق فی اللہ راز رحمت شد بحی

جسم جب اسم اللہ کو طے کر لیتا ہے تو مرد رحمت الٰہی میں غرق ہو کر زندہ ہو جاتا ہے۔

اردو بردیش جسم باجسم نگار باوجودش پختہ گردد پائدار

جسم کو جسم سے اور رو برو ہوتی ہے۔ اس سے وجود پختہ اور پائیدار ہو جاتا ہے۔

شد وجود موجود باز آں کنہ کن — لائق وحدت شود فقرش زکن

وجود جب موجود ہو جاتا ہے اور اسے کنہ کی کن معلوم ہو جاتی ہے تو وحدت و فقر کے لائق ہو جاتا ہے۔

ایں عطا از مرشد جامع کرم — ہر کہ راہ طے براند نیست غم

یہ بات جامع مرشد سے عطاء ہوتی ہے جو طے کا راستہ جانتا ہے اسے کوئی غم نہیں۔

در تصور غرق وحدت بیشمار — نقش بانقاش خوش ہیں اعتبار

غرق وحدت کے تصور میں بے شمار نقش مع نقاش دکھائی دیتے ہیں۔

شد وجود نور با تاثیر نور — انتہائے فقر انیست باحضور

نور کی تاثیر سے وجود ہی نور ہو جاتا ہے۔ فقر کی انتہاء حضور ہے۔

حدیث اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کی تفسیر

واضح رہے کہ "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ" کے فقر و معرفت میں مرشد جامع اسرار عالم فاضل، عارف کامل، مکمل و اکمل، صاحب تحصیل علم توحید اور منتہی وہ شخص ہے جو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے بغیر ذکر و فکر اور بے ریاضت و رنج ایک دم میں ایک ہی قدم پر طالب اللہ کے تمام مطالب پورے کرے اور یہ وہی شخص کر سکتا ہے۔ جس کے عمل میں حسب ذیل طے اور تصور ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی ننانوے طی ہیں اور ننانوے تصور اور الف سے ی تک کے تیس حرفوں کے تیس تصور ہیں۔ اسم اللہ، اسم للہ، اسم لہ اور اسم ہو کے چار تصور طے اور چار تصرف ہیں۔ اسم محمد ﷺ کا ایک تصرف، ایک طے اور ایک تصرف ہے اور کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف کے چوبیس تصور، چوبیس طے اور چوبیس تصرف ہیں۔ یہ معما نص اور حدیث کے موافق ہے۔ جو شک کرتا ہے وہ کافر اور بے دین ہے۔ جو مرشد جامع ان کے طی کے طلسمات کو انسان کے وجود سے معما کا قفل توحید کلمہ کی چابی سے ایک لحظہ

میں توڑ دے اور ہر ایک طی، تصور اور تصرف دکھلا دے وہی مرشد عارف اور صاحب وصال ہے۔ نہیں تو اسے مرشد نہیں کہہ سکتے۔ وہ ناقص اور خام خیال ہے۔ جو شخص سرود سے دوستی رکھتا ہے۔ وہ دجال ہے۔ مجھے یہ اعلیٰ مرتبے اور بڑی سعادت شریعت پر چلنے اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری سے نصیب ہوئے ہیں۔ جو شک کرے وہ منافق اور گمراہ ہے۔

علم معرفت اور ذکر الٰہی کی توصیف

لوح محفوظ است لوح از دل رقم — ایں مطالعہ عارفاں علم ختم

لوح محفوظ کا مضمون لوح دل پر لکھا ہے۔ یہ مطالعہ عارفوں کو نصیب ہوا ہے۔

ہر کرا ذکرش کشاید روح و دل — از وجودش مے برآید ہر جہل

جس شخص کا دل اور روح ذکر سے کھل جائے۔ اس کے وجود سے ہر قسم کی جہالت نکل جاتی ہے۔

جاہلاں را سخت علمے از خدا — بد ہوائے نفس گویند سر ہوا

جاہلوں کو خدا سے کوئی علم نہیں ہوتا۔ وہ ہوائے نفسانی اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہوتے ہیں۔

جعل جاہل خوار تر سرگس بر — فعل از خود خود بمیرند بے خبر

جاہل لوگ گبریلے کی طرح گوبر پر جاتے ہیں۔ وہ خود بخود بے خبری میں مر جاتے ہیں۔

طالب مولیٰ بود طلب از علم — اہل عالم را نباشد ہیچ غم

طلب مولیٰ علم کا طالب ہوتا ہے۔ اہل علم کو کوئی غم نہیں ہوتا۔

با خبر شیطان وز نفس بکشف — عارفاں را شد مقام در بہشت

باخبر آدمی شیطان اور نفس کو قتل کرتے ہیں۔ عارفوں کو بہشت میں جگہ ملتی ہے۔

علم دانی چیست جنت انجمن — از علم جوہر بود از کان تن

تجھے معلوم ہے علم کیا ہے۔ یہ بہشت کی انجمن ہے۔ علم بمنزلہ جوہر ہے اور بدن بمنزلہ کان۔

علم مونس یار باغم خوار بر　　　عالماں را علم بہ از سیم و زر

علم دوست یار اور غم خوار ہوتا ہے۔ عالموں کے لیے علم سونے چاندی سے بہتر ہے۔

مطلب یہ کہ عالم فقیر کا انجام معرفت ہے۔ فقیر وہ ہے جو تصرف میں اٹھارہ ہزار خاص و عام عالم لے آئے۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا ہے۔ یہ ناقص اور ادھورے کے مراتب ہیں۔ فقر کی انتہاء خواہشات نفسانی سے گزر کر فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہونا ہے۔ اس کا باطن نور معرفت سے معمور ہوتا ہے اور وہ عین بہ عین مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ اس فقیر کے مراتب ہیں جسے قرب حضور اور حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو۔ ان مراتب کو اہل نفس اور طالب دنیا کیا جانیں۔

فقر کے حقائق و مراتب

ہر کہ از خود گم شود بیند چہ چیز　　　نور بانورش رسد اے بے تمیز

جو شخص اپنے آپ سے گم ہوتا ہے وہ کیا دیکھتا ہے اے بے تمیز وہ نور سے مل کر نور ہو جاتا ہے۔

ہر کہ از خود گم شود از خود فنا　　　با خدا وحدت رسد گردد بقا

جو شخص از خود فانی ہوتا ہے۔ اسے خدا کی وحدت حاصل ہوتی ہے اور بقا باللہ ہو جاتا ہے۔

ہر کہ از خود گم شود آنجا چہ ہست　　　در مقامے غرق وحدت با الست

جو شخص اپنے آپ سے گم ہو جاتا ہے وہ وحدت میں غرق اور مست الست ہو جاتا ہے۔

فقر را راہے بود زاں کنہ کن　　　عاقلاں رابس بود ایں یک سخن

فقر کو کنہ کن کا راستہ معلوم ہوتا ہے۔ داناؤں کے لیے صرف یہی ایک بات کافی ہے۔

دل فقر در نظر اللہ پاک ذات　　　دل کہ باشد نظر اللہ چاک چاک

فقر کے دل میں اللہ ذات پر نگاہ ہوتی ہے۔ جس دل پر اللہ کی نگاہ ہو وہ چاک چاک ہو جاتا ہے۔

دل بگریاں جان بریاں جگر خوں　　　بر زباں ہرگز نیاید حرف چوں

ان کے دل روتے ہیں جان جلتی ہے جگر خون ہوتا ہے۔ لیکن وہ اف تک نہیں کرتے۔

فقر را ہر روز شد یوم الحشر　　　با حسابش عرصہ گاہ در نظر

فقر کیلئے ہر ایک دن یوم الحساب ہے۔ وہ ہر وقت میدان حساب کو دیکھتا رہتا ہے۔

فقر را باسہ نشاں باید شناس　　　غرق وحدت رفتہ از خود بالباس

فقر تین باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ از خود رفتہ ہو کر وحدت میں غرق ہوتا ہے۔

فقر بار بس گراں وز جاوداں　　　فقر را برد اشتن فقرش بجاں

فقر بہت بڑا بوجھ ہے۔ فقر کا اٹھانا سخت مشکل ہے۔

ہر کہ فقرش بار بر دلدار بر　　　فقر را احمق چہ داند گاؤ خر

انسان وہی ہے جو فقر کا بوجھ اٹھائے۔ احمق لوگ جو بمنزلہ بیل اور گدھے کے ہیں وہ فقر کو کیا جانیں۔

از ملامت فقر ملکے یافتہ　　　از ملامت فقر خلقے یافتہ

فقر کی ملامت سے ملک ملتا ہے۔ فقر کی ملامت سے خلق ملتا ہے۔

باہو ار بر دار تسلیم ورضا　　　دل سلیمے گشت حاضر مصطفیٰ ﷺ

اے باہو! تو تسلیم و رضا کو اٹھا۔ سلیم دل مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے۔

اسم اللہ ذات کی مشق سے اگر معرفت الٰہی منکشف ہو تو ایک ساعت میں ہو جاتی ہے۔ اور اگر نہ ہو تو خواہ ساری عمر توجہ سے اس کی مشق کرتے رہیں نہیں ہوتی اسم اللہ ذات ایک طاعت ہے۔ جو یہ طاعت اختیار کرتا ہے۔ وہ انتہائی مطلب حاصل کر لیتا ہے۔

مرتے دم تک ضرور واصل ہو جاتا ہے۔

حدیث: "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"

موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

حدیث: "من مات فی حب اللہ فقد مات شہیدًا"

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت میں مرتا ہے وہ شہیدوں کی موت مرتا ہے۔

فقر کا درجۂ اعلیٰ

واضح رہے کہ عالم' ولی' ذاکر' صاحب مراقبہ و مکاشفہ' صاحب محاسبہ و محاربۃ عارف' واصل' صاحب قرب و مشاہدہ' صاحب نور و حضور' صاحب دعوت' ابدال' اوتاد' اخیار' غوث' قطب' درویش اور صاحب سیر و طیر میں سے ہر ایک کا مرتبہ حرص و ہوا سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ساری باتیں فقر کے ابتدائی مرتبہ کی بھی برابری نہیں کر سکتیں کیونکہ فقر ان تمام مراتب کو پس پشت ڈال کر واحدانیت الٰہی میں غرق ہوتا ہے۔ یہ تمام مراتب فیض باللہ فقیر کی ایک نگاہ سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ فقر کا درجہ وہی شخص جانتا ہے۔ جس نے فقر محمدی ﷺ حاصل کیا ہو اور عین حضوری میں غرق ہو۔ مذکورہ بالا مراتب میں سے ہر ایک مرتبہ لفظ فقر کے ایک ہی حرف سے حاصل ہو سکتا ہے

از اں حرفے بشرف مصطفیٰ است   نوشتہ در دلم سرّ اللہ است

اس کا ایک ایک حرف مصطفیٰ کے شرف سے ہے۔ میرے دل میں سر الٰہی لکھا ہوا ہے۔

نہ در دل کاغذ و قطرہ سیاہی   دل پر نور از رحمت الٰہی

دل میں نہ کاغذ ہے نہ قطرۂ سیاہی' دل رحمت الٰہی سے پُرنور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت دل میں سما سکتی ہیں کیونکہ دل رحمت و فضل سے وسیع ہے۔ جس دل میں رحمت و فضل نہیں سما سکتے۔ وہ دل نہیں بلکہ وہ ناپاک اور غلیظ خون اور گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ قلب تو اسے کہتے ہیں جو دونوں جہان کے احوال سے باخبر ہو اور صاحب ادراک ہو

ہر کہ طالب شد محمد ﷺ یافت حق   خاکبوسی اوکند جملہ خلق

جو طالب محمد ﷺ ہوتا ہے۔ وہ حق کو پا لیتا ہے تمام خلقت اس کے پاؤں چومتی ہے۔

از محمد ﷺ یافت باہو آنچہ یافت   روز ازلش جاں تصرف خویش یافت

باہو کو جو کچھ ملا ہے محمد ﷺ سے ملا ہے۔ روز ازل میں اپنی جان پر تصرف کیا۔

پیر مرشد آنکہ نبرد در حضور   پیر مرشد نیست ایں اہل الغرور

جو پیر و مرشد صاحب حضوری نہ ہو وہ پیر مرشد نہیں صاحب غرور ہے

ماسوائے اللہ جو کچھ ہو دل سے دور کرو

واضح رہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے۔ اس کو دل سے مٹا دو۔ ابتداء و انتہاء حضوری راہ ہے۔ حق پر ہمیشہ نگاہ ہے۔ بغیر حضوری یہ راہ سراسر خوف و خلل ہے۔ اس واسطے کہ جو شخص نفس و شیطان پر غالب آتا ہے اور مراتب حضور سے باخبر ہو وہ جمعیت کا جوہر بخشتا ہے۔ مطلب یہ کہ زندگی میں کفر و شرک سے نجات' عارف باللہ' محبوب سبحانی' شیر یزدانی' پیر دستگیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز دلا سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ ہر روز اپنے تین ہزار مریدوں کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت میں غرق کرتے ہیں۔ جو سب کے سب "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ" کے مرتبے پر پہنچ جاتے ہیں اور دو ہزار مریدوں کو مجلس نبوی ﷺ کی حضوری سے مشرف فرماتے ہیں۔ اس قسم کا سلک سلوک حضوری باطنی توجہ سے اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ کے ذکر ضرب سے قادری طریقہ میں سلسلہ بہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور دونوں جہان پر آفتاب کی طرح روشنی ڈالتا رہے گا اور فیض بخشتا رہے گا۔

شد مرید از جان باہو دل صفا   خاکپائے سرمہ کشد در چشم جا

باہو صاف دل ہو کر دل و جان سے مرید ہوا اور خاک پا کو آنکھوں کا سرمایہ بنایا۔

قادری مرید کے مراتب

واضح رہے کہ باقی کے طریقوں میں ظاہر و باطن میں ورد وظائف میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن قادری طریق میں ظاہر و باطن الا اللہ کے قرب و معرفت اور حضوریٔ مجلس نبوی ﷺ میں غرق رہتے ہیں۔ انہیں وصال کے حسب ذیل چار مراتب حاصل ہوتے ہیں۔

چنانچہ زبان زبان سے' دل دل سے' قلب قلب سے' روح روح سے' سر سر سے' مشاہدہ مشاہدہ سے' معرفت معرفت سے' نور نور سے' قرب قرب سے' جمعیت جمعیت سے اور حضور حضور سے جواب باصواب حاصل کرتا ہے۔ قادری مریدوں کے لیے توحید بمنزلہ چابی ہے۔ جو ہر وقت ان کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ قادری تقلید سے ہزار بار استغفار کرتے ہیں کیونکہ قادری طریقہ میں مقلد اور تقلید کی گنجائش نہیں۔ اس واسطے کہ چڑیاں شہبازوں کے پاس کب بیٹھ سکتی ہیں۔ طالب کو معرفت الٰہی اور وصال کا ابتدائی اور انتہائی علم حاصل کرا دینا آسان ہے۔ لیکن دریائے معرفت میں غرق ہو کر اپنے آپ سے فانی اور اللہ تعالیٰ سے باقی ہونا بہت مشکل ہے

غرق دریا راچہ آرائی خطاب
چوں جناب از خود تہی شد گشت آب

جو دریائے محبت میں غرق ہوتا ہے۔ اسے خطاب کی کیا ضرورت' جب بلبلہ اپنا آپ چھوڑ دیتا ہے تو پانی ہو جاتا ہے۔

فقیر مرشد کامل مکمل جامع الہدیٰ عارف خدا وہ شخص ہے۔ جو طالب اللہ کو اسم اللہ' قرآنی آیات' اسمائے حسنیٰ' اسم اعظم محمد سرور کائنات ﷺ اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات سے بلا ریاضت و رنج ایک لحظہ کے اندر تمام ابتدائی اور انتہائی مقاصد و مقامات دکھائے اور حاصل کرائے اور پانچ عقل' پانچ علم جن میں سے ہر ایک علم میں پچاس ہزار علم ہیں۔ پانچ حکمتیں جن میں سے ہر ایک میں پچاس لاکھ حکمتیں ہیں۔ پانچ ذکر جن میں سے ہر ایک ذکر میں پچاس کروڑ ذکر ہیں۔ پانچ خزانے جن میں

سے ہر ایک خزانہ میں چالیس ہزار خزانے ہیں اور پانچ مقامات دکھائے اور دلائے اور تمام مقامات اس پر منکشف کرے۔ چنانچہ وہ مقامات حسب ذیل ہیں۔

مقام ازل' مقام ابد' مقام دنیا' مقام عقبیٰ اور مقام معرفت مولیٰ' بعض طالب اللہ ان مراتب و مقامات کو دیکھ کر محجوب ہو جاتے ہیں۔ بعض دیوانہ و مجذوب اور بعض مسلوب و مردود اور بعض کو مرتبہ کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ سروری قادری مرشد پہلے ان طالب کو معرفت الٰہی تک پہنچاتا ہے اور گناہوں سے باز رکھتا ہے۔ ایسا مرشد ہی کامل ہوتا ہے۔ ناقص مرشد سے تو تلقین حاصل کرنا حرام ہے۔ اے خام! یہ ہیں عارفوں کے مراتب۔

واضح رہے کہ صاحب قلب کو قلب سے سات فتوح حاصل ہوتی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک فتح میں ستر ہزار فیض روشن ہوتے ہیں۔ ان کو وہی شخص جانتا ہے جو ان فیضوں کی روشنی میں آئے۔ اس مقام پر پہنچ کر طالب کو رجعت اور سلب کا اندیشہ نہیں رہتا۔

تجلیات کی اقسام

واضح رہے کہ تجلیات چار طرح کی ہیں۔ تجلی ذاتی' تجلی اسماء' تجلی حروف' تجلی ربانی۔ ان چاروں کو فیض و عطائے ذات کہتے ہیں۔ جو کچھ اسم ذات کے حاضرات سے دکھائی دیتا ہے۔ اسے توحید مطلق اور واحدانیت خدا کہتے ہیں اور یہ قرب و معرفت الٰہی کا نور ہوتا ہے۔ جو تجلی ذات میں دکھائی دیتا ہے اسے نہ تجلی ذات کہتے ہیں نہ تجلی صفات بلکہ ذات و صفات دونوں کی ملی ہوئی تجلیات کہتے ہیں۔ قرآنی آیات اور نص و احادیث کی تجلیات کو جہاد النفس کہتے ہیں۔ حروف کی تجلیات کو قلب الکشوف کہتے ہیں۔ تصور و تفکر سے مشق کرنے کے ذریعہ ہر ایک تجلی عین بہ عین دکھائی دیتی ہے۔ آنکھ بند کرنے کی حالت میں اور تجلی ہوتی ہے اور آنکھ کھلی رہنے کی حالت میں اور اپنے آپ سے گزر کر فنافی اللہ ہونا یعنی نور الٰہی کا جام پینا ہی سارا مقصد اور اصلی مطلب ہے۔ اللہ بس اور باقی ہوس۔

جو مرشد پہلے دن طالب اللہ کو معرفت الٰہی تک نہیں پہنچاتا اور اس پر منکشف نہیں کرتا۔ وہ ناقص اور لاف زن ہے

در تجلی ذات سوزم سر بہ سر سرّ اللہ — ایں تجلی ذات راہبر با خدا را ہے نما

میں سر بہ سر تجلی ذات اور سر الٰہ میں جلتا ہوں۔ یہ تجلی ذات خدا کا راستہ دکھلاتی ہے۔

از ازل تا ابد بودم غرق نور　　از ازل تا ابد باشم حضور

میں ازل سے ابد تک نور میں غرق تھا' ازل سے ابد تک میں حضوری میں ہوں۔

از ازل تا ابد بودم مست حال　　از ازل تا ابد دائم با وصال

ازل سے ابد تک میں مست تھا۔ اور ازل سے ابد تک ہمیشہ وصال میں تھا۔

از ازل تا ابد از خود شد جدا　　از ازل تا ابد بودم با خدا

ازل سے ابد تک اپنے آپ سے جدا تھا اور ازل سے ابد تک خدا کے ساتھ تھا۔

خلق وہم است جاں زجاں قالب قلب　　جان از جاں مے برآید راز رب

خلقت کو وہم ہے۔ جانؔ جان سے اور قلب قالب سے جب نکل آئے تو سر الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

ہر گناہے شد عبادت راہ من　　ہر زراہے شد آگاہی جان من

میرے راستے ایک گناہ بھی عبادت ہے۔ میری جان ہر راستے سے واقف ہوئی۔

بس مرانیم از گناہے زاں طریق　　عارفاں را راہ انیست از غریق

مجھے گناہوں کی پروا نہیں میرے لیے دو راستے کافی ہیں۔ عارفوں کا راستہ غرق فی اللہ ہونا ہے۔

باہو ہر گناہے را بسوزد آہ من　　ہر کہ از حق غافل است آں راہزن

اے باہو! میری آہ ہر ایک گناہ کو جلا دیتی ہے۔ جو شخص حق سے غافل ہے وہ راہزن ہے۔

عبادت کی قسمیں

واضح رہے کہ عبادت دو قسم کی ہے۔ ظاہری اور باطنی۔ راستے میں ہوشیار رہنا سراسر سعادت ہے اور غافل ہونا سراسر گناہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ طالب اللہ اپنی راہ کو قرآن شریف اور شریعت نبوی ﷺ کے پیش کرتا ہے۔ جس راستے سے شریعت منع کرے وہ کفر کی راہ ہے۔ جو قرآن پاک اور شریعت کے موافق اور مطابق ہو وہ برحق ہے۔ طمع' حرص' حسد' تکبر اور غرور وغیرہ بمنزلہ حجاب ہیں۔ جو ان پردوں کو اٹھا دیتا ہے۔ وہ کلام اللہ میں غرق ہو جاتا ہے اور موتی کی طرح لڑی میں پرویا جاتا ہے۔ عمل قرآن' عمل قبور' عمل اسم ذات اور عمل فنا فی اسم اللہ شریعت کے مطابق ہیں۔ شریعت بھی دو طرح کی ہے۔ ایک ظاہر دوسرے باطن' ظاہری شریعت چھلکا ہے اور باطنی مغز' اب سمجھ لو کہ ظاہری شریعت کیا ہے اور باطنی شریعت کسے کہتے ہیں۔

ظاہری شریعت تو یہ ہے۔ حدیث: "مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهٗ" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان لمبی ہوگئی۔ یعنی وہ شخص امر معروف' فقہ' نص و حدیث کے مسائل اور وعظ و نصیحت بیان کرتا ہے۔

باطنی شریعت یہ ہے۔ حدیث: "مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔ یعنی وہ شخص خفیہ ذکر میں مشغول ہوتا ہے جیسا کہ حکم ہے۔ "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً" (۷-۵۵) اپنے پروردگار کو پوشیدہ اور گڑگڑا کر یاد کرو۔ ایسا شخص معرفت الٰہی' مشاہدہ نور اور وحدانیت الٰہی میں غرق رہتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" (۱۸-۲۴) اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کر جبکہ تو اپنے آپ کو بھی بھول جائے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات والا جس طرف دیکھتا ہے۔ اسے اسم اللہ ذات کی تجلیات ہی نظر آتی ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" (۲-۱۱۵) تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے؛ اور اس کے وجود کا اندرونی حصہ سر سے پاؤں تک مجسم تجلیات ہو جاتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" وہ تمہاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے۔

جو شخص ظاہری شریعت میں پہلا قدم درست رکھتا ہے۔ اس کے لیے باطنی شریعت ظاہری شریعت ہی سے کھل جاتی ہے کیونکہ باطنی شریعت ظاہری شریعت سے باہر نہیں۔ مومن اور عارف باللہ فقیر کے لیے ظاہری شریعت اور باطنی شریعت بمنزلہ دو پروں کے ہے یا بمنزلہ دونوں پاؤں کے ہے۔

عارف کا درجہ

واضح رہے کہ عارفوں کو دلیل سے آگاہی۔ الہام سے دلیل اور لحم سے الہام ہوتا ہے۔ لحم ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جس کے متعلق یہ حدیث ہے۔ "ان فی جسد اٰدم مضغة فی فوا دوفی فوادفی قلب و قلب فی روح و روح فی سر وسر فی خفی وخفی فی انا" "بے شک انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا' قلب میں ہے' قلب روح میں ہے' روح سر میں' سر خفی میں اور خفی انا میں"

منتہی کے ان مراتب کو جمعیت ایمان کا جوہر کہتے ہیں۔ ایسے شخص کے ایمان کو زوال ہرگز نہیں ہوتا۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" خبردار! اولیاء اللہ تعالیٰ کو نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں"۔ خاتمہ بالخیر مبارک ہو۔

فقیر کس کو کہتے ہیں؟

واضح رہے کہ فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جسے قوت ظاہری کے پانچ خزانے حاصل ہوں اور قوت باطنی کے بھی پانچ خزانے اُس کے قبضہ میں ہوں۔ "اَلْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ"۔ فقر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا' محتاج فقیر تو دنیا کا بادشاہ ہوتا ہے۔

ظاہری قوت کے پانچ خزانے یہ ہیں۔

پہلا: یہ کہ اہل قبور کی دعوت کا عامل ہو۔ اہل قبور کی دعوت والا اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد ﷺ کی اجازت سے ایسا قوی ہوتا ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب حضوری کے سبب مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو اپنے قبضہ اور قابو میں رکھتا

ہے۔

دوسرا: یہ کہ آیات قرآنی اور اسم اعظم کا عامل ہو اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ باترتیب پڑھتا ہو۔ بحر قرآن کا عمل تا قیامت جاری رہتا ہے۔

تیسرا: اسم اللہ ذات کے حاضرات تمام چھوٹے بڑے موکلوں میں سے جسے بھی چاہے فوراً علم کیمیا وغیرہ غیب الغیب سے لے کر آموجود ہو۔

چوتھا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء کے حضرات سے باطن میں ہر ایک روح سے مصافحہ کرے اور انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحوں سے جو کچھ طلب کرے وہ مفصل اسے مل جائے۔

پانچواں: اسم اللہ ذات کی مشق کے غلبہ سے عرش سے تحت الثریٰ تک کے ہر طبقہ کی ذات وصفات کی سیر کر سکے۔

ان ظاہری مراتب کو اطراف الطی کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اسم اللہ ذات اسم محمد سرور کائنات ﷺ اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاضرات سے حاصل ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ کے حاضرات کی کنجی

یہ تینوں چیزیں توحید کی چابیاں ہیں۔ جب یہ حاضرات کی کنجی دل کے قفل میں داخل ہوتی ہے تو تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں اور تمام مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔ جو شخص کلمہ طیبہ کی اس کنجی سے واقف ہے اور اسے باترتیب پڑھتا ہے۔ اس سے کوئی ظاہری یا باطنی مرتبہ مخفی نہیں رہتا۔ پانچوں خزانے اور پانچوں وقت پانچ تصوروں اور پانچ تصرفوں سے اور پانچ حاضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ حاضرات مراقبہ اور حاضرات اسم اللہ ذات کا عمل اگر پوری نیت سے کیا جائے تو ہر مرتبہ ہر مکان اور ہر مجلس میں نفس و شیطان سے فارغ رہتے ہیں۔ طالب اللہ جہاں کہیں چاہے اسم اللہ ذات کے تفکر میں غوطہ زن ہو کر بجلی کے شعلہ کی طرح پہنچ سکتا ہے۔ یہی راہ اہل حضور کی ہے۔ اس سے بغیر ریاضت کے [illegible] حاصل ہوتا ہے اور بغیر مجاہدہ اور تکلیف مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اسی سے بغیر [illegible]

بغیر طلب کے طاعت نصیب ہوتی ہے۔ سلک سلوک اور طاعت باتوفیق یہی ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی :"فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ" پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اسی کو ادیام با ادیام' الہام با الہام' آگاہ با آگاہ اور دلیل با دلیل کہتے ہیں۔

اے ناقص بخیل! کاملوں کے لیے یہی رب جلیل کی راہ ہے۔ یہ طریقہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسم اللہ ذات کے تصور سے محقق ہوتا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ منافق ہے اور بے دین ہے۔ اسی کو پانچوں وقت سے پانچ خزانوں کی ظاہری اور باطنی توفیق کہتے ہیں۔ حاسد اور منافق آدمی تصوف اور معرفت کے ظاہر و باطن سے بے خبر اور اندھا ہے تو دل کی آنکھیں لا کیونکہ ظاہری آنکھیں تو گائے اور گدھے کی بھی ہوتی ہیں۔ کہیں گائے اور گدھے بھی عارف ہوتے دیکھے ہیں۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی :اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ" یہ لوگ بمنزلہ ڈھور ڈنگر ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ مومن مسلمان عالم فاضل کے لیے ابتدائی مرتبہ عبودیت ہے اور مرشد کامل اس عبودیت سے مرید کو الٰہی ربوبیت کی معرفت کرا دیتا ہے۔ جو شخص ابتداء میں عامل عالم ہے۔ وہ اخیر میں کامل فقیر ہو جاتا ہے۔ ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ مرتبہ مجلس محمدی ﷺ اور قرب حق کی معرفت قرآنی آیات کی برکت' حدیث اور شریعت سبھی کچھ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی چابی سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ ذاکر تو بہت ہیں لیکن مخلص ذاکر اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے حضوری ذاکر بہت کم ہیں۔ کامل مرشد اگر چاہے تو ایک ہی مرتبہ اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات کی مشق سے سچے طالب کو پہلے ہی دن وہ کچھ عطا کر سکتا ہے جو سالہا سال میں بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس سے اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔ اگر عطا کرے تو تمام پوشیدہ معرفت الٰہی بخش دے۔ حدیث:"مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ. جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔" یہ مراتب اہل توحید کے ہیں۔ اہل تقلید اس سے بہت دور ہیں۔

اللہ بس باقی ہوس

کامل فقیر کی تعریف

کامل فقیر وہ ہے جو ظاہر و باطن میں صاحب خزانہ' صاحب تصور اور صاحب تصرف ہو اور جس میں پوری قوت ہو۔ خلقت کو نہ ستائے اور خلقت اور ملازمت کا بوجھ اٹھائے

باہو نفس را رسوا کنم بہر از گدا
بر ہر درے قدمے برم بہر از خدا

باہو! میں بھیک مانگ کر نفس کو رسوا کرتا ہوں۔ ہر دروازے پر محض خدا کی خاطر جاتا ہوں کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جاتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا۔"اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ" بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

حدیث:"لو لا الفقراء لھلك الاغنیاء" اگر فقرا نہ ہوتے تو غنی ہلاک ہو جاتے۔

حدیث:"لو لا الفقراء برص الاغنیا" اگر فقراء نہ ہوتے تو غنی کوڑھی ہو جاتے۔ اگر فقیر نہ ہوتے تو بلا شک و شبہ اہل دنیا نیست و نابود ہو جاتے۔

حدیث:"لسان الفقراء سیف الرحمان" فقیروں کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے۔

ان فقیروں کی زبان سیف الٰہی ہوتی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت پر مستقل اور ذکر حال میں مستغرق ہوتے ہیں۔ ذکر حال اسم اللہ ذات کی مشق اور فقیر کامل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ذکر حال اسے کہتے ہیں کہ اگر ذاکر ذکر چھوڑ دے تو بھی ذکر بغیر فکر کے اس کے وجود کو پہلے کی نسبت زیادہ اٹھائے رکھے اور اس کے وجود کو نہ چھوڑے۔ اس قسم کے ذکر سے دل زندہ ہو جاتا ہے جو کبھی سلب نہیں ہوتا۔ خواہ تر لقمہ کھائے اور عمدہ پوشاک پہنے۔

واصل باللہ کا مرتبہ

واضح رہے کہ جو شخص ہمیشہ معرفت الٰہی کے جام نوش کرتا رہے اور دائمی ذکر اور فکر

میں مشغول رہے۔ قاضی حق اس کے لیے دو گواہ طلب کرتا ہے اول یہ کہ اس کی یہ حالت ہو کہ الا اللہ کی معرفت میں ایسا مستغرق ہو کہ ظاہر میں عام لوگوں سے گفتگو کرتا رہے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق ہو۔ دوسرا گواہ یہ ہے کہ اسے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہو۔ جس میں یہ دو صفتیں نہ پائی جاتی ہوں۔ اس کے لیے دم کا روکنا' قلب کی جنبش اور دم کا بند کرنا فضول ہے۔ وہ معرفت خدا سے بالکل بے خبر ہے۔ ذکر خفیہ کا تعلق نہ جنبش قلب سے ہے اور نہ زبان کی گویائی سے ہے۔ ذکر خفیہ تو محض معرفت الٰہی میں غرق ہونا ہے۔ جو اسم اللہ کا ذاکر ہے، اسم اللہ کا ذکر ذاکر کو ماسوٰی اللہ کے باہر کھینچ لاتا ہے کیونکہ ایسے ذاکر کو دائمی حضوری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ کے جس ذاکر میں یہ صفات ہوں وہ ذاکر ہمیشہ باخدا ہوتا ہے اور جس میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں وہ نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا کی خاطر ذکر کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ ذاکر کے دل میں طمع' حرص' حسد' خود پسندی' تکبر اور خواہش بالکل نہیں رہتی۔ کل و جز اس کے عمل میں ہوتا ہے۔ ذاکر ہر عمل کا عامل ہوتا ہے۔ ذاکر فقیر وہی ہے جو ذکر سلطانی کا حامل ہو۔ اللہ بس باقی ہوس۔

حق دانم حق بینم حق گویم حق حق
حق در من من در حق حق حق

میں حق کو ہی جانتا ہوں حق کو ہی دیکھتا ہوں اور حق ہی حق پکارتا ہوں' حق مجھ میں ہے اور میں حق میں ہوں یہ بات بالکل سچ ہے۔

قولہ تعالیٰ: قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ٝ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ (۱۰-۳۵)

ترجمہ: آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ کیا تمہارے شرکاء میں سے کوئی ایسا ہے جو حق کا راستہ دکھائے، آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ اللہ ہی حق کا راستہ دکھاتا ہے تو پھر جو حق کا راستہ دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ

پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے تو تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔''

جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہوں وہ یقینی طور پر باطل بدعت سے نکل آتا ہے۔

فنا فی اللہ کی لذت وحلاوت

جو شخص اسم اللہ ذات میں ہمیشہ مستغرق رہتا ہے۔ اسے فنا فی اللہ ذات کی حلاوت منکشف ہوتی ہے اور اس پر ذات کے مراتب ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ ایسا شخص طیر سیر سے مستغنی ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ کوہ قاف کا اٹھانا اور عرش سے تحت الثریٰ تک کے ہر طبقہ کو اٹھانا آسان کام ہے۔ لیکن اسم اللہ ذات کا بوجھ اٹھانا بہت مشکل ہے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو ایسی قوت عنایت فرمائی ہے کہ وہ چودہ طبق ایک نگاہ میں طے کر جاتے ہیں اور وہ چودہ طبق کالے دانہ کی طرح ہتھیلی پر رکھ کر دیکھ سکتے ہیں اور یہ بات اس وقت کچھ بھی مشکل نہیں ہوتی۔ جب اسم اللہ ذات کے تصور میں فنا فی اللہ ہو جائے۔ اسم اللہ ذات کے بوجھ سے ظاہری آنکھ ہمیشہ خون روتی رہتی ہے۔ میری والدہ محترمہ کو یہ مرتبہ حاصل تھا وہ شوق الٰہی میں ہر وقت خون رویا کرتی تھیں۔

قولہ تعالیٰ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○" (۳۳-۷۲)

ترجمہ: ''ہم نے اپنی امانت زمین آسمان اور پہاڑوں کے پیش فرمائی کہ وہ اسے اٹھائیں تو انہوں نے انکار کیا وہ سب اس کے اٹھانے سے ڈر گئے لیکن انسان نے اٹھا لی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔''

آسان اور مشکل کام

اولین اور آخرین چودہ علموں کا مطالعہ کر کے اپنے تصرف میں لانا آسان کام ہے اور عالم فاضل اور فارغ التحصیل ہونا سہل ہے۔ لیکن عالم متقی' صاحب تقویٰ اور پرہیزگار

ہونا خدا سے ڈرنا اور گناہوں کو چھوڑنا سخت مشکل ہے۔ ذکر کے سبب دل کا زندہ کرنا اور خفیہ ذاکر ہونا آسان کام ہے۔ لیکن یکبارگی نفس کو اسم اللہ کے تصور کی تلوار سے قتل کرنا بہت مشکل اور کٹھن ہے۔ مذکور کے الہام سے حضور میں پہنچنا اور معرفت الٰہی حاصل کرنا آسان کام ہے۔ لیکن اس حاصل شدہ معرفت کو اپنے وجود میں محفوظ رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ مجلس نبوی ﷺ میں داخل ہونا اور آنحضرت ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونا آسان کام ہے۔ لیکن محمدی ﷺ ہدایت' ولایت' خلق' صفت کریمی و رحیمی اور خوبو کا حاصل کرنا قلب سلیم بحق تسلیم بنانا' شریعت محمدی ﷺ کا شوق اور محمدی ترک و توکل اور فقر محمدی ﷺ پر کی استقامت ہاتھ میں لانا سخت مشکل ہے۔ ایک دم اور ایک ہی قدم میں اہل قبور کی دعوت اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو باترتیب پڑھنے سے مشرق سے مغرب تک کے تمام دنیاوی ملکوں کا بادشاہ ہو جانا اور ملک سلیمان کا حکمران بن جانا اور اسم اللہ ذات کے تصور سے حضوری حاصل کرنا آسان کام ہے۔ لیکن خلق خدا سے عدل و احسان سے پیش آنا سخت مشکل کام ہے۔ مرشد بن کر مرید کو تعلیم و تلقین کرنا آسان کام ہے۔ لیکن طالبوں اور مریدوں کو بغیر ریاضت معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ سے مشرف کرنا سخت مشکل کام ہے۔

طالب' مرشد کے ہاتھ میں مثل مردہ بدست غسّال ہے

طالب مرشد کے ہاتھ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں۔ مطلب یہ کہ بعض بزرگوں نے بارہ بارہ سال کا ایک ہی روزہ رکھ کر اور چالیس چالیس سال ریاضت کر کے لوح محفوظ کا مطالعہ کیا ہے۔ پھر عرش اکبر پر پہنچ کر اس سے اوپر ہزارہا مقام طے کر کے غوث اور قطب کا درجہ حاصل کیا ہے اور پھر دنیاوی مال و دولت اور ننگ و ناموس کے طالب ہوئے ہیں اور کشف کرامات دکھائی ہیں۔ جنیات اور مؤکلات کو اپنے قابو میں کیا ہے اور انہیں باتوں کو انہوں نے معرفت الٰہی سمجھا ہے۔

بعض بزرگوں نے قلبی ذکر کی کثرت سے لوح ضمیر کے مطالعہ کا نام توحید الٰہی رکھا ہے۔ بعض نے روحانی ذکر کے وقت دماغ میں جو جنبش ہوتی ہے اور اس سے روشنی پیدا

ہوتی ہے۔ اسی کو معرفت الٰہی سمجھا ہے۔ یہ مخلوق کے درجات ہیں اور اہل تقلید کے درجات ہیں۔ یہ فقر محمدی' معرفت الٰہی اور توحید الٰہی سے بہت دور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ابتداء کسی نے نہیں دیکھی اور اس کی انتہاء تک بھی کوئی نہیں پہنچا۔ جب یہ صورت ہے تو پھر معرفت کیسی اور توحید کیا اور مشاہدہ اور قرب حضوری کس بلا کا نام ہے۔

سنو! سنو! معرفت الٰہی' توحید الٰہی اور مشاہدہ حضوری کا سلک سلوک یہ ہے کہ طالب اللہ اسم اللہ ذات یا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تصور سے تصرف میں اس طرح لائے کہ اسم اللہ ذات یا کلمہ طیبہ کے ہر حرف سے نور کی تجلیات ہوں اور وہ تجلیات تصور کنندہ کو اپنے میں لپیٹ کر مجلس محمدی ﷺ میں لامکان کے اندر آنحضرت ﷺ کا منظور نظر بنا دیں۔ جہاں پر دریائے وحدت کی گوناگوں موجوں سے وحدہٗ وحدہٗ کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ جو شخص دریائے توحید کے اس کنارے پر پہنچ کر نور الٰہی دیکھتا ہے۔ وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود اپنے دست مبارک سے اس دریائے واحدانیت میں پھینکتے ہیں۔ وہ لوگ اس میں غوطہ لگا کر توحید کے غوطہ خور ہو جاتے ہیں اور فقر فنا فی اللہ کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض غوطہ لگا کر سالک مجذوب اور بعض مجذوب سالک صاحب اہل توحید ہو جاتے ہیں۔ اہل درجات ذات کے مراتب سے محجوب رہتے ہیں۔ نور توحید کے دریا کی مثال نہیں دے سکتے۔ لامکان کی آواز غیر مخلوق ہے۔ اس کی کوئی تمثیل نہیں۔ اس مکان کا نام لامکان اس واسطے ہے کہ وہاں دنیاوی گندگی کی بو تک نہیں اور نہ وہاں ہوائے نفسانی کا گزر ہے۔ وہاں تو ہمیشہ غرق بندگی رہتے ہیں۔ شیطان کا لامکان میں پہنچنا ناممکن ہے۔ لامکان کو ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے دیکھنے کے لیے خاص آنکھوں کا ہونا ضروری ہے۔ نفسانی توہمات' شیطانی خطرات اور دنیاوی وسوسوں سے پریشانی ہوتی ہے۔ عارف باللہ فقیر خالص طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ جدھر دیکھتا ہے اسے نور الٰہی نظر آتا ہے اور وہ مراتب کو چھوڑ دیتا ہے۔ فقر محمود کا کام ذات الٰہی کے نور میں مستغرق رہنا ہے اور مردود کا کام دنیاوی عزت اور مرتبہ اختیار کرنا ہے

مرتبہ بگزار تا مردے شوی   غرق فی التوحید شد حاضر نبی ﷺ

مرتبہ کو چھوڑ تا کہ تو مرد ہو جائے۔ جو شخص غرق فی التوحید ہے۔ اسے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

اسم اللہ ذات کا تصور

اسم فقیر پر اسم اللہ ذات کے تصور سے توحید منکشف ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات کا تصور دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تصور نور جس میں حقیقت معشوق کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرا تصور مشاہدہ جس میں قرب، معرفت اور نور دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تصور ہی عاشقی معشوقی، محبوبی اور مطلوبی کی راہ ہے۔ اس بات کو قادری ہی جانتے ہیں اور قادری ہی کرتے ہیں۔ معرفت کی ابتداء لا مکان کو عین العیان سے دیکھنا اور اسم ذات کا تصور کرنا ہے۔ معرفت کا مقام کوئی مکان نہیں ہے۔ نور ذات لا مکان ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ معرفت و توحید الٰہی کا مکان ہے۔ وہ لوگ باطن سے بے خبر اور محروم اور پریشان حیوان ہیں۔ **قَوْلُهٗ تَعَالٰی**: "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" جس طرف تم رخ کرو اسی طرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لامکان میں جدھر بھی دیکھو گے۔ نور الٰہی نظر آئے گا۔ یہ مراتب جناب سرور کائنات ﷺ کی رفاقت اور شریعت اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں اور مکان کی یہ راہ تحقیق ہے۔ جو شخص شک کرے وہ بے دین ہے۔ معرفت کا طالب پہلے روز ہی عارف ہو جاتا ہے اور فقر کا طالب پہلے ہی دن فقر کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور دریائے وحدانیت میں غوطہ لگاتا ہے اور دنیا کا تارک اور نفس و شیطان سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب ولی اللہ مومن مسلمان کے ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ" (۲-۲۵۷) اللہ تعالیٰ ان کا دوست ہے جو ایمان لائے انہیں تاریکی سے نکال روشنی میں لاتا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" (۱۰-۶۲) خبردار! اولیاء اللہ کو نہ کسی قسم کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین

ہوتے ہیں۔

جو شخص لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ نہ ڈر اور نہ غم کر کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ لا یحتاج الی اللہ اور لازوال وصال کا مالک ہو جاتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اہلِ ذات فقراء کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے

ہر کہ اینجا می رسد شد اولیاء   دائما باشد حضوری مصطفیٰ ﷺ

جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ ولی ہو جاتا ہے اور اسے نبوی دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔

مطلب یہ کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اگر تمام عارف ایک جگہ جمع کئے جائیں تو بھی فقیر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ غوث، قطب اور عارف کو کیا قدرت کہ فقیر کے آگے دم مار سکے۔ اہل ذات اہل درجات پر غالب ہیں۔ غوث، قطب اور عارف اہل درجات ہیں۔ غوث، قطب اور عارف بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ دہقانی، روحانی، اہل اسرار ربانی۔

چار بودم سہ شدم اکنوں دوئم
وز دوئی بگذشتم و یکتا شدم

میں پہلے چار تھا پھر تین ہوا اب دو ہوں۔ جب دوئی سے گزرا تو ایک ہو گیا۔

جواب مصنف

از چہار و پنج گذشتم انتہا
وز دوئی بگذشت حاضر مصطفیٰ ﷺ

میں چار اور پانچ سے گزر کر اور دوئی کو چھوڑ کر مجلس نبوی ﷺ کا حضوری ہو گیا۔

پانچ سے مراد حواس خمسہ ہیں، چار عنصر آگ، ہوا، پانی اور مٹی ہیں یعنی شہوت کا مرغ، حرص و ہوا کا کبوتر، زینت کا مور اور حرص و امید کا کوا۔ جو شخص ان چاروں پرندوں کو ذبح کرتا ہے وہ معرفت مولیٰ کے قابل ہو جاتا ہے۔ حجاب سے نکل آتا ہے اور معرفت الٰہی

کی راہ اس کے لیے کھل جاتی ہے۔ جس طرح عام حجاب تین ہیں۔ نفس، دنیا اور شیطان۔ اسی طرح خاص حجاب بھی تین ہیں۔ طاعت کی دید، ثواب کی دید اور درجات کی دید۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عام اور خاص حجابوں سے وہی شخص نکلتا ہے جس پر ذات الٰہی کی وحدت منکشف ہوتی ہے۔ یوں سمجھو کہ مراد ہی تمام حجاب ہے۔

ہر کہ دارد از مرادات فراغ   نامرادی ندید بردوئی داغ

جو شخص مرادوں سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اسے دوئی ناقص نہیں بنا سکتی۔

وجود انسانی اور نفس امارہ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسانی وجود غار کی طرح ہے۔ جس میں نفس سانپ کی طرح بسیرا کئے ہوئے ہے۔ اگر کوئی شخص دن رات غار کے بیرونی حصہ پر زدوکوب کرتا ہے۔ تو سانپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ یعنی نفس امارہ کو اس کی کوئی خبر نہ ہوگی۔ پس ظاہری اعمال نفس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے تاوقتیکہ غار کے اندر جا کر اسم اللہ ذات کے تصور کی آگ سے نفس امارہ کو جلا کر خاکستر نہ کر دیا جائے تب تک وہ نیست و نابود اور ناچیز نہیں ہوتا۔ ریاضت باطنی اسی کو کہتے ہیں۔ جس کے متعلق یہ حدیث: "**وجعلنا من جهاد الاصغر الى جهاد الاكبر**"

زندہ دل عارف کی علامت

زندہ دل عارف کی علامت یہ ہے کہ وہ تمام دنیاوی امور کو ترک کرتا ہے اور اگر کرتا بھی ہے تو خلقت کے لیے نہ کہ ریا اور نفسانی خواہشات کی خاطر، عارف کی دو نشانیاں ہوتی ہیں۔ اول تو اس کی زبان فضول کلام سے بند رہتی ہے۔ دوسرے ہمیشہ اسرار مع اللہ میں مستغرق رہتا ہے

از مرادات جہاں بگذر بیابی معرفت حق را
فنافی ذات شد عارف نہ یارائے چنیں کس را

اس جہان کی مرادوں کو ترک کرتا کہ تجھے معرفت حق حاصل ہو کیونکہ اس

جہان کی مراد والا فنافی الذات عارف نہیں ہو سکتا۔

مجھے اس احمق قوم پر ہنسی آتی ہے کہ خود ہی بت بنا کر ان کی پرستش کرتے ہیں اور اسی طرح اہل بدعت اور اہل سرود کو مرشد کا خطاب دیتے ہیں اور ان کے تابع ہوتے ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "**ایشرکون مالا یخلق شیئا وھم یخلقون**" کیا ایسی چیز سے شرک کرتے ہیں جو کسی کو پیدا نہیں کر سکتی بلکہ وہ خود پیدا کی جاتی ہے۔

حدیث: "**لا طاعة للمخلوق فی معصية الخالق**" خالق کی نافرمانی مخلوق کی طاعت نہیں۔

حدیث: "**خذما صفا ودع ما کدر**" اچھا پہلو لو برا چھوڑ دو۔

ذکر اہل ذکر سے طلب کرنا چاہیے۔ اہل طلب کا بھی خاص مرتبہ ہوتا ہے۔ اگر کسی کامل مرشد کا مرید بنے تو وہ تلقین سے حق الیقین معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔

حدیث: "**طلب الخير طلب الله**" سب سے اچھی طلب طلبِ الٰہی ہے۔

حدیث: "**ذکر الخير ذکر الله**" سب سے اچھا ذکر، ذکر اللہ ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "**فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون**" (١٦-٤٣)
اگر نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو

ذکر ذاکر رابرد وحدت حضور
در وجودِ ذاکراں شد خاص نور

ذاکر ذکر کے سبب وحدت حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ ذاکر کے وجود میں خاص نور پیدا ہو جاتا ہے۔

خصوصیت وجود انسانی

واضح رہے کہ تمام رحمت، نعمت، لذت، لطف و کرم، رحمت و شفقت اور الٰہی گنج و خزانے انسانی وجود میں موجود ہیں۔ تمام علم، تمام حکمت، تمام ذکر و فکر اور تمام ذوق و شوق اور تمام فیض و فضل الٰہی کے مشاہدات ذات و صفات کی تجلیات ہر ایک طبقہ و مقام، نور ایمان، تصدیق، راستی لا زوال وصال، قرب حضور اور واحدانیت سب کچھ انسانی وجود میں موجود

ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ انسانی وجود بمنزلہ ایک طلسم ہے اور جن چیزوں کے نام لیے ہیں۔ وہ سب کی سب دل کے خزانے میں موجود ہیں۔ لیکن جب تک یہ طلسم نہ ٹوٹے اور دل کا خزانہ نہ کھلے یہ چیزیں کس طرح حاصل ہو سکتی ہیں۔ یہ طلسم دو طرح ٹوٹ سکتا ہے۔ اول کامل مرشد جو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی چابی سے دل خزانہ کھول کر طالب کے وجود میں اسے مندرجہ بالا چیزیں دکھا سکتا ہے۔ یا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور کی آگ سے نفس امارہ کے سانپ اور شیر کو جلایا جائے۔

طالب مولیٰ کے وجود سے الٰہی خزانے حاصل ہوتے ہیں اور ہر شے اس کی محکوم ہوتی ہے

عارفا نفس چوں طلسمے داں — کو نہا بروئے گنج بود

اے عارف! نفس کو ایک طلسم سمجھ اور اس خزانے پر سانپ رکھا ہوا سمجھ۔

خون دل آب کن ز آتش جہد — زانکہ دریافت او برنج بود

جدوجہد کی آگ سے دل کا خون پانی بنا دے۔ اس واسطے کہ بغیر تکلیف وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

تو طالب اللہ کے وجود سے الٰہی خزانے نکلتے ہیں۔ یا آیات قرآنی اور اسم اعظم کے پڑھنے سے وجود سے الٰہی خزانے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان الٰہی خزانوں کا حاصل کرنا یا اس کے راستے پر چلنا غیبی عطائے الٰہی اور فیض و فضل الٰہی ہے۔ یہ وعظ و نصیحت سے حاصل نہیں ہوتے۔ تا وقتیکہ دل کی آنکھیں روشن نہ ہوں اور معرفت الا اللہ کے مشاہدہ نور و حضور میں مستغرق نہ ہو اور مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل نہ ہو۔ جس شخص کو اسم اللہ ذات کی واحدانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اس کی محکوم ہو جاتی ہیں۔ چاند سے لے کر مچھلی تک اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام جز و کل اور طبقات کی سیر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے محکوم ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ، امراء اور ان کے تابعین، دنیا اور اہل دنیا اس کے حلقہ بگوش غلام ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ مرشد اپنے طالب کو اس باتوفیق

طریقے سے اس مرتبے پر پہنچا سکتا ہے کہ وہ مشرق سے مغرب تک ساتوں ولایتوں پر غالب آ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ جس فقیر کو اسم اللہ ذات کا تصور اور تصرف اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت نبوی ﷺ سے یہ خدمات سپرد ہوتی ہیں۔ ایسا شخص با ادب، پرحیا، دائمی طور پر صاحب حضور ہوتا ہے۔ دنیا کے مال سے ایک پیسے تک کا روادار نہیں ہوتا قوت قوی مجلس نبوی ﷺ میں حاضر، صاحب اختیار، شریعت میں ہوشیار اور بدعت سے بیزار ہوتا ہے اور صاحب علم تفسیر با تاثیر اور نفس پر حکمران ہوتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں جو فنا فی اللہ کے مرتبے پر پہنچا ہو اور جسے ترک توکل، تجرید و تفرید حاصل ہو اور جو اسرار ربانی کا محرم ہو۔ توحید اسی بات کا نام ہے۔ ایسے ہی فقیر کو اختیاری فقیر کہتے ہیں۔ ورنہ فقر اضطراری تو محض خواری ہے

ہم عارفم ہم کاملم روشن ضمیر — بہترم از بادشاہ اہل سریر

میں عارف بھی ہوں کامل بھی ہوں اور روشن ضمیر بھی ہوں۔ میں صاحب تخت و تاج بادشاہ سے بھی بہتر ہوں۔

چنانچہ خاقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

تیس سال بعد خاقانی پر یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایک دم مشغول ہونا ملک سلیمانی سے کہیں بہتر ہے۔

فقیر باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بہ بحرے غرق فی اللہ شو کہ باخود نمے مانی
دمے نا محرم است آنجا بو حدات رازِ ربانی

تو ایسا غرق فی اللہ ہو کہ تو نہ رہے کیونکہ جو دم غافل سو دم کافر ہے۔

جو وجود مقدس نورِ ربانی میں ہمیشہ مستغرق ہے وہ آفتاب کی طرح ہر جگہ موجود ہے

جو وجود نور ربانی میں ہمیشہ مستغرق ہے۔ وہ آفتاب کی طرح ہر جگہ موجود ہے۔ کون و مکان میں ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی۔ وہ ایک ہی وقت میں تمام اجسام سے ہم کلام ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ خلقت سمجھتی ہے کہ وہ ہم سے باتیں کرتا ہے۔ لیکن باطن میں وہ شخص اپنے خالق سے ہم کلام، نور حضور کے مشاہدہ میں مستغرق اور مذکور کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ''فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ'' پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر رہ کر جواب باصواب حاصل کرتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولیاء اللہ کی روحیں اور مومن مسلمان اہل اسلام بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے ہمکلام ہے اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے مؤکل جانتے ہیں کہ ہم سے باتیں کرتا ہے

نظر برنیستی ہرگز نے افتد مغروراں
اگرچہ دامن مقراض لا دارد گریبانہا

مغرور کی نگاہ نیستی پر ہرگز نہیں پڑتی۔ خواہ لا کی قینچی ان کے گریبان کتر ڈالے۔

اور تمام مقربان اور حاملان عرش فرشتے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے بات چیت کرتا ہے۔

یہ مراتب اس شخص کے ہوتے ہیں جس کا نفس مردہ اور دل زندہ ہے۔ اہل نفس کو زندہ قلب پر اعتبار نہیں اور انہیں زندہ دل کی آواز نہیں بھاتی اور اہل نفس کی آواز زندہ دل کو نہیں بھاتی۔ زندہ دل روح مقدس کا وزیر ہے اور مقدس روح وجود میں بمنزلہ بادشاہ ہے۔ جس وجود میں مقدس روح بادشاہ ہے۔ اس کے تمام اعضاء دار السلام میں کی رعیت کی طرح مطمئن ہیں اور جس وجود میں نفس بادشاہ اور شیطان وزیر ہے۔ اس میں خلل اور گڑبڑ ہے۔

ذکر قلبی کے بغیر قلب کی صفائی اور معرفت حاصل نہیں ہوتی

واضح رہے کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی شخص ارشاد و تلقین کے لائق نہیں اور نہ کوئی خود خدا رسیدہ اور دوسرے کو بنانے والا ہے تم صرف مسائل فقہ کو مرشد اور وسیلہ بناؤ۔ لیکن یاد رہے کہ فقہ کے مسائل یاد کر لینے سے دل سے نفاق، کدورت اور سیاہی دور نہیں ہوتی تاوقتیکہ ذکر قلبی نہ کیا جائے کیونکہ پہلی صورت میں محض زبانی تصدیق ہوتی ہے اور دوسری صورت یعنی ذکر قلبی میں تصدیق اور قلب کی صفائی ہوتی ہے اور جب تک دل صاف نہ ہو انسان مومن مسلمان نہیں ہوسکتا۔ خواہ ساری عمر علم فقہ پڑھتا رہے۔ جو لوگ خود نفس کے تابع اور حرص و حسد میں مشغول ہیں۔ وہ مرشد کے وسیلہ سے منع کرتے ہیں۔ جبکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مرشد خود جناب سرور کائنات ﷺ ہوئے ہیں تو پھر کسی کی کیا جرأت کہ وہ مرشد سے منع کرے پس معلوم ہوا کہ جو شخص مرشد سے منع کرتا ہے۔ اس کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی طلب، محبت اور معرفت نہیں۔ ایسے مردہ دل کو نفس امارہ باطن میں معرفت الٰہی اور مجلس محمدی ﷺ سے باز رکھتا ہے۔ یاد رکھو یہ دست بیعت کا سلسلہ اور ہدایت ولایت محمدی ﷺ یکے بعد دیگرے چار پیر اور چودہ خانوادے قیامت تک بدستور جاری رہیں گے

اگر گیتی سراسر باد گیرد — چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

خواہ تمام جہان میں طوفان اور آندھی ہو۔ مقبلوں کا چراغ ہرگز نہیں بجھ سکتا۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد — ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرتا ہے۔ اسے جو بجھانے کی کوشش کرتا ہے اس کی ڈاڑھی جل جاتی ہے۔

جو شخص مرشد سے منع کرتا ہے۔ وہ ٹھیک نہیں کرتا کیونکہ اہل شریعت مرشد ہمیشہ ذکر کی تلقین کرتا ہے اور انسان بغیر ذکر کے مسلمان نہیں ہوتا خواہ ساری عمر قرآن، تفسیر، نماز یا علم فقہ پڑھتا رہے کیونکہ مسلمان کی ابتدائی اور انتہائی جڑ ذکر ہے۔ ذکر جہر اقرار زبانی ہے اور ذکر خفیہ تصدیق دلی ہے۔ حدیث: ''اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

قَوْلُهُ تَعَالٰی : "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً" اپنے پروردگار کو پوشیدہ گڑگڑا کر یاد کرو۔ جب دل با تصدیق زبان کھول کر جنبش میں آتا ہے اور یا اللہ یا اللہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو اقرار اور تصدیق دونوں باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ جو شخص قلبی ذاکر ہوتا ہے۔ اس کے دل پر ذکر الٰہی اس طرح غالب آتا ہے کہ نفس امارہ تابع ہو جاتا ہے اور اس کی زبان ناشائستہ کلام بالکل ترک کر دیتی ہے۔

اہل ذکر کے وجود کی برکات

واضح رہے کہ جب تک روئے زمین پر ایک شخص بھی اللہ اللہ کرنے والا رہے گا۔ کبھی قیامت نہیں آنے کی۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

"لا تقوم الساعة حتی یقال فی الارض اللہ اللہ"

اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمہ طیبہ کو با تصدیق پڑھنے سے ذاکر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ کراماً کاتبین کے دفتروں پر لکھے نہیں جاتے۔ پس معلوم ہوا کہ علم روایت صفائی ذکر کے لیے ہے۔ علم تو یہ کہتا ہے کہ موذی نفس امارہ کو مار ڈال۔ دنیا کی دوستی سے بیزار ہو۔ شیطان کی دوستی سے بھاگ۔ خبردار! طالب مولیٰ اور معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لیے مرشد سے علم تحصیل کر کیونکہ کامل اور عارف مرشد نجات کا وسیلہ ہوتا ہے۔ وہ مردہ دل کو ذکر الٰہی سے زندہ کر دیتا ہے اور اسم اللہ ذات سے فنافی اللہ بنا دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی مراتب انسان سے ہیں اور انسان کا نصیبہ انسان سے ہے اور انسان کا مرتبہ ولایت و عنایت بھی انسان سے ہے اور انسان کی جمعیت بھی انسان سے ہے۔

جمعیت دو طرح کی ہوتی ہے

ایک ظاہری دوسری باطنی' ظاہری جمعیت دو علموں پر موقوف ہے۔ ایک علم تکثیر دعوت اہل قبور جس کے سبب حکم الٰہی سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق محکوم ہو جاتی ہے۔ دوسرے علم اکسیر' کیمیا' علم تکثیر اہل قبور کی روحانیوں کی دعوت سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کے سبب دنیا میں دل غنی اور لا یحتاج اور با جمعیت ہوتا ہے۔ خواہ لوگوں کی نظروں میں وہ مفلس اور

پریشان ہی دکھائی دے۔ دوسری جمعیت باطنی بھی دو علموں سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک اسم اللہ ذات کے تصور سے فنافی اللہ کا علم اسم اللہ ذات کے تصور سے صاحب تصور کے وجود میں سر سے قدم تک واحدانیت الٰہی کا نور آ جاتا ہے۔ اس کی نگاہوں میں توحید جلوہ گر ہوتی ہے۔ جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ وہ بھی معرفت اور توحید الٰہی کے متعلق ہوتا ہے۔ اگر وہ سنتا ہے تو بھی معرفت اور توحید الٰہی کی باتیں سنتا ہے۔ وہ دنیا شیطان اور نفس امارہ سے فارغ ہو جاتا ہے اور ریا تقلید سے بیزار ہوتا ہے۔ دوسرا اسم محمد ﷺ کے تصور میں فنافی الرسول ہونا۔ اسم محمد ﷺ کے تصور سے سر سے پاؤں تک تمام نور محمدی ﷺ جلوہ گر ہوتا ہے۔ دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ میں موجود رہتا ہے۔ ان دونوں علموں کا پہلا سبق فنافی الشیخ ہے۔ فنافی الشیخ کا یہ مطلب ہے کہ جب شیخ کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے تو شریعت کی راہ اس پر کھل جاتی ہے اور جہالت اور بدعت اس کے وجود سے نکل جاتی ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ کی تلاش کرو۔ (۵-۳۵)

امتِ محمدی ﷺ کے لیے عالم باعمل اور ہدایت کے لیے فقیر کامل موجود ہیں

ہر کہ را مرشد نہ کبر از ہوا — مرد مرشد برد وحدت با خدا

جس شخص کا کوئی مرشد نہیں وہ لالچی اور متکبر ہے۔ مرشد اپنے طالب کو وحدت خدا میں پہنچا دیتا ہے۔

جہاں عالم لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت کی طلب میں عالم باعمل ہیں٭ جو صاحب تاثیر' با نظر اور نص حدیث اور تفسیر کے موافق ہیں۔

تجھے یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت' شوق اور طلب نے اصحاب کہف کے کتے کو کتوں سے نکال انسانیت کے مرتبے پر پہنچا دیا اور بے ادبی اور نافرمانی سے شیطان کو علم حضوری سے دور پھینک کر "وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ" اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت

٭ وہاں ہدایت محمدی ﷺ کی تلقین کے لیے فقیر کامل اور روشن ضمیر بھی موجود ہیں

ہے۔ کاملعون بنا دیا اور اسے ملامت اور ذلت کا خطاب دلا دیا۔

سنو! اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور معرفت اور اس کا ذکر اور لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر قرآن شریف کی ہدایت کی طرح ہے۔ جس طرح قرآن شریف کا علم بغیر معلم اور استاد کے حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح مرشد اور ہادی کے بغیر طالب کو معرفت الٰہی کی باطنی راہ اور مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل نہیں ہوتی۔ صاحب باطن مرشد کے بغیر خواہ ظاہری تلاوت قرآنی کرے یا ورد و وظیفہ پڑھے یا علم فقہ و مسائل پڑھے یا نماز نوافل ادا کرتا رہے کچھ فائدہ نہیں۔ ان ظاہری اعمال سے ظاہری عزت و مرتبہ حاصل ہو بھی جائے۔ اعمال ظاہری سے ظاہری آنکھوں سے لوح محفوظ کا مطالعہ کر بھی لے اور عرش سے تحت الثریٰ تک کی راہ اسے دکھائی بھی دے۔ پھر بھی وہ صاحب درجہ ہی ہے اور درجات اور طبقات والے باطنی معرفت الٰہی سے بے خبر رہتے ہیں۔ معرفت الٰہی اور حضوری مجلس نبوی ﷺ کامل مرشد کے وسیلہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ یہ اسی سے طلب کرنی چاہئیں کیونکہ باطن کسی صاحب باطن ہی سے کھل سکتا ہے اور وہ کھول کر دکھا سکتا ہے اور یہ کام توفیق باطنی یا اسم اللہ ذات کے تصور سے یا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے کر سکتا ہے۔ پس کامل مرشد بغیر معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ کا وصال محال ہے۔ کامل مرشد ایک لحظہ میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ علم یہ کہتا ہے کہ نفس امارہ شیطان اور دنیا سے کنارہ کرو کیونکہ جب تینوں متفق ہو جائیں تو سجدہ سجود مجلس نبوی ﷺ اور معرفت و وصال الٰہی سے باز رکھتے ہیں۔

یہ کتاب کلید التوحید کیا ہے؟

علماء، فقہاء، فقراء، اہل توحید اور اہل تقلید کی کسوٹی ہے۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے۔ جو فنا فی الشیخ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دنیاوی مال و دولت کی خاطر بت پرستی کرتے ہیں۔ یہ فنا فی الشیخ نہیں بلکہ فنا فی الشیطان ہیں۔ نیز مجھے ان احمق لوگوں پر ہنسی آتی ہے کہ دعویٰ تو حضوری مجلس نبوی ﷺ اور فنا فی النور محمدی ﷺ کا کرتے ہیں۔ لیکن ہیں نفس امارہ کی قید میں اور دنیا مردود کی طلب میں۔ نیز مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب

آتا ہے کہ دعویٰ تو کرتے ہیں۔ فنا فی اللہ اور باخدا ہونے کا اور ہیں حرص و ہوا اور کفر و شرک میں مبتلا۔ زبانی اقرار تو لا الٰہ کا کرتے ہیں اور دل میں پڑھتے ہیں۔ "مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ" (۲۵-۴۳)

جس نے اپنی خواہشات نفسانی کو اپنا معبود بنایا

سلطان ہوس چو آشنائے تو شود ——— دل مردہ فرمان ہوائے تو شود

جب حرص کا بادشاہ تیرا آشنا ہو جائے تو تیرا دل مردہ تیری خواہش کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

چوں نفس خود پرست ہوائے بود ——— دشمن نفس تو ہوائے شود

چونکہ نفس مطلب پرست ہوتا ہے۔ اس واسطے تیری خواہش ہی تیری دشمن ہو جائے گی۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "یُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ" (۲-۲۰۴)

ترجمہ: اور وہ اپنی دلی ارادت اور محبت پر خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے حالانکہ وہ تمہارے دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔"

اس شرک اور کفر سے باز آ

باہو یک زماں با یک دل و یک رنگ باش
ہرچہ باشد غیر حق از دل تراش

اے باہو! ایک گھڑی ایک دل اور ایک رنگ ہو جا اور غیر حق کو دل سے ہٹا دے۔

یہ کتاب مرشد طریقت ہے

جو شخص دن رات اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اور اخلاص سے پڑھے گا۔ وہ مجلس نبوی ﷺ سے مشرف ہوگا۔ الٰہی بھید اس پر ظاہر ہوں گے۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔ اس کتاب کا پڑھنے والا عارف خاص اور خلقت کا رہنما ہو جاتا ہے۔ عارف باللہ نے یہ ساری چیزیں آنکھوں سے دیکھی ہیں اور عارف سے کوئی راز الٰہی پوشیدہ نہیں۔

جو محتاج شخص اس کتاب کو پڑھے گا۔ وہ لا یحتاج ولی اللہ ہو جائے گا۔ اگر مفلس

پڑھے گا تو غنی ہو جائے گا۔ اگر پریشان پڑھے گا صاحب جمعیت ہو جائے گا۔ اگر اہل حیرت پڑھے گا اہل حرمت ہو جائے گا۔ اگر مردہ دل پڑھے گا تو اس کا دل ذکر الٰہی سے زندہ ہو جائے گا۔ اگر جاہل پڑھے گا۔ صاحب علم علوم کشف الاحوال ہو جائے گا اور ماضیؔ حالؔ مستقبل کی حقیقت معلوم کر لے گا۔ اس واسطے کہ جب لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی ضرب دل پر لگائے گا۔ صفائی دل کے سبب عارف بینا ہو جائے گا۔ اگر عالم فاضل پڑھے گا تو فیض بخش ہو جائے گا۔ اگر صاحب عبودیت پڑھے گا تو ربوبیت کے درجے کو پہنچ جائے گا۔ اگر صاحب مجاہدہ پڑھے گا تو مشاہدہ کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اگر صاحب ریاضت پڑھے گا تو صاحب راز ہو جائے گا۔ اگر صاحب فقر پڑھے گا تو اسے فنائے نفس کا مرتبہ حاصل ہوگا۔ یعنی "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ" کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اگر صاحب حدیث پڑھے گا۔ غرق فنا فی اللہ اللہ تعالیٰ کا جلیس ہو جائے گا اور شیطانی خطرات سے خلاصی پا جائے گا۔ اگر ناقص پڑھے گا کامل ہو جائے گا۔ اگر کامل پڑھے گا اکمل ہو جائے گا۔ اگر اکمل پڑھے گا تو سلطان الفقر کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اگر بادشاہ پڑھے گا تو اسے وزیر کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ دینی دنیوی اور ظاہریؔ باطنی کام مؤکلات خود اسے بتا دیا کریں گے۔ اگر کیمیا کا طالب پڑھے گا تو علم کیمیا کا عالم ہو جائے گا اور جو شخص اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھے گا۔ اسے ظاہری مرشد کی بیعت کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اگر صاحب رجعت پڑھے گا تو رجعت سے خلاصی پائے گا۔ اگر بیمار پڑھے گا تو شفاء پائے گا اگر غافل پڑھے گا تو ہوشیار ہو جائے گا۔ اگر محجوب پڑھے گا محبوب ہو جائے گا۔ یہ کتاب دونوں جہان کی نعمت کا روشن آئینہ ہے۔

تمام مراتبِ اعلیٰ اسم اللہ ذات و محمد ﷺ کے تصور اور ذکر سے حاصل ہوتے ہیں

یہ تمام مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات اسم محمد سرور کائنات ﷺ کے تصور اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اعظم اللہ

تعالیٰ کے ننانوے اسماء میں سے وہ اسم ہے جو تصور کے وقت آگ کے شعلہ یا بجلی کی چمک یا آفتاب کی طرح چمکتا ہو اور جس کے نور سے دونوں جہان پشت ناخن پر دکھائی دیں۔ قرآنی آیات کو باترتیب اور درست پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت کے تمام درجات اور ماضیؔ حالؔ مستقبل کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ راہ محمدی ﷺ کا باطنی طریقہ ہے اور یہ بالکل پایۂ تحقیق کو پہنچ چکا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ منافق اور حاسد ہےؔ مردود ہےؔ کافر ہے اور بے دین ہے۔

نعمت کی اقسام

واضح رہے کہ نعمت ازل قَالُوْا بَلٰی کا اقرار ہے اور نعمت دنیا یہ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہو۔ نعمت ابدیہ ہے کہ عاید پر اعتبار کیا جائے اور نعمت عقبیٰ یہ ہے کہ گناہوں سے استغفار کیا جائے اور معرفت مولیٰ کی نعمت یہ ہے کہ اپنے آپ سے فانی اور باقی باللہ ہو جائے۔

نیم کباب کہ ہنگام سوختن گریم
چو کاغذیم کہ در سوزش است خندۂ ما

میں کباب نہیں ہوں کہ جلتے وقت روؤں میں تو کاغذ کی طرح ہوں کہ جلوں اور ہنسوں۔

یہ پانچوں نعمتیں اس عارف باللہ لائق دیدار کے ہاتھ میں ہیں جو شریعت میں ہوشیار اور کفر سے بیزار ہو اور جس کی نگاہ میں دنیا خوار ہو

بخلوت دل گزیں زندہ جانی — جسم ایں جاست جاں در لامکانی

زندہ جان ایسی خلوت اختیار کرتا ہے کہ جسم یہاں رہتا ہے اور جان لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔

چرا دفتر سیاہ خویش کردی — زبد گفتن چرا تو کفر ورزی

تو اپنا دفتر کیوں سیاہ کرتا ہے اور بری باتیں کرنے سے کیوں کفر میں مبتلا ہوتا ہے۔

خموشی باذکر خوش حق پسندی   چرا در دنیادوں تو دل بہ بندی

جب خاموش ہو کر ذکر حق میں مشغول ہونا اچھا ہے تو پھر تو کیوں اس کمینی دنیا سے دل لگاتا ہے۔

بہر سخن بگو با ذکر پاکی   بسوزند حاسداں ذاکر چہ باکی

تو ذکر پاک کے متعلق گفتگو کر۔ حاسد اگر جلیں تو جلنے دو کوئی مضائقہ نہیں۔

جب تو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ باترتیب پڑھے گا اس وقت اگر پتھر یا مٹی پر بھی نگاہ ڈالے گا تو وہ اس کی برکت سے سونا چاندی ہو جائیں گے

سیمابش چہ حاجت نظر زرکند
ز اطلس و حریر مرا بہ نمد

جب نظر سونا بنا سکے تو پارہ کشتہ کرنے کی کیا ضرورت۔ مجھے اطلس اور ریشم سے نمدہ ہی بہتر ہے۔

ظاہری باطنی سلک سلوک کو فقیر پہچان لیتا ہے اور وہی اسے جانتا ہے۔

یہ کتاب مبتدی اور منتہی دونوں کے لیے کافی ہے

اگر عالم فاضل اس کتاب کو پڑھے تو اس کے مطالعہ سے اس پر چار علم منکشف ہوں گے۔ علم کیمیا اکسیر، علم دعوتِ تکسیر، علم ذکر اللہ روشن ضمیر اور علم استغراق باتاثیر صاحب نظیر، برنفس امیر یہ کتاب سچے مریدوں، تصدیق کے طالبوں، تحقیق کے عارفوں اور فنا فی اللہ فقیروں کے لیے جو واحدانیت کے دریائے عمیق میں غرق ہیں، کسوٹی ہے۔ جس شخص نے یہ اسم اعظم اور بے رنج خزانہ نہیں پایا۔ اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہے۔ تصرف یا دینی ہوتا ہے یا دنیوی اس قسم کا تصرف عظیم و کامل کہیں اور نہیں پایا جاتا اسی تصرف کی خاطر لوگ جاں بلب ہوئے بلکہ مر گئے۔ پھر بھی تصرف ہاتھ نہیں آیا۔ یہ تصرف عوام کا ہے جن میں عقل اور شعور اور علم ہے اسے معلوم ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے علم سے لکھی گئی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی منظور شدہ ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اجازت سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر حرف حضوری اور مشاہدہ بخش ہے۔ اس کی ہر سطر نور ذات، نور حق کی

تجلیات کا مشاہدہ کراتی ہے۔ اسم اللہ کی برکت سے نص، حدیث، آیات قرآنی اور شریعت نبوی ﷺ منکشف ہوتی ہے۔ اس کا پڑھنے والا باطل کو چھوڑ کر حق اختیار کرتا ہے اور عین بعین غرق فی اللہ ہو جاتا ہے۔

ناقص مرشد اعمال ظاہری میں مشغول کرتا ہے

مطلب یہ کہ ناقص مرشد اعمال ظاہری یعنی ریاضت، طاعت اور نفلوں میں مشغول کرتا ہے۔ یاد رہے ظاہری عبادت دن کی ریاضت باطنی کافروں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان سے جنگ کرنا ہے۔ لیکن جب انسان ظاہری عبادت اور ریاضت میں مشغول ہوتا ہے تو نفس اور شیطان دونوں اس پر ہنستے ہیں کہ ہم اس کے باطن میں وسوسوں، خطرات، دنیاوی محبت اور طمع و لالچ سے اس کی راہزنی کریں گے۔

نفس دشمن کی مذمت

دُزدِ ایماں نفس اندر جانِ تو   دشمن غالب چہ علاج است رو

تیری جان میں نفس ایمان کا چور ہے۔ جب دشمن غالب آ جائے تو اس کا کیا علاج۔

با تیغ ذکرد تیر فکرد کار زار   نفس کافر قتل کن با ذوالفقار

ذکر کی تلوار، فکر کے تیر سے، نفس کافر کو قتل کر۔

شیطاں ہم غائب بگردد راہزن   از دشمنِ روکس نیا ید در امن

شیطان غائبانہ رہزنی کرتا ہے۔ اس کی دشمنی سے کوئی بھی بے کھٹکے نہیں۔

ہر یکے دشمن بود علاج ایں   غرق شو فی اللہ فنا حق الیقین

ان دشمنوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ فنا فی اللہ ہو کر حق الیقین کا درجہ حاصل کر۔

ایں ہمہ یاری بود از کرد گار   ایں مراتب عارفاں است شہسوار

یہ صرف توفیق الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور یہ شہسوار عارفوں کا مرتبہ ہے۔

نفس سے مردانِ خدا کی جنگ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ یہ لڑائی مخنثوں‘ نامردوں اور مردودوں کا میدانِ جنگ ہے۔ یہ جنگ آسان ہے۔ نفس و شیطان سے مردانِ خدا کی لڑائی سخت ہوا کرتی ہے۔ وہ اسے اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے یک بارگی قتل کر دیتے ہیں اور روح کی نوازش کر کے غرق فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔ شیطان کو اپنے آپ سے دور پھینک دیتے ہیں اور بقا باللہ کے مرتبے پر پہنچ کر غرق فی التوحید ہو کر لامکان پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں نفس نور ہو جاتا ہے اور شیطان پہنچ نہیں سکتا۔ جو شخص اس مرتبے پر پہنچتا ہے۔ وہ پہلے اسم اللہ کی تلوار سے دشمنوں کے سر جدا کرتا ہے اور لڑائی سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ استقامت بہ از کرامت کا یہی مطلب ہے جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور میں مستغرق ہوتا ہے اس کا جسم اِس جہان میں ہوتا ہے اور بظاہر عام لوگوں سے گفتگو کرتا ہے۔ لیکن باطن میں اُس جہان کے اندر معرفت نور میں مستغرق ہوتا ہے۔ یہ بات کامل مرشد سے جو فیض و فضل الٰہی سے با توفیق ہو حاصل ہوتی ہے۔ یہ توفیق اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ عنایت کرتا ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ" اس قسم کے عارف کو معرفت الٰہی میں عالم صاحب تحصیل فاضل اور فیض بخش کہتے ہیں۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ یہ فیض و فضل الٰہی توفیق عطائے الٰہی ہے۔ ان مراتب کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہی۔ تمام ابرار مقرب حق فنا فی اللہ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیوں کے برابر ہیں۔

عالم ظاہری اور عالم باطنی اور فقر کا درجہ علیحدہ علیحدہ ہے

واضح رہے کہ عالم فاضل صاحب فقہ‘ نص اور حدیث کا مرتبہ اور ہے۔ صاحب ورد و وظائف اور ذاکر کا درجہ اور ہے۔ لیکن فکر کا درجہ اور ہے۔ چنانچہ حسب ذیل فکروں سے

حسب ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

مثلاً اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں فکر کرنے سے دل میں اس کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کے احسان کی فکر کرنے سے دل میں حیا پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید کی فکر سے دل میں توحید الٰہی کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی فکر سے دل میں توحید الٰہی کا نور پیدا ہوتا ہے۔ علم تلاوت قرآن مجید کے متعلق فکر کرنے سے اعمال صالح پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا کی بابت فکر کرنے سے دل میں سیاہی جمع ہوتی ہے اور شیطانی منصوبے پیدا ہوتے ہیں۔

اہل دنیا

جہان میں اہل دنیا سے بڑھ کر کوئی برا نہیں۔ اس سے بڑھ کر کون احمق ہوگا۔ جو اس بدتر دنیا کو اللہ تعالیٰ کے نام‘ دین محمدی ﷺ اور فقر محمدی ﷺ سے بہتر سمجھتا ہو۔ مومن مسلمان وہ شخص ہے جو اس فرضِ عظیم کو بجا لائے کہ اللہ تعالیٰ قدرت غالب سے حاضر و ناظر ہے۔ یہ فرضِ عظیم تمام فرائض سے فرض عین ہے اور ہر سنت نبوی ﷺ سے بڑھ کر ہے۔ خانہ فی سبیل اللہ پر تصرف کرنا چاہیے تا کہ بڑی سنت ادا ہو۔ یہ فرض اور سنت صرف اہل اللہ ہی عمل میں لاتے ہیں۔ حدیث: "اَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ تَسْبِیْحِ الْمُقَرَّبِیْنَ" گنہگاروں کا رونا دھونا مقربوں کی تسبیح سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا لگتا ہے۔ جو شخص مردہ دل اہل دنیا سے جدا ہوتا ہے۔ اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اس کا نفس مر جاتا ہے۔ یہی نفس کا مار ڈالنا اور قتل کرنا ہے کہ وہ شرک‘ کفر‘ تکبر‘ حرص و ہوا اور بد خصلتوں کو چھوڑ دے۔ جب یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو سمجھ لو کہ نفس مردہ ہو گیا ہے اور نیک اعمال سے پاک ہو گیا ہے اور دنیاوی لذتوں اور اہل دنیا کی مجلسوں سے اس نے توبہ کر لی ہے اور صفائی قلب ارواح مقدسہ‘ عبادات اور معرفت الٰہی میں مشغول ہو گیا ہے۔ جب یہ ساری باتیں حاصل ہو جائیں تو سمجھ لو کہ نفس مطمئنہ ہو گیا ہے۔

حدیث: "اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَّحَوَادِثُھَا سِھَامٌ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی نَجَاتٌ مِّنَ النَّاسِ" دنیا بمنزلہ کمان ہے اور اس کے حادثات بمنزلہ تیر ہیں پس تم اللہ

تعالیٰ کی طرف بھاگو حتیٰ کہ انسان سے بچ جاؤ۔

حدیث: "اَلدُّنْیَا حَوْضٌ وَالْاِنْسَانُ فِیْهِ الْحُوْتِ وَالْمَرَضُ شَكْبَتِهٖ وَالْاَجَلُ صَیَّادٌ" دنیا بمنزلہ حوض ہے جس میں انسان بمنزلہ مچھلی ہے اور مرض بمنزلہ جال ہے اور اجل بمنزلہ شکاری ہے۔"

ترکِ غفلت

غفلت کی روئی کانوں سے نکال اور "کل نفس ذائقة الموت" کا خیال رکھ۔ آخر تیرے اعمال ہی تیرے کام آئیں گے۔ نیک اعمال ہی تیرے رفیق ہوں گے۔ جس قدر دنیا تجھے میٹھی معلوم ہوگی۔ اسی قدر جانکنی کا عذاب تجھے زیادہ ہوگا۔ صرف تلخی نہیں معلوم ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے نام اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے۔

حدیث قدسی: "فِی الدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ كَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ" دنیا میں تو ایک مسافر یا راہگیر کی طرح زندگی بسر کر اور اپنے آپ کو اہل قبور سے خیال کر۔

حدیث: جُمُوْدُ الْعَیْنِ مِنْ قَسْوَةِ الْقَلْبِ قَسْوَةُ الْقَلْبِ مِنْ اَكْلِ الْحَرَامِ وَاَكْلُ الْحَرَامِ مِنْ كَثْرَةِ الذُّنُوْبِ وَكَثْرَةُ الذُّنُوْبِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ وَطُوْلُ الْاَمَلِ مِنْ نِّسْیَانِ الْمَوْتِ وَنِسْیَانُ الْمَوْتِ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ كُلِّ خَطِیْئَةٍ وَّتَرْكُ الدُّنْیَا رَاْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ" آنکھوں کی سختی دلی سختی سے ہوتی ہے' دل کی سختی حرام کھانے سے' حرام کھانا کثرت گناہ سے' کثرت گناہ طول طویل امیدوں سے' طول طویل امیدیں موت کو فراموش کرنے سے' موت کا فراموش کرنا' دنیاوی محبت سے ہوتا ہے' دنیاوی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے اور اس کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سر ہے۔

حدیث: "اَلْمَوْتُ وَالْفِرَاقُ قَرِیْبٌ وَّلَیْسَ لَهٗ مُلَاقَاتٌ اِلَّا نَصِیْبٌ" موت اور جدائی ملتے جلتے ہیں' اسے ملاقات نہیں مگر نصیب سے۔

واضح رہے کہ جس شخص کی زبان قول الٰہی اور قول رسول ﷺ سے مردہ اور اس کا دل دنیاوی محبت میں فنا ہو' اس کی روح نفس کے غلبہ سے مردہ ہو جاتی ہے۔ اس کا سر پردہ

خناس سے مر جاتا ہے۔ خواہ وہ ظاہر میں زندہ ہی ہو اصل میں مرا ہوا ہوتا ہے کیونکہ وہ دنیا مردار کے درجات میں منہمک ہوتا ہے۔ جس شخص کی زبان علم نص حدیث اور نفس سے زندہ ہو اور جس کا دل ذکر الٰہی سے زندہ ہو۔ اس کی روح بھی زندہ ہوتی ہے اور اس کا سر مشاہدہ اور استغراق پروردگار کے سبب زندہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو ایسی زندگی نصیب ہوا سے مرنے کا کیا واسطہ

آں روز یاد کن کہ شود جاں زتن جدا
فریاد ہیچکس نرسد جز خدا خدا

وہ دن یاد کر جب جان بدن سے جدا ہو جائے گی اور ہر شخص خدا خدا کے سوا اور کچھ نہ کہے گا۔

زندہ دل ہرگز نمیرد با ہوا — مرگ رہبر شد مرا وصلِ خدا

زندہ دل ہرگز حرص کی موت نہیں مرتا۔ موت میرے لیے وصل خدا کی رہبر بنی ہے۔

خطاواریم عشرت بے شمار — کز برائے وصل طلبیدٗ است یار

ہم جو عشرت میں مشغول ہیں خطاوار ہیں۔ یار نے ہمیں وصل کے لیے بلایا ہے

جواب مصنف رحمۃ اللہ علیہ

از مرگ پیشتر حق یافتیم — شوق حق باخود رفیقے ساختیم

ہم نے موت سے پہلے ہی حق تعالیٰ کو پا لیا ہے۔ شوق حق کو ہم نے اپنا رفیق بنا لیا ہے۔

ہر کہ از حق زندہ شد عارف خدا — مردہ مرد نفس و سر ہوا

جو حق سے زندہ ہے وہ عارف خدا ہے۔ نفسانی خواہشات والا مردہ ہی سمجھو۔

نور نبوی برد با ما نورِ ذات — ذات با ذاتش رسد دائم حیات

نور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نور ذات تک پہنچایا۔ جب ذات ذات سے مل جاتی ہے تو دائمی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔

خلوت خانہ مرا نامش قبر　　غرق در توحید نورش سر بسر

میرے خلوت خانہ کا نام قبر ہے۔ اس میں پہنچ کر میں توحید میں غرق ہوتا ہوں اس کا نور سر بسر روشن ہے۔

کے بہ بیند سرّ اللہ کور بیں　　دیدہ داری خویش بیں اہل از یقیں

اندھا کب سر الٰہی دیکھ سکتا ہے۔ اگر تو آنکھیں رکھتا ہے تو اپنے آپ کو اہل یقین سے جان۔

دنیا یک دم بود یک ساعتش　　آں دمے بہتر کہ باحق طاعتش

دنیا ایک گھڑی بلکہ ایک دم ہے۔ اس لیے وہی دم اچھا ہے جو یاد الٰہی میں گزرے۔

حدیث: "اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلْھَا طَاعَۃٌ" دنیا ایک گھڑی ہے سوائے طاعت الٰہی میں صرف کر

آنچہ از حق باز دارد دنیا زشت
آنچہ باحق مے برد مزرعہ بہشت

جو چیز تجھے یاد حق سے غافل کرتی ہے وہی دنیا ہے۔ جو حق سے ملاتی ہے وہ آخرت کی کھیتی ہے۔

واضح رہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو زندگی عبادت معبود اور ذکر الٰہی میں بسر ہو وہی زندگی ہے۔ دنیاوی سونا، چاندی، مال اور دولت فخر فرعونی اور متاع شیطانی اور بت پرستی ہے۔ کسی اہل ریاضت کا قول ہے کہ دنیا شیطانی شراب ہے جو اس کا گھونٹ پی لیتا ہے۔ وہ ابدالآباد تک ہوش میں نہیں آتا۔ قانع آدمی غنی ہے۔ خواہ اس کے پاس ایک دمڑی بھی نہ ہو اور حریص محتاج ہے خواہ وہ ساری دنیا کا مالک ہو۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

کہ کامل فقیر وہ ہے جو پہلے تمام دنیاوی متاع کو ہاتھ میں لا کر اس کا عامل بن کر دل اس طرح غنی کرے کہ گویا تمام دنیا اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے دل میں دنیاوی حسرت

باقی نہ رہے۔ گویا اس نے دنیا ہاتھ میں لا کر خود چھوڑی ہے۔ اگر کوئی فقیر دنیا کا گلہ کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ فقیر دنیا کا طالب ہے اور دنیا اس کے گھر نہیں آتی۔ اس واسطے دنیا سے بیزار ہو کر اس کا گلہ کرتا ہے یا وہ فقیر اللہ تعالیٰ کا طالب اور مقرب حق ہے اور وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول رہتا ہے اور اسے دنیا سے گھن آتی ہے اور وہ اسے بمنزلہ مردار بدبودار معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا گلہ کرتا ہے۔

دنیا بہر از خدمت مردانِ خدا　　اہل دنیا طالب شیطان ہوا

دنیا مردانِ خدا کی خدمت کے لئے ہے دنیا دار طالب شیطان و حرص و ہوا ہیں۔

حدیث: "لَوْلَا الْفُقَرَاءُ مُھْلِکَ الْاَغْنِیَاءُ" اگر فقیر نہ ہوتے تو غنی تباہ ہو جاتے۔ اہل دنیا کو لازم ہے کہ وہ فقراء سے التجا کریں۔ لیکن فقیر کے لیے کسی دنیا دار کا ملتجی ہونا گناہ ہے۔ ہاں اگر عند اللہ ایسا کرتا ہے تو کوئی ہرج نہیں جو فقیر دن رات اہل دنیا سے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتا ہے وہ اہل دنیا سے بھی بدتر ہے۔

حدیث: "لَا تَغْتَرُّوْا بِبَیَاضِ الْمُلُوْکِ فَاِنَّہٗ مَعْجُوْنَۃٌ بِدَمِ الْمَسَاکِیْنَ"

بادشاہوں کی فیاضی پر نہ اتراؤ کیونکہ وہ مسکینوں کے خون کی معجون ہوتی ہے۔

پہلے لقمۂ حلال حاصل کر بعد ازاں فقر میں قدم رکھ۔ جب تک نفس کو فقر و فاقہ دنیاوی لذتوں سے زیادہ لذیذ معلوم نہ ہو۔ معرفت الٰہی کی راہ اس پر منکشف نہیں ہوتی۔ جب تمام ظاہری باطنی، غیبی الٰہی خزانے اس کے قبضہ میں ہوں گے وہ دنیاوی ایک پیسہ تک اپنے لیے روا نہ رکھے گا۔ اے ناقص خام یہ مراتب عارفاں ابوالوقت کے ہیں

تانیائی ز نفسِ فانی تو　　کے رسی بلا مکانی تو

جب تک تو نفس کو فنا کر کے نہیں آئے گا تو لامکان میں کیسے پہنچ سکے گا۔

حدیث: "مِعْرَاجُ الْفَقِیْرِ لَیْلَۃُ الْفَاقَۃِ" فاقہ کی رات فقیر کے لیے شب معراج ہوتی ہے

چو معدہ بود خالیت از طعام　　درآں وقت معراج باشد مدام

جب معدہ تراطعام سے خالی ہو۔ اس وقت معراج ہی معراج ہوتا ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

فقیر کامل اور طالب کامل کی خوراک مجاہدہ اور اس کی نیند ایک دم میں تجلیات ذات اور ہزار ہا مقام کا مشاہدہ ہے۔ مرشد کامل طالب کو اسم اللہ ذات کے تصور سے شروع ہی میں عارف باللہ بنا دیتا ہے۔ متوسط میں احوال کا تماشا دکھاتا ہے اور اخیر پر لازوال بنا دیتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی : " لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" (۱۱-۱۱۳) تم ظالموں کی طرف مائل نہ ہو، کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔"

یہ مراتب بھی صاحب قلب ولایت کے ہیں۔ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ حدیث: "اَلْمَوْتُ غَنِيْمَةٌ وَّالْمَعْصِيَةُ مُصِيْبَةٌ وَّالْفَقْرُ رَاحَةٌ وَّالْغِنَاءُ عُقُوْبَةٌ" موت غنیمت ہے گنہگاری مصیبت ہے، فقر آرام اور دولت مندی عذاب ہے۔

باہو رحمۃ اللہ علیہ

مار از مرگ پیغام خوش تر است
شادی ازاں پیغام وصلش شد تمام

سانپ سے موت کا پیغام اچھا ہے۔ جس پیغام سے وصل نصیب ہوا سے سن کر خوش ہونا چاہیے۔

حقیقتِ قلب

واضح رہے کہ دل ایک گھر ہے جو دل ہمیشہ نظر الٰہی کا منظور ہے وہ خانہ نور ہے۔ اس دل میں سات الٰہی خزانے ہیں۔ گنج ایمان، گنج علم، گنج تصدیق، گنج توفیق، گنج محبت، گنج فقر، گنج معرفت و توحید الٰہی۔ ان سات خزانوں کی حفاظت کے لیے ان کے گرد سات قلعے ہیں۔ ہر قلعہ میں نور الٰہی کے ستر ہزار لشکر ہیں۔ وہ سات قلعے یہ ہیں جو سات روز میں دل کے گرد آراستہ کئے جاتے ہیں۔ جن کے سبب زندگی موت میں خطرات شیطانی، ہوائے

نفسانی، حادثات دنیاوی اور وہم وسوسہ سے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہے۔ یہ مراتب ان شخصوں کو حاصل ہیں۔ جو اہل مشاہدہ وحضور ہیں اور فنا فی اللہ عارف باللہ ہیں۔

نیز کہتے ہیں کہ وہ سات قلعے حسب ذیل ہیں:

پہلا اسم اللہ کے تصور کا قلعہ، دوسرا اسم للہ کے تصور کا قلعہ، تیسرا اسم لہ کے تصور کا قلعہ، چوتھا اسم ھو کے تصور کا قلعہ، پانچواں اسم محمد ﷺ کے تصور کا قلعہ، چھٹا اسم فقر کے تصور کا قلعہ، ساتوں کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تصور کا قلعہ۔

قلبی ذاکر وہ ہے

جو ان سات قلعوں سے گزر کر ولایت قلب میں داخل ہو کر سات الٰہی خزانے جو ولایت دل میں ہیں۔ بغیر تکلیف وریاضت اپنے قبضے میں لائے۔ ایسے شخص کو صاحب ولایت قلب کہتے ہیں۔ حدیث: "اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ" امید وخوف کے درمیان ایمان ہے۔ پس تین مقام ہوئے، اوّل خوف، جو شخص خوف نفس کے مقام میں ہو وہ گناہوں سے استغفار کرتا ہے۔ "قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا" ان دونوں نے کہا یا اللہ ہم دونوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ دوم مقام رجا، جو شخص اس مقام میں آتا ہے وہ طاعت اور بندگی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس کی روح کو لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ رجا روح کا مقام ہے۔ نفس اور روح کے درمیان قلب کا مقام ہے۔ جب مقام قلب میں غرق ہوتا ہے تو قالب قلب بن جاتا ہے اور ساتوں اعضاء نور کا لباس پہن لیتے ہیں اور رجا اور خوف دونوں مدنظر رہتے ہیں۔ ولی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" خبردار! اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ کسی کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ ولی اللہ اس شخص کو کہتے ہیں جو سر سے پاؤں تک رحمت الٰہی میں لپٹا ہوا ہے۔ ایمان، صدق، یقین، ذکر اللہ اور کلمہ طیبہ ایمان کی بنیاد ہیں۔ جس اہل ایمان کو نصیب ہوتی ہے۔ اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

ہر کہ با ایماں رود صد گنج برد   ہر کہ بے ایماں رود مفلس بمیرد

جو شخص دنیا سے با ایمان گیا وہ گویا سینکڑوں خزانے لے گیا جو بے ایمان گیا وہ مفلس مرا۔

حقیقتِ سلوک

سنو! سلک سلوک کیا چیز ہے' مجاہدہ اور مشاہدہ کسے کہتے ہیں۔ ریاضت راز کس بات کا نام ہے اور قرب وصال' محبت' طلب جمعیت اور معرفت فنا فی اللہ بقاباللہ کیا چیز ہے اور فقر فیض' نعمت وعظمت اور مشرف دیدار نبی ﷺ ہونا اور اٹھارہ ہزار عالم کا جزوی وکلی علم ہونا کیا ہے اور وہ کیا ہے جس سے طالب کو ہر مطلب یکبارگی ہاتھ آ جاتا ہے۔ چنانچہ جس وقت چاہے دیدارِ پُر انوار سے مشرف ہو جائے اور جب چاہے مجلس نبوی ﷺ پر جاں نثار ہو جائے۔ اولیاء اللہ کی قبروں یا انبیاء علیہم السلام کی قبروں یا شہیدوں کی قبروں سے ہر ایک روح سے ملاقات کرنا اور معرفت کے مراتب۔ استغراق وحدانیت' مجلس نبوی ﷺ کا حضور ہر ایک روحانی سے ملاقات اور مصافحہ وغیرہ وغیرہ۔ اسم اللّٰہ ذات اور اسم سرور کائنات ﷺ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں اور آیات قرآنی کے تصور سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو مرشد ایک دم میں ایک قدم پر یہ تمام باتیں نہیں دکھلا سکتا۔ وہ مرشد ہی نہیں۔ پیغمبروں کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہوا ہے۔ پھر بھی انہیں فقر کی آرزو تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے فقر کی التجا کیا کرتے تھے بلکہ ہمارے نبی کریم ﷺ جو خلاصہ موجودات ہیں۔ وہ فقر پر فخر فرمایا کرتے تھے۔ جو ناقص مرشد فقر کے مرتبہ پر نہیں پہنچا۔ خواہ وہ کتنی ہی ریاضت کرے۔ راز فقر سے بے خبر رہتا ہے۔ خواہ مجاہدہ میں مشغول ہو فقر کے انکشاف سے بے بہرہ رہتا ہے۔ خواہ وہ کرامات دکھائے فقر کے کرم سے محروم رہتا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقر کا مرتبہ حاصل کرنا سخت مشکل بلکہ محال ہے۔ فقر کا مرتبہ یہ ہے کہ اسے قرب الٰہی کا وصل حاصل ہو۔ فنا فی اللہ ہو۔ نور الٰہی میں مستغرق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو اور ہمیشہ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر رہے۔ وہی شخص فقر کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو ارشاد و ہدایت محمدی ﷺ والے کی بیعت کرے اور اس سے تعلیم و

تلقین حاصل کرے اور خود فیض بخش ہو۔ فقر کے مرتبے پر پہنچنا آسان کام نہیں۔ فقر میں اسرار الٰہی کا مشاہدہ اور بڑی معرفت الٰہی درکار ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو خود تو مقام فضیحت میں ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں فقر' فیض اور نصیحت کا۔

فقر کے حروف کے معنی

واضح رہے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ ف' ق اور ر۔ حرف ف سے فنائے نفس' ق سے قوت روح اور ر سے رحم دل مراد ہے۔

نیز ف سے فخر' ق سے قرب اور ر سے رحمت مراد ہے۔ جو شخص فقر کی عزیمت میں آ کر رجعت خوردہ ہو اور دنیا کی طرف لوٹ آئے۔ اسے ف سے فضیحت' ق سے قہرِ خدا اور ر سے ردّ نصیب ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ جو شخص فقر میں ثابت قدم رہتا ہے۔ اس کی نظر میں دنیاوی خزانے شاہی خزانوں سے کہیں بڑھ کر ہوتے ہیں۔ باطن میں اسے معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے خواہ ظاہر میں پیسہ کی خاطر اہل دنیا سے سوال کرے۔ فقیر کا مرتبہ یہ ہے کہ ظاہر میں مفلس ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں غنی ہوتا ہے اور مجلس نبوی ﷺ کی اسے دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

باھو مے شناسد فقر را با یک نظر　　چوں با نظر زرگر شناسید سیم وزر

باھو فقر کو ایک ہی نگاہ میں اس طرح پہچان لیتا ہے جیسے سنار سونا چاندی پرکھ لیتا ہے۔

ایں گدایاں کے بہ آں رتبہ رسند　　ہم نشین اہل دنیا سر ہوا

جو فقیر اہل دنیا کے ہم نشین ہیں وہ کیونکر اس رتبے پر پہنچ سکتے ہیں۔

واقعی اور یقینی امر ہے کہ فقیر راہ راست پر ہوتا ہے۔ خواہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کی راہ گناہ ہی معلوم ہوتی ہو جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سورہ کہف میں موجود ہے کہ کشتی کو توڑا۔ بچے کو جان سے مار ڈالا اور ناقص دیوار کی مرمت کی۔ اکثر آدمی ایسے بھی ہیں۔ جو لوگوں کی نظروں میں اہل اللہ ہیں اور باطن میں خواہشات نفسانی کے پابند ہیں

از سیاہ کاراں امید توبہ محرومی دیگر است
جامۂ خود راہماں بہتر نشوید گلخنی

سیاہ کاروں پر امید کرنے سے تجھے ایک اور ہی بد نصیبی حاصل ہو گی۔ جیسا کہ بھٹی میں کپڑا دھونے سے اور سیاہ ہو جاتا ہے۔

حدیث:"اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ الْهَوٰى وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْمَغْفِرَةَ" احمق وہ شخص ہے جو خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کے باوجود اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھے۔

علم کا حاصل کرنا فرض عین ہے

یہ یقینی امر ہے کہ زیادہ علم پڑھنا آدمی کے لیے فرض عین نہیں۔ صرف فرض، واجب، سنت اور مستحب کا علم ہے۔ خدا سے ڈرنا، گناہوں کو چھوڑ دینا، حرص، حسد، تکبر اور طمع کو ترک کرنا فرض عین ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ جن کا ظاہر علم سے آراستہ ہے اور بظاہر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں اور باطن میں اپنے نفس میں مشغول ہیں۔ یہ مثل ان پر صادق آتی ہے۔ "دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت" ایسے لوگ معرفت الٰہی سے محروم ہیں۔ یہ نفسانی بلائیں دنیاوی طلب کی خاطر ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : "اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ" (۲-۴۴) کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى :"دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ" جنت میں داخل ہوا اور وہ اپنے نفس کے لیے ظالم تھا۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : "وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى" جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے۔ نفس امارہ دنیا کا رہنا ہے۔ جس طرح دم جان کا اور شیطان ان دونوں کے درمیاں اس طرح ہے جیسے وجود میں دل۔ حدیث: "اَلدُّنْيَا نِيَامٌ وَّعَيْشُهَا فِيْهَا اِحْتِلَامٌ" دنیا بمنزلہ خواب ہے اور اس میں عیش و عشرت بمنزلہ احتلام۔ حدیث: "اَلدُّنْيَا يَاْكُلُ الْاِيْمَانَ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ" دنیا ایمان کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے۔ حدیث: "اَلدُّنْيَا ظِلٌّ زَائِلٌ" دنیا زائل ہونے والا سایہ ہے۔ دنیا ڈھلتی چھاؤں ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ" اے بنی آدم! تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اسم اللہ کے تصور سے دنیاوی محبت دور ہو جاتی ہے

واضح رہے کہ اسم اللہ کے تصور سے دل پر سے سیاہی، گناہ اور دنیاوی محبت دور ہو جاتے ہیں

برزباں لا حول ودر دل لا الٰہ — دل شود پر نور از ذکر اللہ

جس ذکر کے وقت زبان پر لاحول اور دل میں لا الٰہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پر نور ہوتا ہے۔

اسم اللہ کے تصور سے راہ حضوری حاصل ہوتی ہے اور حضور آخر کار فنافی اللہ کر دیتا ہے۔ نور توحید مستغرق کر دیتا ہے۔ جس سے باطن معمور اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے اور تمام ناشائستہ باتوں سے بچ نکلتا ہے

ذات حاصل مے شود از ذکر ذات — از صفاتی مے برآید شد نجات

ذکر ذات سے وصل ذات حاصل ہوتا ہے۔ جب انسان صفات سے نکل آئے تو اسے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

وصف اول را بخوانیم از گناہ — تاترا حاصل شود وحدت اللہ

پہلے وصف کو ہم بمنزلہ گناہ سمجھتے ہیں اسے چھوڑ تا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت حاصل ہو۔

یا ہر مطلب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی روحوں سے طلب کر روحانیوں سے ملاقات کر۔ کون و مکان سے اپنا نصیبہ لے اور لامکان ہو۔

مرشد خام اور مرشد کامل کی تعریف

جس مرشد کی نگاہ سے طالب دیوانہ مجنوں اور مجذوب ہو جائے۔ تا اس کی نظر سے طالب کو حسن پرستی اور راگ رنگ بھلا معلوم نہ ہو یا ظاہری علم بھول جائے یا ظاہری

عبودیت سے دل سرد ہو جائے۔ یا باطن بغیر حضوری مجلس نبوی ﷺ ہو۔ یا ورد وظائف اور دعوت چھوڑ دے۔ یا تلاوت قرآنی لذت نہ دے۔ یا علم فقہ کی طرف رجوع نہ کرے۔ ایسا مرشد قہر جلالیت کا مبتدی' متردد اور بے جمعیت ہے۔ جس کا یہ طریقہ ہو وہ خام ہے۔ اس سے نہ کلام کر نہ مل بیٹھ کامل مرشد کے طالب بھی کامل ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ شوق میں مسرور رہتے ہیں۔ یہ لوگ بزرگ نہیں۔ جو ظاہر و باطن میں بے قوت ہیں۔ بے شریعت ہیں اور آباؤ اجداد کی کرامت پر مغرور ہیں۔ واقعی جو مرشد نہ حضوری ہے نہ قبوری وہ نفس پرست اور مقہوری ہے۔

جو کامل مرشد کسی اپنے طالب پر مہربانی کرتا ہے۔ اسے دفعۃً بلا ریاضت و رنج اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے۔ کامل کی ایک نگاہ ہی کافی ہوتی ہے۔ کامل کی توجہ حضرت خضر علیہ السلام سے بہتر ہوتی ہے۔ ان کی نگاہ سے مٹی بھی سونا ہو جاتی ہے۔ جو فقیر حق الیقین کے مراتب پر اور منصف اور حق شناس ہے وہ دونوں جہان کا امین ہے کیونکہ امین اللہ' ولی اللہ' اہل اللہ اور عارف باللہ فقیر کو ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ زمین کو کمان کی طرح کھینچ کر مشرق اور مغرب کا کونہ ملا دے اور زمین کی کمان کے کونے ملا کر قضا کا تیر قدرت خدا سے تمام جہان پر ایسا مارے کہ سارا جہان قحط یا ناگہانی موت کے تیر سے مر جائے۔

فقیر کے پاس بارہ چابیاں ہوتی ہیں

فقیر اسی واسطے سب پر غالب ہے کہ اس کے پاس حسب ذیل بارہ چابیاں ہوتی ہیں۔

۱-صحت کی چابی۔ ۲-زحمت کی چابی۔ ۳-کشائش رزق کی چابی۔ ۴-تنگیٔ رزق کی چابی۔ ۵-ربع مسکوں کی خشکی وتری ساتوں ولایتوں اور ملک سلیمانی اور تمام روئے زمین پر کی چیزوں کو اپنے قبضہ میں لانے کی چابی۔ ۶-انبیاء اللہ' اولیاء اللہ' غوث' قطب اور تمام اہل درجات کی روحانیت کو اپنی قید میں لانے کی چابی۔ ۷-مؤکل فرشتوں کی چابی۔ ۸-تمام مخلوقات جن' دیو پری' وحوش' طیور کو اپنے قبضہ میں لانے کی چابی۔ ۹-مقام ازل کی چابی۔ ۱۰-مقام ابد کی چابی۔ ۱۱-مقام عقبیٰ کی چابی۔ ۱۲-مقام معرفت مولیٰ فنا فی اللہ

لامکان کی چابی۔

ان بارہ چابیوں سے ہر ایک مع بارہ علم بارہ حکمت' بارہ علم جن کے متعلق "اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃٌ مِنَ الْحِلْمِ" علم حلم کا نتیجہ ہے آیا ہے۔ بارہ ذکر فکر' بارہ قبض بسط بارہ سکر صحو' بارہ دعوت جن سے ایک لحظہ میں تمام مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ بارہ مذکور مشاہد حضور' بارہ سلک سلوک جن سے ایک لحظہ میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی مجلس میں پہنچ سکتے ہیں۔ بارہ مکاشفے' بارہ محاسبے' بارہ دلیل بارہ وہم و خیال' بارہ معرفت وصال' بارہ الہام' بارہ تجلیات' بارہ غرق اور بارہ فنا فی اللہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُــوْلُ اللّٰہِ** کے تصور سے حکم خدا اور اجازت نبوی ﷺ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اعمال دعوت ختم قرآن اور اسم اعظم کے پڑھنے سے ہر ایک مقام کا قفل مذکورہ بالا چابیوں سے کھل سکتا ہے۔ جس فقیر کے پاس یہ چابیاں ہوں وہ الٰہی خزانوں کا مالک عارف باللہ اور صاحب قرب و توحید ہوتا ہے۔ ورنہ بے قوت و بے کلید فقیر محض مقلد ہے۔ فقیر ہونا آسان کام نہیں۔ فقر میں پروردگار کے اسرار عظیم کا مشاہدہ ہوتا ہے

اندرون تو می برآید ہر آواز　　　با آوازش میرساند اہل راز

ہر آواز تیرے اندر سے آتی ہے۔ یہی آواز تجھے اہل راز تک پہنچاتی ہے۔

مرشد ناقص چہ داند آواز راز　　　ہر کہ آوازش رسد شد بے نیاز

ناقص مرشد کو اس آواز راز کی کیا خبر جس کو یہ آواز پہنچتی ہے وہ بے نیاز ہے۔

باھوؔ آواز یک سراست درسرا و مقام　　　ہر کہ انجامے رسد ختم از تمام

اے باھو! یہ آواز ایک بھید ہے جو شخص اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ مکمل ہو جاتا ہے۔

مقام آواز جو سر میں ایک ہڈی ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک سے وسیع ہے۔ جس میں روحیں بند کر سکتا ہے۔ اس کو ملک اسرار الارواح بھی کہتے ہیں۔ جو مرشد اپنے طالب اللہ کو ارواح کے اس ملک عظیم میں پہنچا سکتا ہے وہ لائق ارشاد ہے اور اس کا طالب موت سے آزاد ہے۔ خواہ وہ لوگوں کی نظروں میں مر جاتا ہے۔ لیکن در اصل کی جان پرانے کپڑے اتار کر نئے پہنتی ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ نفس پرست اور صاحب حرص و ہوا بہت

ہیں اور خدا پرست فقیر بہت کم ہیں۔ اہل اللہ فقیر صاحب قوت ہونے کے باوجود مشرک' کافر اور منافق ہر طرح کے لوگوں کی ملامت' غیبت' غصہ' غضب' قہر اور دکھ تکلیف کو برداشت کرتے ہیں۔ لیکن خلقت کو ستاتے نہیں کیونکہ ایسا کرنا نبیوں کا طریقہ ہے۔ خلقت کو ستانا نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ کامل فقیر کا حوصلہ بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ اسے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اگر کامل فقیر چاہے تو طالب کو سالہا سال کی ریاضت میں مشغول کر دے۔ اگر چاہے تو ایک لحظہ میں معرفت الٰہی اور وصال بخش دے۔ فقیر کو یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جس کے احوال میں سکر اور خیال میں خامی ہو۔ وہ نہ غرق فنا فی اللہ ہے نہ اسے مشاہدہ جمال ہے

اسم اعظم انتہا باہو بود
وردِ باہو روز و شب یا ھُو بود

باہو اسم اعظم انتہائی چیز ہے۔ اسی واسطے دن رات باہو کا ورد یاھُو ہے۔

اسم اعظم ولی اللہ مومن مسلمان کے نصیب ہوتا ہے۔ جس میں تاثیر کرتا ہے اس کو نفع ہوتا ہے جب یہ رواں ہو جائے تو لا یحتاج کر دیتا ہے اور ذاکر کا دل صاف کر دیتا ہے۔ اگر یہ رواں نہ ہو تو دل مردہ ہو جاتا ہے اور خود صاحب حرص و ہوا ہو جاتا ہے۔ اسم اعظم کا عامل جانتا ہے کہ دنیا ایک گھڑی ہے۔ عقل مند عارف وہ ہے۔ جو اس ایک گھڑی کو طاعت میں بسر کرے۔ حدیث: "اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَجَعَلْھَا طَاعَۃً" دنیا ایک گھڑی ہے اس کو طاعت میں صرف کر۔

اہل حضور کا مرتبہ عظیم

عوام کی طاعت کو مع دعا حضوری فرشتے بارگاہِ الٰہی میں لے کر جاتے ہیں۔ لیکن فنا فی اللہ خاص اہل حضور جو مذکور کے ذکر کے سبب فنا فی التوحید ہوتے ہیں۔ ان کی طاعت میں فرشتوں و دخل نہیں۔ وہاں حرمت نبی ﷺ سے نہ مقرب فرشتوں کو دخل نہ پیغام کی حاجت

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نگنجد در مقام لی مع اللہ

فرشتہ کو اگرچہ بارگاہ الٰہی کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ لیکن لی مع اللہ کے مرتبہ پر بھی اس کی گنجائش نہیں رہتی۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کر جب تو بھول جائے۔

حدیث: "لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ" اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ہے کہ وہاں مقرب فرشتے کا دخل ہے نہ کسی نبی مرسل کا

خلق را طاعت بود از کسب تن
عارفاں را ترک تن طاعت بود

عام خلقت بدنی طاعت کرتی ہے۔ لیکن عارفوں کی طاعت بدن کا ترک کرنا ہے۔

اصل طاعت پوشیدہ بے ریا اور فنا فی التوحید کا استغراق ہے۔ وہ طاعت اور ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اور کسی لالچ سے کی جاتی ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ" میں اس سے اچھا ہوں

ہر کہ آمد در انا در نار شد
خاکی آدم لائق دیدار شد

جو شخص غرور کرتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ خاکی آدمی دیدار کے لائق ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ سب سے بڑا گناہ تکبر اور خود پسندی ہے۔ حدیث: "مَنْ كَانَ ذَرَّةٍ فِیْ قَلْبِهٖ عَنِ الْكِبْرِ لَا يَدْخُلِ الْجَنَّةَ" جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا

خویش را بگذارد غرق نور شو
احتیاج نیست وصلش با حضور

اے طالب! اپنا آپ چھوڑ کر نور میں غرق ہو جا حضوری میں وصل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

در حضوری وصل شرک و با ہوا
زیں ہوائے شرک طالب باز آ

بلکہ حضوری میں وصل شرک ہے۔ اے طالب! اس شرک سے باز آ جا۔

غرق فی اللہ با مطالب راز حق
زیر پائش عرش و کرسی ہر طبق

جو شخص غرق فی اللہ ہو وہ راز حق سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں تلے عرش، کرسی اور ہر طبقہ ہوتا ہے۔

مرشد کامل بود رہبر خدا — طالباں را باز دارد از ہوا

کامل مرشد خدا کی طرف راہ دکھاتا ہے۔ وہ طالبوں کو حرص و ہوا سے باز رکھتا ہے۔

ہر کہ طالب با مطالب خویشتن — ایں چنیں طالب بود بس لاف زن

جو طالب مطلب پرست ہو۔ وہ نرا لاف زن ہے۔

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم — در مجالس مصطفیٰ ﷺ حاضر برم

جو حق کا طالب ہے۔ اس کے لیے میں بھی حاضر ہوں۔ میں اسے مجلس نبوی ﷺ میں پہنچا سکتا ہوں۔

باھو! مرشدی خود طالبی خود جاں فشاں — طالب حق را نیابم در جہاں

جس طرح لوگ دن رات کامل مرشد کی تلاش میں رہتے ہیں اسی طرح مرشد بھی کسی کامل طالب کی تلاش میں رہتا ہے۔

دونوں جہان پر غالب ہونا آسان کام ہے مگر محاسبہ نفس مشکل ہے

واضح رہے کہ دونوں جہان پر غالب ہونا آسان کام ہے۔ طالب کو دنیاوی مال و دولت اور عزت اور مرتبہ دلا دینا ایک ادنیٰ اور آسان کام ہے۔ جاہل کو عالم بنا کر لوح محفوظ کا مطالعہ کرا دینا بھی آسان اور سہل ہے۔ لیکن نفس کو قید میں لا کر دن رات اس کا محاسبہ کرنا سخت مشکل ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو پہچانوں۔ معرفت اور قرب حاصل کروں۔ شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہو جاؤں۔ صاحب بصر بن جاؤں۔ اللہ تعالیٰ سے بے حجاب الہام و پیغام لے سکوں۔ سر و اسرار سے واقف ہو جاؤں۔ جواب با صواب حاصل کروں۔ علم واردات فتوحات اور علم لدنی، غیبی، لاریبی حاصل کروں اور اللہ

تعالیٰ سے ہم کلام ہو جاؤں تو اسے چاہیے کہ اپنی حقیقت پہچانے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب نفس امارہ قدرت الٰہی سے پیدا ہوا تو اس کے سر پر سات رنگ کا تاج رکھا گیا۔ وہ سات رنگ یہ تھے۔ طمع، حرص، شرک، کفر، نفاق، تکبر اور حرص و ہوا۔ پھر اس کے بدن پر حسد، ریا اور زینت دنیا کا لباس چست کیا۔ شیطان کو اس کی بغل میں دیا۔ بے حیائی اور بے ادبی کا سرمہ مغروری کی آنکھ میں لگایا۔ اس نے شیطان کو اپنا وزیر بنایا۔ ایسا کرنے سے وہ معرفت الٰہی سے اندھا ہو گیا۔ جب اس کج دھج سے نفس امارہ کو بارگاہِ الٰہی میں لایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر رحمت نہ کی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت، رحمت اور اس کے وصال کو چاہتا ہے۔ وہ پہلے نفس امارہ کو چھوڑتا ہے۔ یہ مراتب عارفانِ حال کے ہیں۔ "دع نفسك وتعالیٰ" اپنے نفس کو چھوڑ اور اوپر آ جا۔

حدیث: "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ . مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ" جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔

جو شخص پہلے اپنے نفس کو اپنا مطیع اور محکوم نہیں بناتا۔ اس کے لیے معرفتِ الٰہی حاصل کرنا محال ہے۔ نفس امارہ کی ترک بغیر با خدا ہونا ایک امر محال ہے۔ جب تک اس نفس خبیث جو بمنزلہ ابلیس و دیو سلیمانی ہے۔ فنا فی اللہ کے قید خانہ میں فنا نہ کرے گا۔ عارف باللہ کیسے ہو گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ نفس امارہ آدمی کا خون پیتا ہے اور پشیمان نہیں ہوتا۔ جو شخص نفس امارہ سے یکبارگی قطع تعلق نہیں کرتا وہ قلب سلیم اور رضا بحق تسلیم کے درجے کو نہیں پہنچتا اور مجلس محمدی ﷺ میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ کامل مرشد پہلے ہی دن یہ سبق دیتا ہے کہ نفسانی خواہشات کو ترک کر کے انبیاء اور اولیاء کی مجلس میں ہر ایک سے ملاقات کرو۔ طالب اللہ کے وجود میں چاروں مراتب ہیں۔ صرف ان کی پہچان کرنا ہے۔ وہ مراتب، نفس، قلب روح اور سر کے ہیں۔ جب یہ چاروں مرتبے وجود میں جمع ہو کر ایک دوسرے میں محو ہو جائیں تو اس سے نور کی تجلی پیدا ہوتی ہے۔ جسے توفیق الٰہی کی صورت کہتے ہیں۔ بعد ازاں ہر صورت کے آثار معلوم کرنے چاہئیں۔

سو واضح رہے کہ نفس امارہ والے کے آثار یہ ہیں۔ ترشروئی' بدخوئی' جسم کا ریا سے پُر ہونا' متکبرانہ کلام کرنا' خواہ وہ جاہل ہو یا عالم' یہ صفتیں ان میں ضرور ہوں گی۔ صاحب قلب کی یہ نشانیاں ہیں کہ اس کی ہر بات سے اخلاص' محبت اور ذکر الٰہی ظاہر ہوگا۔ اہل روح کی یہ شناخت ہے کہ اس کی ہر بات نص اور حدیث کے موافق ہوگی' صاحب سر کی یہ پہچان ہے کہ اس کی ہر بات مشاہدہ و معرفت الٰہی اور تجلیات ذات دیدار کے متعلق ہوگی۔ توفیق الٰہی کی جانچ یہ ہے کہ اس کی حرکات و سکنات اور گفتگو سے توفیق الٰہی' نور مشاہدہ اور تجلیات نور ذات اور قرب و حضور ٹپکے گا

نفس و قلب و روح چو ہر یک نور شد　　لائق مذکور حق مغفور شد

جب نفس' قلب اور روح میں سے ہر ایک نور ہو جاتا ہے۔ وہ شخص مذکور کے لائق اور مغفور ہو جاتا ہے۔

این مراتب ابتداء طالب خدا　　مے بر آ اربع عناصر واز ہوا

طالب خدا کے یہ ابتدائی مراتب ہیں کہ وہ اربع عناصر اور حرص و ہوا کو ترک کرتا ہے۔

دیدہ از دل مے کشائد با حضور　　اولیاء اللہ غالب بر قبور

اس کی دلی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور صاحب حضوری ہو جاتا ہے۔ اولیاء اللہ قبور پر غالب ہوتے ہیں۔

شہسوار شیر نرگردد سوار　　ہر کہ روباہ کرد دعویٰ زیر بار

وہ شہسوار شیر نر پر سوار ہوتا ہے۔ جو لومڑی ہو کر دعویٰ کرے اسے زیر بار ہونا پڑتا ہے۔

سروریم قادریم قدر داں　　مد نظرش پیر باشم ہر زماں

میں سروری قادری قدر دان ہوں۔ میں ہر وقت پیر کے مد نظر رہتا ہوں۔

لَا تَخَفْ لَا تَحْزَنْ چو ما را شد مقام　　با نظر ہر یک شناسم خاص و عام

چونکہ ہمارا مقام "لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ" نہ ڈر نہ غمگین ہوئے۔ اس لیے میں

خاص و عام کو ایک نگاہ میں پہچان لیتا ہوں۔

باہو در شریعت باش دائم شوق گیر　　این مراتب انتہائی فی اللہ فقیر

باہو شریعت میں ہمیشہ شوق ظاہر کرنا۔ یہ فنا فی اللہ فقیر کے انتہائی مراتب ہیں۔

فی اللہ فقیر وہ شخص ہے جو قرآن مجید کی برکت سے نفس پر حکمران ہو۔ جو شخص خواہشات نفسانی کو پاؤں تلے نہ روندے اور نفس کے گھوڑے پر سوار نہ ہو۔ اس کے لیے ان باطنی مراتب پر پہنچنا محال ہے۔ خواہ بظاہر ساری عمر ریاضت میں صرف کر دے۔ بالکل لا حاصل اور بے فائدہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى" (۷۹-۴۰،۴۱) جس نے نفس کو خواہشات سے روکا پس جنت اس کا ٹھکانا ہے

نفس وسوسہ واہمہ خطراتِ بد　　قُوت' قُوتِ نفس را حرص و حسد

جو نفسانی وسوسہ وہم اور خطرہ میں گرفتار ہو اور جس کے نفس کی خوراک قوت' حرص و حسد ہو۔

کے شناسد نفس را اہل از صنم　　کے شناسد نفس را آں مردہ دم

وہ مردہ دم اور بت پرست نفس کو کس طرح پہچان سکتا ہے۔

کے شناسد نفس را این مرد عام　　ہر کہ یا بد نفس را عارف تمام

یہ عامی مرد نفس کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔ صاحب حضوری شخص نفس کو قتل کرتا ہے۔

کے شناسد نفس را اہل از غرور　　قتل سازد نفس را اہل از حضور

اہل غرور کب نفس کو پہچان سکتا ہے۔ صاحب حضوری شخص نفس کو قتل کرتا ہے۔

نفس را تحقیق کردم از خدا　　ہر حقیقت یافتم از مصطفیٰ ﷺ

میں نے خدا سے نفس کو تحقیق کیا اور جناب مصطفیٰ ﷺ سے ہر حقیقت پائی۔

نفس ناری عاقبت چوں نور شد　　قلب قالب ہر اعضا مغفور شد

جب یہ ناری نفس آخر کار نور ہو جاتا ہے تو قلب قالب بلکہ ہر ایک عضو مغفور

ہو جاتا ہے۔

ہر کہ فارغ ذکر فکرش شد حضور — مے برآ از نفس کافر غرق نور

جو فارغ ہے اس کا ذکر وفکر حضور ہے۔ وہ نفس کافر کے جال سے نکل کر نور میں غرق ہوتا ہے۔

انبیاء را نفس صورت انبیاء — اولیاء را نفس صورت اولیاء

انبیاء کے نفس کی صورت انبیاء ایسی ہے کہ اولیاء کے نفس کی صورت اولیاء ایسی ہے۔

نفس کافر را بود صورت کفار — ریسماں در گلو زاں لعنت زُنّار

کافر کے نفس کی صورت کافر ایسی ہے کہ اس کے گلے میں زُنّارِ لعنت پڑا ہے۔

نفس خرس وخوک باسگ دیوانہ — از خدا واز نبی ﷺ بیگانہ

اگر تو نفس کا آشنا ہے تو گویا ریچھ' سور اور دیوانے کتے کا آشنا ہے اور تو خدا اور رسول ﷺ سے بیگانہ ہے۔

مردہ دل را نفس جنّ است یا خبیث — گرچہ خواند بر زباں نص و حدیث

مردہ دل کا نفس یا جنّ ہے یا خبیث ہے خواہ وہ زبان سے نص وحدیث ہی کیوں نہ بیان کرے۔

نفس وشیطان بد بلائے اہل زشت — نفس آدم را برآورد از بہشت

نفس وشیطان بری بلا ہیں اور برے ہیں۔ نفس ہی نے آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا تھا۔

گر تو خواہی نفس را با خود رفیق — غرق شو دریائے وحدت زاں عمیق

اگر تو نفس کو اپنا رفیق بنانا چاہتا ہے تو دریائے وحدت میں غرق ہو جا۔

مرتبۂ مومن

نفس مطمئنہ والا جب مراقبہ چشم پوشی میں مشغول ہوتا ہے۔ وہ خون جگر پیتا ہے۔ اس

قسم کا مراقبہ اور مکاشفہ صرف دریائے توحید سے ہوتا ہے۔ جو شخص اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا نفس فرمانبردار اور مسلمان ہو جاتا ہے اور مومن کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ مومن کا کام معرفت الٰہی میں محو ہونا ہے۔ بود سے نابود کر دینا نفس مردود کی فنا ہے۔
حدیث: "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ" جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔"

مرشد کامل کی شناخت

کامل مرشد کی شناخت یہ ہے کہ اگر طالب کو حسب ذیل آٹھ چیزیں عطا کرے تو خطا نہ کرے۔ اگر کرے تو مردود ہو جائے۔ وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں۔

اول سچ بولنا' دوسرا حلال کھانا' تیسرا طاعت' چوتھا ہمت وتوفیق' ہمت اس بات کا نام ہے کہ حرص وہوا چھوڑ دے اور توفیق کا یہ مطلب ہے کہ ان چیزوں کی ترک کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ چار چیزیں باطنی یہ ہیں۔ اول ذکر زوال' ذکر زوال کا یہ مطلب ہے کہ مشرق سے مغرب تک خاص و عام' طالب مرید' تمام اہل دین' بادشاہ دنیا' امراء وغیرہ اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے فرمانبردار اور غلام بن جائیں۔ لیکن یہ بات بھی فقیر کی نگاہ میں بہت ادنیٰ ہے۔ ایسے شخص کو خلق خدا کا ولی کہتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کا ولی۔

دوسرے ذکر کمال: ذکر کمال کا یہ مطلب ہے کہ زمین اور آسمان کے تمام فرشتے' عرش اٹھانے والے فرشتے اور چاروں مقرب فرشتے اور کل مؤکلات اس کے فرمانبردار ہو جائیں اور ہر کام میں اس کی مدد کریں۔ خبریں دیں اور اسے باطنی توجہ سے یہ دکھلائی دے کہ اس کے گرد فرشتوں کے لشکر کھڑے ہیں۔ یہ مرتبہ بھی فقیر کے نزدیک بہت ادنیٰ ہے کیونکہ ایسا ہونے سے وہ فرشتوں کا ولی ہوا نہ کہ اللہ تعالیٰ کا ولی۔

تیسرے ذکر حال: ذکر حال کا یہ مطلب ہے کہ ازل سے ابد تک کے تمام انبیاء و اولیاء واہل مراتب مومن' مسلمان میں سے ہر ایک سے مصافحہ کرے اور ان کی مجلسوں میں داخل ہو۔ یہ مرتبہ بھی فقیر کی نظر میں حقیر ہے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ روحوں کا ولی ہوا نہ کہ

خدا کا۔

چوتھے ذکر احوال: ذکر احوال کا مطلب یہ ہے کہ غرق فی التوحید اور نور حضور کے لا زوال مراتب پر پہنچ جائے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے اور طالب انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مجلس نبوی ﷺ کے لائق ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد پہلے ہی دن طالب کو وہ تعلیم و تلقین کرتا ہے۔ جس سے وہ اسرار ربانی سے واقف اور مشاہدہ لامکان میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ جو دل کے اندر پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو ولی اللہ عارف باللہ' ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ واصل حق اور باقی باللہ ہو۔

طریقۂ قادریہ عالیہ کی خصوصیت!

ہر ایک طریقہ کی انتہاء قادری طریق کی ابتداء کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ کامل سروری قادری کی ابتداء یہ ہے کہ وہ نظر یا اسم اللہ کے تصور یا کلمۂ طیب کے ذکر یا توجہ باطنی سے طالب کو معرفت الٰہی میں غرق اور مجلس نبوی ﷺ سے مشرف کر دیتا ہے۔ یہ ہے قادری کے پہلے دن کا سبق۔ جو شخص یہ سبق نہیں پڑھا سکتا اور مجلس نبوی ﷺ میں حاضر نہیں کر سکتا۔ وہ کامل قادری نہیں۔ اس کے حال کی مستی خام خیال ہے کیونکہ قادری ہمیشہ معرفت الٰہی کے نور میں مستغرق رہتا ہے اور اسے وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔۔

وصال دو قسم کا ہوتا ہے

اول تجلی الہام کا' دوسرا تجلی وصال کا۔ جو شخص طالبوں کو ان مراتب پر نہیں پہنچاتا اور غوث' قطب پر غالب نہیں کرتا۔ وہ قادری غالب نہیں۔ قادری کامل شیر پر سوار ہے۔ لومڑی' گیدڑ اور کتے کی کیا جرأت کہ شیر کا مقابلہ کرے۔ ازل سے ابد تک کی تمام مخلوقات کی شرح درجہ بدرجہ دکھا سکتا ہے

جائیکہ من رسیدم امکاں نہ ہیچ کس را   شہباز لامکانم آنجا نہ مگس را

جہاں میں پہنچا ہوں وہاں کسی کا پہنچنا ممکن نہیں۔ میں شہبازِ لامکاں ہوں

وہاں مکھی نہیں جا سکتی۔

لوح و قلم و عرش و کرسی و کونین راہ نیابد   فرشتگان نگنجد آنجانہ جاہوس را

وہاں پر لوح و قلم و عرش و کرسی اور دو جہان نہیں جا سکتے۔ وہاں فرشتوں کی بھی گنجائش نہیں اور وہاں حرص کا بھی گزر نہیں۔

یہ معرفت توحید کا انتہائی درجہ ہے۔ یہاں پر تمام اسرار ربانی کھل جاتے ہیں۔ یہ ذکر وجدان کا جو شریعت پر مبنی ہے۔ جو نص اور حدیث کے موافق اور مطابق ہے۔

کُنْ فَیَکُوْنُ کا بیان

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں کُنْ فَیَکُوْنُ کو بیان کروں تو اس نے فرمایا: "کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ" میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، جب میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے خلقت کو پیدا کیا۔ جب اس نے قہر و جلالیت کی نگاہ سے بائیں طرف دیکھا تو اس سے شیطان پیدا ہوا اور جب لطف و کرم' جمعیت' مرحمت اور شفقت سے دائیں طرف توجہ فرمائی تو اس سے نور محمدی ﷺ پیدا ہوا۔ جو آفتاب سے بھی بڑھ کر روشن تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے لفظ کن کہا۔ تو تمام مخلوقات کی روحیں گروہا گروہ' صف بہ صف باادب کھڑی ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی منتظر تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا پروردگار ہوں؟ تمام روحوں نے کہا: بلیٰ' ہاں جو چھوٹے بڑے' ہاں' کہنے سے منکر اور پشیمان ہوئے۔ وہ کافروں' مشرکوں' منافقوں اور جھوٹوں کی روحیں تھیں اور بعض "ہاں" کہنے سے خوش وقت اور مسرور ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے روحو! جو چاہو مجھ سے مانگو۔ تاکہ میں تمہیں عطا کروں۔ تمام روحوں نے کہا۔ ہم تجھ سے تجھ ہی کو چاہتے ہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف دنیا' زینت دنیا' زیبائش دنیا' تماشائے دنیا پیدا کیا۔ اس وقت شیطان اور نفس امارہ ان چیزوں میں داخل ہوئے۔ جب شیطان دنیا میں داخل ہوا تو اس نے حسب ذیل چوبیس بلند آوازیں لگائیں جن کے سننے سے نو حصے روحیں شیطانی لشکر میں شامل ہو گئیں۔ وہ آوازیں یہ ہیں۔

سرود' حسن پرستی' ہوا مستی' شرب شراب' بدعت' ترک الصلوٰۃ' ترک جماعت' اسباب

سرود' مثلاً طنبورہ' رباب' سرنائے' دف' ڈھول' غفلت' خود پسندی' ریا' حرص' حسد' کبر' نفاق' غیبت' شرک' کفر' جہل' جھوٹ' افعال بد' زنا وغیرہ' بدظنی' بدنظری' طمع شیطانی جن میں یہ صفات پائی جائیں انہیں سمجھ لو کہ وہ شیطانی گروہ میں ہیں۔

حدیث: ''اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ'' جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ''تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ'' جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ''اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ'' (۲-۲۶۸) شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور بری باتوں کا حکم دیتا ہے۔ جس جس نے شیطانی آوازوں کو سن کر پسند کیا اس نے دنیا کو پسند کیا اور اسی میں غرق ہو گیا۔

جب کل روحوں میں سے نو حصے دنیا کی طرف مائل ہو گئیں تو صرف ایک دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے روبرو عاجزی سے کھڑا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے فرمایا کہ روحو مانگو جو چاہتے ہو تاکہ میں تمہیں عطا کروں۔ ان میں سے صرف ایک حصے نے یہ کہا کہ ہم تجھ سے تجھ ہی کو چاہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف بہشت' حور و قصور' لذت بہشت اور بہشتی زیب و زینت روحوں کے پیش کی تو نو حصے بہشت کی طرف مائل ہو گئیں۔ سب سے پہلے جو روحیں بہشت میں داخل ہوئیں۔ وہ اہل صفا اور اہل اتقاء کی روحیں تھیں۔ جنہوں نے تقویٰ کی آواز کو پسند کیا اور جو شریعت محمدی ﷺ پر غالب آئیں۔ چنانچہ اس میں تمام عالم' فاضل عامل' متقی اور پرہیزگار شامل ہیں۔ باقی حصہ روحیں جو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑی رہیں۔ جنہوں نے نہ شیطان کی آواز سنی' نہ بہشت کی' وہ مشتاق دیدار غرق فنا فی اللہ رہیں۔ وہی روحیں باقی باللہ کی تھیں۔ جنہیں مجلس محمدی ﷺ کا حضور اور متابعت نبوی ﷺ حاصل ہے۔ یہ لوگ عارف باللہ فقیر تھے۔ جن کے بارے میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث: ''اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ'' فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ حدیث: ''الدنیا حرام علی اهل العقبٰی والعقبٰی حرام علی طالب المولٰی'' اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہل اللہ پر عقبیٰ حرام ہے۔ حدیث: ''من فله المولیٰ فلم الکل'' جس کا مولا ہے اس کا سب کچھ ہے۔

مرشد کامل کا سبق

جو مرشد اسم اللہ ذات کے حاضرات' تصور اور اسم محمد سرور کائنات ﷺ اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تصور سے ان تینوں مرتبوں کا سبق نہیں دیتا اور ان سے با نصیب نہیں کرتا اسے کامل مرشد نہیں کہہ سکتے اور ایسے مرشد کا طالب بے جمعیت اور پریشان ہوتا ہے۔

جمعیت کسے کہتے ہیں

جمعیت کی شرح سن لو۔ ویسے تو اس کی شرح کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ لیکن جمعیت کی بنیاد کا مغز بتائے دیتا ہوں۔ دودھ میں تھوڑا سا دہی ڈال دینے سے دودھ کو جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ دودھ کی اس جمعیت کو دہی کہتے ہیں۔ پھر دہی سے مکھن اور مکھن کو آگ پر رکھنے سے گھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عارفوں کا وجود ذات لازوال کا مجموعہ ہے۔ نہیں نہیں میں نے غلطی کی۔ بلکہ جمعیت قدرت الٰہی سے اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت کا نہایت لطیف و شریف جامہ ہے۔ جو شخص یہ جامہ پہنتا ہے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہتا ہے اور مجلس نبوی ﷺ سے مشرف ہو جاتا ہے اور مجلس محمد ﷺ کا دائمی حضور اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ اس جامے والے کو معرفت الٰہی اور نور حضوری حاصل ہو جاتا ہے اور اس کا وجود بخشا جاتا ہے۔ یہ جامہ جمعیت اس شخص کو پہناتے ہیں جو دنیا مردار کی گندگی ترک کر کے دائمی بندگی اختیار کر لے۔ دلی ذکر کرنے سے بندگی ہوتی ہے۔ ورنہ اہل خطرات کی بندگی نہیں ہوتی۔ شرمندگی ہوتی ہے۔

مطلب یہ کہ دنیا مقام حرص و ہوا ہے اور عقبیٰ مقامِ ہوس۔ صاحب جمعیت کا ان دونوں مقاموں سے تعلق نہیں ہوتا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

جمعیت باطنی کے معنی

جمعیت کے اور معنی یہ ہیں کہ جمعیت بمنزلہ چابی ہے اور اٹھارہ ہزار عالم بمنزلہ قفل۔ اس چابی سے تمام مخلوقات کے تالے کھل سکتے ہیں اور تمام مراتب منکشف ہو جاتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جمعیت اسم اللہ ذات میں ہے جو شخص ذات کی کنہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اسے مقامات صفات کے مشاہدہ اور کشف و کرامات کی حاجت نہیں رہتی۔ جمعیت ایک عجیب نور ہے۔ جس کے سبب صاحب جمعیت قادر ہو جاتا ہے۔

صاحب جمعیت وہ ہوتا ہے۔ جو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لے۔ نفس پر حکمران ہو' روشن ضمیر ہو۔ ایسے شخص کی قید میں دونوں جہان ہوتے ہیں۔ اس کی زبان پر ہمیشہ علم تفسیر با تاثیر ہوتا ہے۔ جمعیت ایک نور ہے جس کی اصل معرفت الٰہی کی تصدیق اور توحید الٰہی کی تحقیق ہے۔ یہ جمعیت کا نور دل سے اس طرح چمکتا ہے۔ جیسے سورج' جمعیت کے نور سے دونوں جہان پشت ناخن پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کو بھی جمعیت ہی کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ جمعیت کے پانچ حرف ہیں۔ جن میں سے ہر ایک تصور' تصوف اور نعمت کا مقام دکھلاتا ہے۔ صاحب جمعیت ان پانچ مقاموں پر قابض اور متصرف ہوتا ہے۔ طالب کے دل میں کوئی ہوس نہیں رہتی کیونکہ جو کچھ وہ جانتا ہے یا چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ مقام جمعیت میں جو جامع العلوم ہے۔ حی قیوم کے علم تحقیقات سے پانچ خزانے اور پانچ مقام حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں پوری پوری نعمت اور تصرف ہے۔ مقام ازل' تصرف ازل' گنج ازل' نعمت ابد' نعمت دنیا اسی طرح روئے زمین پر کی تمام چیزوں کا تصرف اور ان کا حاصل کرنا۔ تصرف عقبیٰ' نعمت عقبیٰ' گنج عقبیٰ۔ اسی جمعیت سے نعمت کے مراتب تصرف گنج' واحدانیت کا اعلیٰ قرب اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہوتے ہیں۔ جو مرشد پہلے دن اسم اللہ ذات اور اسم محمد سرور کائنات ﷺ اور کلمہ طیبہ کے حاضرات سے طالب اللہ کو ہر ایک مقام پر پہنچائے وہ کامل مرشد ہے۔ نہیں تو وہ ناقص مرشد' بے دین اور لاف زن ہے۔

اللہ بس باقی ہوس۔

رحمانی کام اور شیطانی کام

کیا تجھے معلوم ہے کہ رحمانی' شیطانی اور انسانی کام میں کیا فرق ہے۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ عام و خاص کو اسم اللہ ذات سکھاتے ہیں یا قرآن شریف حفظ کرتے ہیں۔ یا فقہ کے مسائل بیان کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی زبان پر جھوٹ اور ان

کے دل میں نفاق ہوتا ہے اور ان کے وجود سے حرص' حسد اور کبر کیوں نہیں دور ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے اور کلام اللہ کا علم اخلاص سے نہیں سکھاتے۔ اس واسطے اللہ اللہ بادصرصر کی طرح نکل جاتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ اور کلام اللہ کی کنہ کو پہنچتا ہے اور آشنا ہو جاتا ہے۔ اس کا نفس فانی اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دائمی حضوری' مجلس حاصل ہوتی ہے۔ اس کی روح کو بقا حاصل ہوئی۔ دونوں جہان پشت ناخن پر دیکھ سکتا ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام سے آشنا ہو جاتا ہے اور اسے نہایت اخلاص سے پڑھتا ہے۔ وہ معرفت کی گیند صدق کے بلے سے دونوں جہان کے میدان سے لے جاتا ہے۔

اسم اللہ ذات وہ باعظمت نام ہے کہ اس کی ابتداء اور انتہاء میں نور حضور اور معرفت کا پورا مشاہدہ ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پڑھنے والا نہایت اخلاص سے مطالعہ دل میں اس طرح مستغرق ہو۔ جس طرح علماء کتاب کے ایک ایک ورق کے مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ عارفوں کو یہ دونوں باتیں نصیب ہوتی ہیں۔ جو بمنزلہ پروبال ہیں

بر درِ درویش رو ہر صبح و شام ——— تاترا حاصل شود مطلب تمام

ہر صبح وشام درویش کے دروازے پر جا تا کہ تجھے تیرا پورا مدعا حاصل ہو۔

گر ترا بر سر زند سر پیش نہ ——— آنچہ داری در ملک درویش نہ

اگر تیرے سر پر بھی مارے تو سر آگے رکھ۔ جو کچھ تیرے پاس ہے درویش کے حوالے کر۔

دادۂ درویش یابے جاوداں ——— از نظر درویش شد شاہِ جہاں

جو کچھ تو درویش کو دے گا وہ تجھے ہمیشہ ملتا رہے گا۔ تو درویش کی نظر کے سبب جہان کا بادشاہ ہو جائے گا۔

ہر کہ مقبول است درویش از نظر ——— شد مراتب او زِ بالا عرش تر

جو شخص درویش کا منظور نظر ہوتا ہے۔ اس کا مرتبہ عرش سے بھی برتر ہو جاتا ہے۔

درویش اور فقیر کے مراتب

درویش کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ چشم ظاہر سے ہمیشہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جسے یہ مرتبہ حاصل ہو اسے فقیر لوگ منجم کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح نجومی حالاتِ گزشتہ اور آئندہ بتاتا ہے اسی طرح درویش لوح محفوظ کو دیکھ کر بتا سکتا ہے۔ لیکن فقیر کا مرتبہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ حی قیوم کی توحید میں مستغرق رہتا ہے۔ درویش بمنزلہ مریض ہے اور فقیر بمنزلہ طبیب۔ درویش جب دل پر نگاہ کرتا ہے تو اس کے اثر سے گائے' بھینس کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک مفلس کو بادشاہ کے مرتبے پر پہنچاتا ہے۔ لیکن اگر فقیر کسی پر نظر کرے تو اسے روشن ضمیر بنا کر دونوں جہان کا بادشاہ بنا دیتا ہے اور مشاہدہ معرفت الٰہی میں اس طرح غرق کر دیتا ہے کہ اگر اسے سلیمانی بادشاہی اور ملک دے دیں تو بھی قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ باطن میں مرد ہوتا ہے۔ اس کا دل دنیا' اہل دنیا اور سونے چاندی سے سرد ہوتا ہے۔

عالم اور فقیر کا فرق

تجھے معلوم ہے کہ علماء میں کثرت مطالعہ سے جلالیت' جذب اور غضب وغصہ پیدا ہوتے ہیں اور فقیر کو اسم اللہ ذات کے تصور سے معرفت الٰہی کا نور حاصل ہوتا ہے۔ جس سے اس کی بینائی باطن تیز ہو جاتی ہے۔ سو صاحب خشم اور صاحب چشم کامل بیٹھنا درست نہیں۔ جو شخص قہر وغصہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسے معرفت الٰہی کے لیے آنکھ کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ جو شخص قال سے گزر جاتا ہے۔ اسے معرفت الٰہی کا وصال حاصل ہو جاتا ہے۔ حدیث: "مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ" جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ مطلب یہ کہ جو شخص ایک دفعہ اخلاص' یقین' اعتقاد اور صدق سے یا اللہ کہتا ہے۔ اس اللہ کہنے سے ازل' ابد' دنیا' عقبیٰ اور معرفت مولیٰ کے تمام مقام اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور تمام دائمی نعمت اس کے ہاتھ میں آ جاتی ہے۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ دن رات اللہ اللہ کا ذکر جہر کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اسم اللہ ذات کی کنہ نہیں جانتے۔ اس لیے رجعت میں پڑ کر اہل بدعت اور پریشان ہو

جاتے ہیں کیونکہ ان کا سرور محض ہوائے نفسانی کی خاطر ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کی خلوت محض مردوں کے لیے خلل انداز ہے اور ان کی حجرہ نشینی محض حجاب ہے۔ وہ ٹٹی کی آڑ میں بادشاہ' امراء کو مرید کرتے ہیں اور انہیں تسخیر کرنا چاہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات پاک اسم اعظم ہے۔ جو وجود معظم کے سوا اور کہیں اثر نہیں کرتا اور نہ اس میں ٹھہرتا ہے۔ نہ نفع دیتا ہے۔ تاوقتیکہ اخلاص سے کام نہ لیں اور کوئی کامل مرشد عطا نہ کرے۔

فقیر کا مرتبۂ اعلیٰ

واضح رہے کہ فقیر کا مرتبہ یہ ہے کہ اسے عین العیان کے مراتب حاصل ہوتے ہیں اور دونوں جہان اس کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے ہیں اور دل و جان سے اس کے مبتلا پریشان اور عاشق رہتے ہیں۔ مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ آپس میں کوئی طالب اور کوئی مرشد بن بیٹھا ہے۔ لیکن نہ طالب کو طالب کی حقیقت معلوم ہے نہ مرشد کو مرشد کی حقیقت سے واقفیت۔ دونوں ہی احمق اور نادان ہیں۔ کامل مرشد حبیب خدا محمد مصطفی ﷺ کی طرح ہونا چاہیے اور طالب' اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کی طرح جاں نثار ہونے چاہئیں کہ جن کی خوراک دن رات صرف دیدار محمدی ﷺ تھا اور جو کفر' شرک اور بدعت سے استغفار کرتے تھے۔ جو شخص شرع محمدی ﷺ اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم کے خلاف چلے وہ ملعون' مرشد کیسے ہو سکتا ہے۔ مرشدی کا سلک سلوک قرآن پاک سے حاصل ہوتا ہے اور پھر شریعت بھی قرآن پاک سے۔ یہ محض اسم اللہ ذات کا مشاہدہ حضوری ہے۔ اسی مرتبہ کو فنا فی اللہ کہتے ہیں

ہر کہ فی اللہ گشت فانی با خدا ‌ ‌ ‌ از جاں گزشتہ آنچہ بیند شد روا

جو شخص فنا فی اللہ ہو جائے۔ جو شخص جان سے گزر جائے جو کچھ وہ دیکھتا ہے' جائز ہے۔

عقل و فکر کے رسد فی اللہ جمال ‌ ‌ ‌ معرفت دیدار را گویند وصال

جمال فی اللہ کو عقل و فکر سے معلوم نہیں کر سکتے۔ معرفت دیدار کو ہی وصال کہتے ہیں۔

جز لقائیش معرفت منظور نیست　　　عارفاں را جز خدا مذکور نیست

اس کے لقا کے سوا معرفت منظور نہیں۔ عارف خدا کے سوا کسی کا ذکر تک نہیں کرتے۔

گرچہ عارف بستہ لب باشد مدام　　　با خدا ہم سخن مذکورش تمام

اگرچہ عارف ہمیشہ اپنے لب بند رکھتا ہے۔ اس کا ذکر مذکور یہی ہے کہ وہ خدا سے ہمکلام رہتا ہے۔

ہر کہ ایں جائے نہ بیند دل سیاہ　　　حب دنیا دل سیاہے سر گناہ

جوشخص یہاں دیدار خدا نہیں دیکھتا وہ سیاہ دل ہے۔ دنیاوی محبت سراسر گناہ اور سیاہ دلی کا باعث ہے۔

حدیث: "مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كُلَّ لِسَانُهٗ"

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان ضرور گونگی ہوگئی۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی"

جوشخص دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا

چشم دل دیگر بود بیند روا
نہ کہ ایں چشمے بود باسر ہوا

وہ دل کی آنکھ اور ہوتی ہے جس سے لقائے الٰہی جائز ہے نہ کہ یہ آنکھ جس میں ہوا و ہوس ہے۔

جوشخص یہ مراقبہ اور مکاشفہ کرتا ہے۔ وہ عارف باللہ ہے۔ گویا وہ جان سے نکل آتا ہے

آں زبان دیگر است با حق بیان
نہ ایں زبان لاف زن دیگر بیان

وہ زبان اور ہے جو حق بیان ہے۔ نہ یہ زبان جو لاف زن ہے اور کچھ اور ہی بیان کرتی ہے۔ حدیث: "اَلسُّكُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرِضَاءَ الرَّبِّ" خاموشی مومن کا تاج

اور رضائے الٰہی کا باعث ہے۔

قول مصنف علیہ الرحمۃ

اَلسُّكُوْتُ مِفْتَاحُ الْعِبَادَةِ، اَلسُّكُوْتُ مَكَانُ الْجَنَّةِ، اَلسُّكُوْتُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اَلسُّكُوْتُ حِصَارٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ، اَلسُّكُوْتُ خَيْرُ الْبَشَرِ، اَلسُّكُوْتُ سُنَّتُ الْاَنْبِيَآءِ، اَلسُّكُوْتُ نِجَاتٌ مِّنَ النَّارِ، اَلسُّكُوْتُ قُرْبُ الرَّبِّ، اَلسُّكُوْتُ غَرْقٌ فِی التَّوْحِيْدِ النُّوْرِ ۔ خاموشی عبادت کی کنجی' بہشت کا مکان' رحمت الٰہی' شیطان سے بچنے کے لیے فصیل' انسان کی بھلائی' انبیاء کا طریقہ' دوزخ سے نجات' قرب ربانی اور غرق فی التوحید ہے۔ وہ خاموشی اچھی اور مناسب ہے جس سے ہمیشہ مشاہدہ حضور ہو۔ ایسی خاموشی کو ساکن لاہوت کہتے ہیں اور خاموشی کی اصل یہ ہے کہ جسم و جان کو چھوڑ لامکان میں غرق ہو جائے اور جس خاموشی کا یہ نتیجہ نہ ہو۔ وہ مکر وفریب کا جال ہے۔ جس سے خلقت کو شکار کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی خاموشی شیطانی مکر اور نفس امارہ کا فریب ہے۔

عارف باللہ اور فقیر ولی اللہ میں حسب ذیل سات باتیں پائی جاتی ہیں

اول: خاموش رہ کر یاد الٰہی میں مشغول رہنا۔

دوسرے: نماز باجماعت کے سوا باقی وقت خلوت وتنہائی میں بسر کرنا۔

تیسرے: دنیا زیادہ جمع نہ کرنا' بعض کا یہ کہنا ہے کہ ہمارے پاس جو روپیہ پیسہ ہے وہ مستحقوں' درویشوں' فقیروں' بیوہ عورتوں' یتیموں' مسکینوں' عاجزوں کے لیے ہے نہ کہ طمع نفسانی کے لیے۔ یاد رکھو یہ سب کچھ ان کا شیطانی حیلہ' مکر اور فریب ہے۔ ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ جب ان کے پاس زیادہ مال ہوتا ہے تو زکوٰۃ کے بھی منکر ہو جاتے ہیں۔

چوتھے: کشف وکرامات پر مغرور نہ ہونا۔

پانچویں: علم وعلماء کے خلاف نہ کرنا۔

چھٹے: طالب کو یہ نہ کہے کہ تیرا مرتبہ مرشد سے اعلیٰ ہے اور اگر ایسا کرے تو سمجھو کہ

شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ شیطان اس غرور میں لا کر مرشد سے اسے مردود بنا دیتا ہے۔

ساتویں: اس شیطانی وسوسے میں نہ آئے کہ اب میں تو ہوں اور تو میں ہے۔ اب ظاہری عبودیت کی کیا ضرورت ہے۔ عارف یہی سمجھتا ہے کہ مجھے تیرا دیدار کافی ہے۔

طالب صادق مرشد کامل کا مرید ہو کر بالتحقیق معلوم کر لیتا ہے کہ مذکورہ باتوں کے خلاف کرنا شیطان علیہ اللعنۃ کا پیشہ ہے۔ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' سے شیطان کو قتل کر کے دور پھینک دیتا ہے۔ اس راستے میں کوئی صاحب توفیق کامل مرشد چاہیے۔ جو ہمیشہ گردن پر سوار رہے۔ ظاہر و باطن قول و فعل اور عمل میں ہر وقت رفیق ہو اور اپنے اعمال و افعال اور اقوال کو خدا کے سپرد کر دے اور اپنا دخل بیچ سے ہٹا لے

کار جہاں چناں کہ تو خواہی اگر شود
ایماں نیاوری بخدائے جہاں کہ ہست

اگر اس جہان کے کام تیری خواہش کے مطابق چلے جائیں تو تُو خدا کی ہستی کا بھی قائل نہیں رہے گا۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: ''یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ (۱۴-۲۷) وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ (۵-۱)'' اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح اس کا ارادہ ہوتا ہے اسی طرح کا حکم کرتا ہے۔

وجود انسان میں نفس امارہ بمنزلہ یزید لعین ہے

واضح رہے کہ انسانی وجود میں نفس امارہ بمنزلہ یزید ہے اور روح بمنزلہ علیہ الرحمۃ۔

اگر صاحب روح یاد الٰہی میں مشغول ہے تو اس کے ہاتھ میں اسم اللہ اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تلوار ہے۔ جس سے دن رات' شداد' نمرود' قارون' فرعون اور ہامان جیسے کافروں کو قتل کرتا ہے۔ اگر اس کے وجود میں نفس یزید ہے تو اس کا دل مردہ ہے۔ خدا کی یاد سے غافل ہے۔ ہاتھ میں غفلت کی تلوار لے کر پیغمبر زادوں کو قتل کرتا ہے۔

نفس یزید اور نفس بایزید والوں کی ہمنشینی درست نہیں تو اپنے آپ کو کون خیال کرتا ہے' نفس یزید یا نفس بایزید۔

قرب الٰہی کی معرفت کے لیے سر کو پاؤں بنانا بلکہ سر اور پاؤں کی خبر نہ رہنا ہے۔

حدیث: ''مَشِیٌ عَنِ الرَّاْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ'' قدموں کے بغیر سر کے بل چلنا

صاحب سرّ بود بے سرمدام — سر سہ دیگر بود با حق کلام

جو اہل سرّ ہیں وہ ہمیشہ بے سَر ہوتے ہیں۔ وہ سر اور ہے جو حق سے ہمکلام ہوتا ہے۔

آں سر رازی غرق باہمدم خدا — عام را سر دیگر است باسر ہوا

وہ راز والا سر ہمیشہ خدا کا ہمدم اور اس میں مستغرق ہوتا ہے۔ عام لوگوں کے سر میں ہوا و ہوس بھری ہوتی ہے۔

گر بگویم سر رازی آنچہ ہست — دفترے باید رقم از وے است

اگر میں صاحب راز سر کی پوری پوری حقیقت بیان کروں تو اس کے لیے مجھے الگ کتاب لکھنی پڑتی ہے۔

باہو بہر از خدا آں سر بگو — آنچہ باشد غیر حق از دل بشو

باہو! خدا کے لیے وہ سر بتا جو کچھ غیر حق ہے اسے دل سے دھو ڈال۔

بعد ازاں لائق شوی سر راز راہ — ہر دمے جان جگر سوزد آہ آہ

غیر حق کو دل سے دور کر دینے کے بعد تو اس راہ کے بھید کے لائق ہو جائے گا۔ افسوس ہر ایک دم جگر کو جلائے جاتا ہے۔

اس راہ میں بے درد نامرد ہے کیونکہ اہل دل کا علاج درد دل ہے۔

معرفت الٰہی اور زندگئ قلب کی شرح

واضح رہے کہ معرفت وصال' فنائے نفس' زندگئ قلب اور بقائے روح کی شرح معلوم کرنے کے لیے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ظلمت و غلاظت اور باطنی روشنی اور صفائی ایک دوسرے میں گڈمڈ ہیں۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: ''تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ'' (۳-۲۷) رات میں دن اور دن میں رات۔ اگر رات کی تاریکی ہو تو اس کے بعد دن ہوتا ہے۔ اگر دن ہو تو اس کے بعد رات کی تاریکی ہو جاتی ہے۔ نفس کی تاریکی' روح کا آفتاب چھپ نہیں سکتا۔ سالک کو منزل کی تمام راہ و رسم سے واقفیت ہوتی ہے۔ پس معلوم

ہوا کہ جو شخص نفسانیت کا غلام ہے۔ اس کا کام گناہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کام ان گناہوں کو بخشنا ہے۔ جو شخص استغفار کرتا ہے۔ اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ انسان بمنزلہ پانی کے قطرہ کے ہے اور یہ پیدا بھی پانی کے قطرہ سے ہوا ہے۔ انسانی وجود میں شہوت کے پانی کا قطرہ خرابی پیدا کرتا ہے۔ جو عقل مند سے بے وقوف اور انسان سے حیوان بنا دیتا ہے۔ پس ایسے مشکل وقت کوئی کامل مرشد دستگیری کرے تو انسان شہوت اور شامت نفس سے نکل سکتا ہے۔ عارفوں کی خواہش نورِ حضور کا شوق ہے۔ قربِ الٰہی کی برکت سے شہوت رک سکتی ہے۔ جب تک تم حرص و ہوا کو نہ چھوڑو گے عرش پر قدم نہ رکھو گے

ترا گر ہوائے بہشت آرزواست　　مرد در پئے آرزوئے ہوا

اگر تجھے بہشت کی آرزو ہے تو حرص ہوائے نفسانی کی طمع نہ کر۔

جو شخص ہوائے نفسانی کی روک تھام کرتا ہے وہ حق پسند ہو جاتا ہے۔

عارفوں کی چار قسمیں

عارف چار طرح کے ہوتے ہیں۔ جن کے چار اسم اور چار جسم ہوتے ہیں اور معرفت بھی چار قسم کی ہوتی ہے۔ معرفت ازل کے عارف' معرفت ابد کے عارف' معرفت دنیا کے عارف' معرفت عقبیٰ کے عارف۔ یہ چاروں معرفتیں عارف حقیقی کے لیے بمنزلہ حجابِ اکبر ہیں۔ خاص معرفت کا عارف منتہی اور غرق فنا فی اللہ ذات ہوتا ہے۔ جو ان چاروں معرفتوں سے نکل آتا ہے۔

مرد آں باشد کہ باشد غرقِ نور　　کے رسد با نور ایں اہل الغرور

مرد وہ ہے جو نورِ معرفت میں غرق ہو۔ اس نور کو اہلِ غرور کب حاصل کر سکتے ہیں۔

فتنہ و فریاد دائم در طلب　　ایں مراتب جیفۂ اہلِ کلب

ہمیشہ فتنہ وفساد کے طالب رہنا دنیاوی کتوں کے مراتب ہیں۔

دعویٰ کردند قلب جیفہ کلب دار　　از میان عارفاں کلبش برآر

جس طرح کتے مردار کے دعوے دار ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ دنیا کے دعوے دار ہیں تو عارفوں میں سے اس کتے کو نکال دے۔

باھو از بہر خدا عارف نما　　معرفت حاصل شود از مصطفیٰ ﷺ

اے باھو! تو برائے خدا عارف دکھا یاد رکھ عارف ذات نبوی ہے اور مصطفیٰ ﷺ ہی سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

یہ مراتب ان مردانِ خدا کی تقویت سے حاصل ہوتے ہیں جو شریعت کے پابند اور شہسوار ہیں۔ یہ دنیا کے طالب کتے لائق دیدار نہیں۔

تجرید و تفرید کون حاصل کر سکتا ہے

واضح رہے کہ تجرید و تفرید وہ شخص حاصل کر سکتا ہے جسے مرشد کامل ایک سو تیس کروڑ دس لاکھ تین ہزار بلکہ بے شمار مقامات ایک دن رات یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر یا ایک دم میں ایک قدم پر تمام مقامات کی سیر کرائے۔ تاکہ طالب اپنے وجود کو دونوں جہان میں زندہ پائے اور دس لاکھ یا جس قدر بدن پر بال ہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے قدرت الٰہی کے نور و حضور کا مشاہدہ کرے۔ ہوشیار طالب اسی ایک صورت نور میں مستغرق رہتا ہے۔ کبھی اس میں داخل ہوتا ہے کبھی اس سے نکلتا ہے۔ محو معرفت ہونے کے سبب اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔ جس شخص کی یہ کیفیت ہو جائے وہ خلقت کے ارشاد اور راہنمائی کے لائق ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب مقامات اور صورت نور ذات تجلیات' معرفت الٰہی کے علم' فقر کے قاعدہ کی الف بے ہے۔ جو شخص قاعدہ علم فقر کے شروع میں معرفت الٰہی نہیں جانتا وہ معرفت الٰہی کی انتہا کیا معلوم کر سکتا ہے۔ جو شخص اس قاعدے میں راست ہو جاتا ہے۔ وہ ترک' توکل' تسلیم' رضا' توحید' تجرید' تفرید' فنا' بقا اور صفا کے مقامات اور مراقبہ' خواب' مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ یا مجلس سلطان الفقر کو دیکھ کر ان سے واقف ہو جاتا ہے۔ سلطان الفقر مجلس محمدی ﷺ میں ہمیشہ حاضر رہتا ہے۔ ابتداء میں بھی اور آخر میں بھی۔

تجرید اس بات کا نام ہے کہ ہر ایک مقام سے جدا ہو اور نفس و شیطان سے رہائی پا

کر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر رہے اور مقامِ حضوری میں رہے۔ اس کا نفس مطمئنہ ہو' با ادب ہو۔ شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ مقام حضور منظور پر پہنچے۔

تفرید اسے کہتے ہیں کہ گو بظاہر دن رات لوگوں میں رہے۔ لیکن باطن میں ربوبیت کی فردانیت میں مستغرق رہے۔ یہ راہ قال کے متعلق نہیں یہ حال سے علاقہ رکھتی ہے۔ یہ بات فضل الٰہی شامل حال ہو تو کسی کامل مرشد سے نصیب ہوتی ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ''اِنَّكَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ'' (۲۸-۵۶) بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔ ''اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ'' کوشش میری طرف سے ہے اور اس کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

جب عارف علم فقر اور توحید' تجرید اور تفرید کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو ظاہر و باطن میں اسے کسی قسم کی ضرورت نہیں رہتی۔ ذات و صفات کے تمام مقامات و احوالات اس کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ اسی بات کا نام جوہر جمعیت ہے۔

جوہر جمعیت کی دو علامتیں

جوہر جمعیت کی دو علامتیں ہیں۔ بظاہر شریعت میں ہوشیار رہنا اور بباطن ایسا غرق مراقبہ ہوتا ہے گویا کہ مردہ مجاہدۂ ربوبیت سے مشرف ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ کافر اور دوزخی ہے۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اس دروازے کی طرف وہی شخص آتا ہے۔ جو عارف شہباز اور طالب دیدار ہو۔ ورنہ طالب دنیا جو گدھ اور چیل کی طرح ہیں اس دروازے سے دور دور رہتے ہیں۔

دیدہ باید لائق دیدار او   ایں نہ دیدہ در طلب مردار او

آنکھیں وہ ہیں جو اس کے دیدار کے لائق ہوں نہ یہ آنکھیں جو مردار کی طلب اور جستجو میں ہوں۔

کور چشمے کے بہ بیند آفتاب   کور را از آفتابش صد حجاب

اندھا سورج کو کب دیکھ سکتا ہے۔ اندھے اور سورج کے مابین سینکڑوں حجاب

ہیں۔

اہل روح صاحب چشم ہے اور اہل نفس امارہ اندھا ہے۔ سو اندھے اور آنکھوں والے کی ہم نشینی کیسے درست ہو سکتی ہے۔ اہل ارواح کی مجلس پاک ہے اور نفس امارہ والوں کی مجلس ناپاک' پاک اور پلید ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

جہالت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بری چیز نہیں

واضح رہے کہ جہالت سے بڑھ کر بری چیز دنیا میں کوئی نہیں۔ مطلب یہ کہ علم عمل کے لیے ہے۔ بغیر عمل کے علم بانجھ عورت کی طرح ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ ابتداء اور انتہاء کے چودہ علم اپنے قبضہ و تصرف میں لانا آسان ہے۔ لیکن صاحب عمل عالم اور متقی پرہیزگار ہونا بہت مشکل ہے۔ زندہ دل وہی ہے جو خفیہ ذاکر ہے۔ خفیہ ذاکر دن رات نفس کو ذکر کی تلوار سے قتل کرتا ہے۔ خفیہ ذاکر ہونا آسان ہے۔ لیکن صاحب مذکور مع اللہ ہو کر الہام حضور حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ حضوری اور صاحب الہام ہونا بہت آسان ہے۔ لیکن معرفت الٰہی حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ معرفت الٰہی حاصل کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن اسے حوصلہ وسیع سے وجود میں نگاہ رکھنا بہت مشکل ہے۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو کر حضوری اور دیدار رحمت انوار حاصل کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ولایت ہدایت' خوش خلق' ترک و توکل' تسلیم و رضا اور فقر حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ جس طرح بادشاہ ہونا اور مشرق سے مغرب تک ملک سلیمانی حاصل کرنا آسان ہے۔ لیکن عدل و احسان اور مسلمانوں کی حق رسی بہت مشکل کام ہے۔ اسی طرح مرشد ہونا آسان ہے۔ لیکن طالب مرید کو ہر ایک مرتبہ اور مطلب حاصل کرانا انتہائے معرفت تک پہنچانا' غرق واحدانیت کر کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضوری بنانا سخت مشکل کام ہے۔ طالب ہونا آسان ہے۔ لیکن با ادب و باحیا ہونا اور اپنے اختیار سے اپنے آپ کو مرشد کے سپرد کرنا بہشت مشکل ہے۔ پیر ہونا اور حجاموں کی طرح مریدوں کے بال کاٹنا آسان کام ہے۔ لیکن مشکل کے وقت مرید کے پاس حاضر ہو کر اس کی مشکل حل کرنا بہت مشکل ہے۔ مرید ہونا آسان ہے۔ لیکن مردار حرام کو ترک کرنا بہت مشکل ہے۔

حدیث: "اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ" مرید وہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو۔

قولہ المشائخ: "اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَا لْغَاسِلِ" طالب کی مرشد کے ہاتھ میں وہی کیفیت ہوتی ہے جیسی مردے کو نہلانے والے کے ہاتھ میں۔ یا مختصر الفاظ میں مردہ بدست زندہ کا مصداق ہونا چاہیے۔

مجلس محمدی ﷺ کے اثراتِ مقدس

جو شخص مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے وجود میں چار نگاہوں سے چار اثر پیدا ہوتے ہیں۔ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے طالب اللہ کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ اور نفاق وجود سے نکل جاتے ہیں۔ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفس پیدا ہوتے ہیں اور نفسانی خطرات بالکل نکل جاتے ہیں۔ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب و حیاء داخل ہوتے ہیں اور بے ادبی اور بے حیائی خارج ہو جاتی ہے۔ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں علم، ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں اور جہالت اور دنیاوی محبت نکل جاتے ہیں۔ بعد ازاں طالب اللہ لائق تلقین ہوتا ہے اور جناب پیغمبر خدا ﷺ اسے تلقین فرماتے ہیں۔ مرشد کا مرتبہ "لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ" نہ تو ڈر اور نہ غم کر۔

جو مرشد پہلے دن طالب اللہ کو مجلس محمدی ﷺ میں داخل کر کے اصحاب کبار رضی اللہ عنہم سے نعمت نہیں دلاتا اور جناب سرور کائنات ﷺ سے تلقین نہیں دلاتا اور بلا ریاضت ایک گھڑی کے اندر ولایت و ہدایت سے سرفراز نہیں کرتا اور اسم اللہ ذات کے تصور سے حضوری عطا نہیں کرواتا وہ مرشد نہیں اگر باطن میں مجلس محمدی ﷺ سے مشرف حضور ہونا اور قرب حق کے مراتب اعلیٰ میں فنا فی اللہ ہونا نہ ہوتا تو تمام سالک اور راہبر گمراہ ہو جاتے۔ صاحب باطن ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ باطن میں دیکھے۔ وہ نص، حدیث، قرآن پاک اور شریعت کے مطابق ہو۔ اگر ایسا نہیں تو اس کا باطن باطل ہے۔

واضح رہے کہ جو شخص تجھ کو باطن میں خواب یا مراقبہ کے ذریعے کسی دنیاوی یا دینی

نیک یا بد کام کے لیے کہے کہ اس کام کے خیر و شر سے مطلع کرو تو چاہیے کہ اس وقت پہلے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے۔ پھر درود پڑھے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے یا سورۃ فاتحہ پڑھے تو بے شک تجھے انبیاء، اصحاب، مجتہد، اولیاء، فقراء یا درویش باطن صفا کی روحوں یا فرشتہ کے وسیلے تجھے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں گے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا اور اس صف سے موصوف نہیں ہوتا۔ وہ شیاطین یا جن سے اطلاع پاتا ہے۔

مراقبہ سے اَسرارِ پروردگار کا مشاہدہ ہوتا ہے

واضح رہے کہ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں۔ جو محض چار میم ہیں۔ پہلا میم مراقبہ سے محبت ہے یعنی مراقبہ محبت سے اسرار پروردگار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے۔ دوسرا میم مراقبہ سے معرفت توحید نور الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے۔ تیسرا میم مراقبہ سے معراج الصلوٰۃ دل سے کھلتا ہے۔ ذکر جاری ہوتا ہے۔ ذوق اور فرحت نصیب ہوتے ہیں اور تمام وجود کے ہر رونگٹے سے یا اللہ کی آواز نکلتی ہے۔ یہ مراقبہ اسم لہٗ کے تصور سے ہوتا ہے۔ چوتھا میم مراقبہ سے مجموعۃ الوجود یعنی سر سے پاؤں تک تمام مشاہدہ انوار میں مستغرق ہوتا ہے۔ اگر یہ باتیں نہیں تو سمجھو نفس و شیطان غالب اور قادر ہیں۔

صاحب مراقبہ ہفت اندام جب تک مجلس اولیاء و انبیاء سے ملاقات نہیں کر لیتا۔ مراقبہ سے سر نہیں اٹھاتا۔ خواہ اسے مراقبہ کرتے ہوئے ستر سال ہی کیوں نہ گزر جائیں۔ لوگوں کی نظروں میں وہ آنکھیں بند کئے ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں اس کے وجود کے ہر ایک بال سے نور کی صورت ذکر اسم اللہ سے نمودار ہوتی ہے۔ جب صاحب مراقبہ باخبر ہوتا ہے تو ہر ایک صورت نور پھر جسم میں چلی جاتی ہے۔

مراقبہ اسم ھُو کے تصور سے ہوتا ہے

بعض صاحب مراقبہ اس سے واقف ہیں اور بعض ناواقف کہ مراقبہ اسم ھُو کے تصور

سے ہوتا ہے۔ اسم ھُو سے چار منتہی ذکر کھلتے ہیں۔ جنہیں محض حضور غرق نور کہتے ہیں۔ اول ذکر حامل یہ کسی مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا ذکر سلطانی اس کا ذاکر ہوائے نفسانی کو ترک کرتا ہے اور لاہوت مکانی میں پہنچ جاتا ہے۔ تیسرا ذکر ربانی اس کے سبب خطرات شیطانی سے بچ جاتا ہے۔ چوتھا ذکر خفی، جس سے ہمیشہ مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جس شخص کو اس قسم کا ذکر حاصل نہیں۔ اس کا مراقبہ مردود ہے۔ دنیا کے طالب کے دل میں خطرات ہوتے ہیں۔ سیاہ دل اہل دنیا کو کبھی قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ خواہ دنیا میں کتنا ہی صاحب عز و جاہ ہو اور کتنا ہی بڑا روضہ اور خانقاہ ہو۔ جس شخص کی نگاہ آخرت کے ملک پر ہوتی ہے۔ وہ نفس و شیطان رجیم سے فارغ ہوتا ہے کیونکہ وہ صاحب وصف کریم ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

تمام علم ہدایت کے لیے ہیں

علم توریت، علم زبور، علم انجیل، علم قرآن پاک، علم حدیث قدسی، علم حدیث نبوی ﷺ، علم ایمان مجمل، علم ایمان مفصل، علم سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَايَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبَّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ۔ علم سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ علم کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ، علم کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ کے متعلق ہے۔ علم جفر جس میں دائرے کھینچے جاتے ہیں۔ علم ارادت، فتوحات غیبی جس کے سبب رفاقت نبوی ﷺ سے قدرت الٰہی کا الہام ہوتا ہے۔ ان تمام علوم کی غرض و غایت ہدایت ہے۔ ان سے محمدی ﷺ کو مذکور حضور اور تجلیات انوار حاصل ہوتی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ سے جواب باصواب سنتا ہے۔

شیطان طمع کے ذریعے غالب ہوتا ہے

شیطان کو کون سا اعلیٰ علم حاصل ہے کہ جس کی طاقت سے وہ عالموں، فاضلوں، فقیروں، درویشوں، عارفوں اور واصلوں پر غالب آ جاتا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ شیطان ہر انسان کے وجود میں ستر مرتبہ داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے اور اس کے ہر ایک رونگٹے کا اسے علم ہے۔ جب شیطان کسی مردہ دل طالب دنیا کے وجود میں داخل ہوتا ہے تو اس کے نفس امارہ کو دنیاوی طمع کا علم سکھاتا ہے اور اس کے اندر خناس خرطوم اور وسوسہ خطرات کو زندہ کرتا ہے۔ طمع کے علم سے وہ انسانوں پر غالب آتا ہے۔ جس سے وہ شیطان کا کہنا ماننے لگتے ہیں اور حرص و طمع نہیں چھوڑتے۔ شیطان کے پاس اگر کوئی چابی ہے تو یہی علم طمع کی۔ لیکن یاد رہے کہ تین آدمیوں کے وجود میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اول جس میں نور ایمان ہے اور جو سچے دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پڑھتا ہے۔ دوسرے وہ شخص جس کے دل پر اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ کلمہ طیب کی آگ سے شیطان کا اندر جل جاتا ہے۔ تیسرے وہ شخص جس کا بال بال لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے۔ ایک دفعہ لاحول کے پڑھنے سے ستر شیطان قتل ہوتے ہیں۔ صرف دو قسم کے آدمی یعنی علماء اور فقہائے کامل شیطانی علم و مکر و حیلہ سے بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے کہ "لِكُلِّ شَیْءٍ اٰفَةٌ وَّاٰفَةُ الْعِلْمِ طَمَعٌ" ہر شے کے لیے کوئی نہ کوئی آفت ہوا کرتی ہے سو علم کی آفت طمع ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ط وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِيْلًا" بے شک میرے خاص بندوں پر تیرا ذرا قابو نہ چلے گا اور آپ کا پروردگار کافی کارساز ہے۔ (۱۷-۶۵)

اور دوسرے عام لوگ جو اہل دنیا ہیں وہ دنیا کی طلب میں ہیں اور وہ سب اسی طرح شیطان کی گنتی میں آئے ہیں۔ یک بیک اسی طرح راعی بھی شمار میں ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "يٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ"

اے آدم کی اولاد تم شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ اعلانیہ دشمن ہے۔

(۳۶-۶۰)

حدیث: "شَیْطٰنِ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنْ شَیْطَانِ الْجِنِّ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ" انسان شیطان جن شیطان سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ حاسد کی شرارت سے خدا کی پناہ جب کہ وہ حسد کرے۔

آیات قرآنی' کلمہ طیبہ اور اسمائے باری تعالیٰ کے ورد کے اثرات

معرفت ربانی' اسرار سبحانی' قرب و مشاہدہ' دونوں جہان کا قبضہ میں لانا' عرش سے تحت الثریٰ کو مسخر کرنا' ہر زمین اور ہر ملک کی سیر وطیر' جن انسان مؤکل فرشتوں اور ملک سلیمانی کو قید میں لانا' ذات و صفات کے تمام درجے' تمام علوم مقامات وطبقات' انبیاء اور اولیاء میں سے ہر ایک کی روح کو تابع کرنا' ان سے ہاتھ ملانا اور ملاقات کرنا' دائمی تماشا' مقام ازل اور اس میں چیزوں کا مشاہدہ' مقام ابد اور اس کی متعلقہ چیزوں کا مشاہدہ' دنیا اور اس کا تماشا' مقام عقبیٰ اور اس کے متعلقات' مقام معرفت مولیٰ کے ہر اعلیٰ ادنیٰ مقام کا دیکھنا' کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تصور' قرآنی آیات واسم اعظم کے پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ" اچھی اچھی باتیں اسی کی جناب تک پہنچتی ہیں اور وہی نیک عمل کرنے والوں کے درجے کو بلند کرتا ہے۔ (۳۵-۱۰)

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْآ اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا" (۴۸-۲۶) اور انہیں پرہیزگاری کی بات پر جمائے رکھا اور اس کے سزاوار اور لائق بھی تھے اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز سے واقف ہے۔

ایمان دار کا دل آفتاب کی طرح چمکتا ہے

واضح رہے کہ ایمان' جمعیت' معرفت الٰہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر اور اس کی تصدیق سب کچھ جس دل میں ہے۔ وہ دل آفتاب کی طرح چمکتا ہے اور اس دل کا غنچہ کھل جاتا ہے اور کستوری ایسی مہک آنے لگتی ہے۔ ایسے دل والا زبان سے سچا اقرار کرتا ہے کہ واقعی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ واقعی اس کے رسول ہیں۔ ایمان کی تصدیق کی بنا دل میں ہوتی ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" (۴۹-۱۴) اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کم نہ کرے گا بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

علم ظاہری و باطنی

علم دو طرح کا ہے: ایک ظاہری جس میں رسم' رسوم اور معاملات شامل ہیں۔ زبانی اقرار اور زبانی پڑھا جاتا ہے۔ یہ قیل وقال کے متعلق ہے۔ "اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" جسے علم دیا گیا ہے اسے درجے عطا ہوئے ہیں۔

دوسرا علم باطنی: اس میں حی قیوم خدا کی معرفت اور قلبی تصدیق شامل ہے۔ اس کی شان میں مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا آیا ہے

علم رسمی سینہ صافاں را نمے آید بکار　　چوں شود آئینہ روشن بے نیاز از جوہر است

صاف باطن آدمیوں کے لیے رسمی علم کسی کام کا نہیں' جب آئینہ روشن ہو تو جوہر کی اسے ضرورت نہیں ہوتی"۔ لیکن جب تک علم ظاہر رفیق نہ ہو۔ علم باطن سے توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ علم ظاہر بمنزلہ ابتداء ہے اور علم باطن بمنزلہ انتہاء۔ دونوں علموں بغیر عین کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ علم جان کا غمخوار ہے۔ بغیر علم کے زاہد بمنزلہ شیطان

ہے۔

تجھے معلوم ہے کہ بعض روحوں نے ازل کے دن جب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز سنی تو اسی وقت بَلٰی ہاں کہہ دیا۔ بعض روحیں روز الست ہی سے اپنے پروردگار کے مشاہدہ انوار اور دیدار میں مست تھیں۔ کیا میں مدبروں کا مشتاق نہیں ہوں کوئی اور ہے۔

انہوں نے ماسوٰی اللہ سے قطع تعلق کر رکھا تھا۔ ایسے جسموں کو جسم الاسرار کہتے ہیں۔ یہ جسم رویت حق میں مستغرق ہیں۔ ایسے جسموں کے دل بیدار ہوتے ہیں۔ ظاہر میں وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں ہوشیار ہوتے ہی۔ بدعت' شرک اور کفر سے بیزار ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی منع کی ہوئی باتوں سے استغفار کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ مرتبہ حاصل ہو انہیں محبوب کہتے ہیں۔ یہ لوگ' دیدار حق معرفت و مشاہدہ الٰہی اور تجلیات ذات کے عرفان بغیر کسی اور چیز کی نہ جستجو کرتے ہیں نہ ان کے متعلق کام کرتے ہیں۔ ان کی زبان پر صرف حق کی باتوں کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ مراتب ان لوگوں کے ہیں جنہیں حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہے۔ وہ علم الیقین اور عین الیقین سے آگے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ حق الیقین کا یہ مطلب ہے کہ انسان فنا فی اللہ ہو جائے اور فنا فی اللہ وہ ہے۔ جسے بقا باللہ کا درجہ حاصل ہو۔ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ جو شخص ازل کے دن دیدار الٰہی سے مشرف ہوا۔ وہ دنیا میں بھی اسی طرح دیدار میں مستغرق رہتا ہے اور دنیا مردار سے بیزار رہتا ہے۔ ایسے شخص کو مادر زاد ولی کہتے ہیں۔ جس شخص کو دنیا میں دیدار الٰہی حاصل ہے۔ اس کا دل ذکر الٰہی سے زندہ ہوتا ہے اور اس کی آنکھ ابد تک بیدار رہتی ہے۔ ان مراتب کو حاصل کرنا آسان ہے لیکن نور دیدار میں غرق ہونا اور بظاہر کتابوں کے مطالعہ میں محو ہونا اور فنا فی اللہ ہونا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ بعض ایسے ہیں جو لوگوں کی نظروں میں مجذوب ہیں اور باطن میں انہیں محبوب کا درجہ حاصل ہے۔ جو نہ مجذوب ہے نہ محبوب وہ اندھا محجوب ہے۔ جس کی دلی آنکھ بینا نہیں وہ معرفت کیونکر حاصل کرے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: ''وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی'' (۱۷-۷۲) جو شخص دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہوگا

باہو عارفاں رادیدہ ازلش باوصال
کور ازلش کے بہ بیند با زوال

اے باہو عارفوں کی آنکھیں روز ازل ہی سے باوصال ہیں۔ ازلی اور با زوال اندھا کب اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے۔

واقعی یہ یقینی امر ہے کہ جس کو ازل میں حق الیقین کا درجہ حاصل تھا وہ دنیا میں بھی حق الیقین کے مرتبے پر پہنچے گا۔ حق الیقین والے میں یہ چار باتیں ضروری ہوتی ہیں۔

اول ظاہر میں اطاعت الٰہی کی توفیق اسے حاصل ہوتی ہے اور دوسرے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی متابعت اور شریعت کی رفاقت اسے حاصل ہوتی ہے اور باطن میں دو باتیں یہ ہوتی ہیں۔ اول معرفت و نور الٰہی کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہے۔ دوسرے مجلس محمدی ﷺ سے مشرف ہو کر اسے دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جس حق الیقین والے کا باطن آباد ہو۔ اس میں مذکورہ بالا باتیں پائی جاتی ہیں۔

فقر کی راہ توحید و معرفت سخت مشکل ہے

بعض اہل تقلید کی یہ کیفیت ہے کہ اگر کسی تعلقہ دار کا لڑکا یا نمبر دار کا بھائی فقیر ہوتا ہے اور اپنے آپ کو پارسا' متقی اور فقیر ظاہر کرتا ہے تو اس واسطے کہ ماں' باپ اور بہن بھائی مجھ پر زیادہ اعتبار کریں اور میں انہیں دھوکے اور فریب میں لا کر قتل کر کے دنیاوی عیش لُوٹوں اور گل چھرّے اڑاؤں یا اگر بادشاہی سپاہی فقیر ہوتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ میں دربار شاہی میں منصب دار بن جاؤں یا شاہی منصب دار میرے مرید ہو جائیں۔ اگر منصب دار فقیر ہوتا ہے تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ میں ہفت ہزاری منصب حاصل کروں یا بادشاہ کے امراء میرے طالب یا مرید ہو جائیں۔ اگر کوئی امیر فقیر بنتا ہے تو اس غرض کے لیے کہ میں بادشاہ کا وزیر بن جاؤں اور بادشاہ کا مقرب ہو جاؤں۔ اگر وزیر فقیر بنتا ہے تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں بادشاہ بن جاؤں یا بادشاہ کو اپنا مطیع بناؤں۔ لیکن اگر بادشاہ فقیر ہوتا ہے تو وہ واقعی خدا کی خاطر ہوتا ہے۔ وہ بالضرور الا اللہ کی معرفت اور نبوی ﷺ حضوری حاصل کر لیتا ہے۔ اسے ترک دنیا اور توکل بر خدا دونوں مرتبے حاصل

ہوتے ہیں اور واصل اور عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

حدیث: "ان اللہ یحب الفقراء الغنی" اللہ تعالیٰ ان فقیروں کو پیار کرتا ہے جو دنیاوی دولت مندی چھوڑ کر فقیر ہو جاتے ہیں۔

کامل مرشد کی علامت

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کامل مرشد کی یہ علامت ہے کہ طالب کو پہلے ہی دن تمام دنیا کا تصرف عنایت کرائے۔ جس سے اس کا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اسے حاصل ہو جائے۔ جو شخص عنایت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اسے پوری پوری ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ مرد وہ ہے کہ اگر دنیاوی علم اسے حاصل ہو جائے تو وہ اسے دست بدست کسی اور کے حوالے کرے۔ مرشد جب دنیا کا عمل بخشا ہے تو اس واسطے کہ طالب کا دل غنی ہو جائے اور اسے ہدایت کی توفیق حاصل ہو۔

غنایت میں چار چیزیں شامل ہیں۔ اول سنگِ پارس جس کے چھونے سے لوہا سونا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے فقیر لا یحتاج ہوتا ہے۔ دوسری زمین کے اندر کے تمام خزانے معلوم ہو جاتے ہیں۔ جس قدر چاہے نکال کر خرچ کرے۔ اس واسطے فقیر دنیا میں لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ تیسری علم کیمیا اسے مؤکلوں کے ذریعہ سکھلایا جاتا ہے۔ اس واسطے فقیر دنیا میں لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ چوتھی اس کی نگاہوں سے مٹی سونا بن جاتی ہے۔ جو پھر مٹی نہیں ہو سکتا۔ جس قدر چاہے خرچ کرے۔ یہ اسم اعظم کی برکت سے ہوتی ہے۔ اس واسطے فقیر دنیا میں لا یحتاج ہوتا ہے۔

مرشد طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے تصور و حاضرات سے مذکورہ بالا باتیں عطا کرتا ہے۔ اس واسطے شروع ہی میں اس کے نفس کو جمعیت حاصل ہوتی ہے اور وہ حرص و ہوا کو چھوڑ دیتا ہے۔

اے طالب! اس ادنیٰ درجے پر مغرور نہ ہو جانا۔ مرشد سے قربِ معرفت کا حاصل کرنا۔ منظور نظر الٰہی ہونا' غرق فنا فی اللہ ہونا اور مجلس محمدی ﷺ کی دائمی حضوری سے مشرف ہونا طلب کر اور یہ التماس کر کہ کسی طرح ذکر مذکور اور مجلس نبوی ﷺ کا کلام

نصیب ہو۔

وہ لوگ فقیر نہیں جو دنیاوی درم و دام اور فتنہ و فضیحت کی طلب میں لگے رہتے ہیں۔

حدیث: "ترك الدنيا الا دنيا" اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگ اس واسطے تارک الدنیا ہوتے ہیں کہ انہیں دنیا حاصل ہو یعنی ان کی عزت بہت زیادہ ہو جائے۔ خلقت ان کی طرف دوڑی آئے اور دنیاوی مال جمع کریں۔

واضح رہے کہ بعض فقیر کہا کرتے ہیں کہ ہمیں دین اور دنیا دونوں عطا ہوئی ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ نفس امارہ کا مکروفریب اور شیطانی پھیلاوا ہے کیونکہ دنیا ترک کرنا سر عبادت اور عطا ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ اور خطا ہے۔ وہ بڑے احمق ہیں جو خطا کو عطا خیال کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے: "تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَّحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ" دنیا کا چھوڑنا تمام عبادتوں کا سر ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔"

قَوْلُهُ تَعَالٰی: "اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ قَلِيْلٌ" دنیا متاع قلیل ہے۔

دنیاوی مراتب منافق اور بخیل کو حاصل ہوتے ہیں۔ جو رب جلیل کی معرفت سے محروم ہوتا ہے۔

حدیث: "حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ لَا يَسَعُ فِيْ قَلْبِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ كَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ" دنیا اور دین دونوں کی محبت مومن آدمی کے دل میں نہیں سما سکتی جس طرح کہ ایک برتن میں آگ اور پانی یکجا نہیں ہو سکتے۔

انسان کے وجود میں دنیاوی حرص کی آگ بمنزلہ بیماری ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (۲-۱۰) "ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زیادہ کر دیا ہے" اور توکل ایک نورانی پانی ہے جس سے یہ بیماری رفع ہو جاتی ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی: "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" (۶۵-۳) جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے

ے نتر سند عارفاں دائم   لا یخافون لومة لائم

عارف لوگ کبھی نہیں ڈرتے۔ انہیں ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر نہیں ہوتا۔
اہل دنیا منافق، مشرک اور نفس پرست ہیں کہ نماز بھی دکھلاوے کے لیے پڑھتے ہیں۔

نفس پلید و جامہ پاک چہ سود — دردل ہمہ شرک است سجدہ بر خاک چہ سود

جب نفس پلید ہو اور کپڑا پاک ہو کیا فائدہ؟ دل میں شرک بھرا ہو تو خاک پر سجدہ کرنے کا کیا فائدہ۔

تین شخصوں کے وجود کبھی پاک نہیں ہوتے

واضح رہے کہ تین شخصوں کے وجود دائمی ناپاک ہوتے ہیں۔ جب تک وہ نجاست سے نہ نکلیں ہرگز پاک نہیں ہوتے۔ ایک دیوث جس میں ریچھ کی خصلت۔ حدیث میں آیا ہے: "اَلدَّیُّوْثُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ" دیوث آدمی کبھی بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

دوسرا دنیا کا طالب۔ حدیث: "اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ" دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔

تیسرا کافر، منافق اور جھوٹا۔ جن کی شان میں آیا ہے۔ "مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا" (۴-۱۴۳) جو تذبذب میں رہتے ہیں کبھی کافر ہوتے ہیں کبھی مشرک مردود، کبھی مومن، اہل بدعت، تارک الصلوٰۃ، تارک جماعت، حُسن پرست، اہل سرود، نا مشروعہ باتوں میں مشغول اور معرفت الٰہی سے محروم ہیں۔

سرود سر لغت بود واز سر گناہ — آں بود شیطاں کہ گوید ایں مباح

راگ رنگ لعنت اور گناہ کی جڑ ہے۔ جو شخص اسے مباح کہتا ہے وہ شیطان ہے۔

آں خوش آواز دیگر است مدح رسول — قتل ساز و نفس را اہل الوصول

وہ خوش آوازی اور ہے جو رسولی مدح کے لیے ہو۔ اہل وصول نفس کو قتل کرتے ہیں۔

خواہشِ نفسانی سے سرود سننا کفر ہے

واضح رہے کہ سرود کفر ہے کیونکہ کافر بتوں کے روبرو گیت گاتے ہیں اور دوزخ کے

دروازے پر شیطان گیت گاتا ہے۔ اہل سرود گیت کو سن کر مست ہو جاتے ہیں اور دوڑ کر شیطان سے جا ملتے ہیں اور شیطان اپنی تمام قوم سمیت دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔ عارفوں کو سرود کی آواز گدھے کی آواز سے بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ مسلمانوں، مومنوں، نبیوں اور ولیوں کو قرآن مجید کی تلاوت، حدیث کی کتابوں کے مطالعہ اور کلمہ طیبہ کے پڑھنے کی آواز بھلی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ جب جناب سرور کائنات ﷺ بلند آواز سے زبان مبارک سے کلمہ کا نعرہ لگائیں گے تو تمام مومن مسلمان کلمہ کی آواز سن کر مست ہو کر بے اختیار دوڑ کر حضور میں پہنچیں گے اور امت کے سارے کلمہ گو اکٹھے ہو جائیں گے۔ تب بہشت سے آواز آئے گی۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ○ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○" (۸۹-۲۷-۳۰) اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف راضی خوشی لوٹ جا میرے بندوں میں داخل ہو اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔ پھر جناب سرور کائنات ﷺ امت خاص کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔ یہ داخلہ مومن مسلمانوں کو مبارک ہو۔ سرود کی طرف وہ لوگ رجوع کرتے ہیں جو کلمہ طیب قرآن مجید اور دین محمدی ﷺ سے برگشتہ ہیں۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے۔ از روئے حساب کہتا ہے نہ کہ از روئے حسد۔ جو لوگ گا کر ذکر کرتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں اور اللہ ہو پکارتے ہیں۔ یہ دراصل اسم ذات کی رسوائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام عزت، صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔ جو لوگ پاک اسم کو پلید گیت سے ملاتے ہیں وہ کافر مطلق ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کا نام اور ذکر اللہ وہ جہر ہو یا خفیہ ہمیشہ پاکیزگی سے لینا فرض ہے۔ اس کی بندگی دل کی عین زندگی ہے۔ سرود سے ذکر کرنا پلیدی اور شرمندگی ہے۔ یہ شیطانی شر ہے جس کا انجام ندامت اور شرمندگی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بندگی اور گندگی والوں کا مل بیٹھنا درست نہیں۔

ذکر قلبی چیست خاص الخاص نور — از ذکر ذاکر بود دائم حضور

ذکر قلبی خاص الخاص نور ہے۔ ایسے ذکر سے ذاکر کو دائمی حضور حاصل ہوتا ہے۔

بے حضوری ذکر ذاکر سر ہوا — با حضوری ذکر حاضر مصطفیٰ ﷺ

بغیر حضوری کے ذاکر کا ذکر محض ہوائے نفسانی سے ہے حضوری ذکر سے مجلس نبوی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔

ہر کہ با مشغول ذکرش صبح و شام   خاتمہ بالخیر ذاکر والسلام
جو شخص اس کے ذکر میں صبح و شام مشغول رہتا ہے۔ ایسے ذاکر کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

خلق گوید ذاکراں دیوانہ اند   بے ذکر مردہ دل زحق بیگانہ اند
خلقت کہتی ہے کہ ذاکر دیوانے ہیں بغیر ذکر دل مردہ ہو جاتا ہے۔ ذکر نہ کرنے والے حق سے بیگانے ہوتے ہیں۔

ہر کہ دیوانہ شود با ذکر حق   زیر پائش عرش و کرسی ہر طبق
جو شخص ذکر حق کے سبب دیوانہ ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں تلے عرش کرسی اور ہر ایک طبقہ ہوتا ہے۔

غرق گردد نور فی اللہ ہر دوام   انتہائے ذاکراں را ایں مقام
ذاکروں کا انتہائی مقام یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نور فی اللہ میں مستغرق رہتے ہیں۔

ہر کہ غافل مے شود ذکر از خدا   نفس او فربہ شود کفر از ریا
جو شخص ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے۔ اس کا نفس کفر اور ریا کے سبب موٹا ہو جاتا ہے۔

"اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ" ریا کفر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

ذکر الٰہی کے اثرات

ذاکروں پر ذکر الٰہی اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا۔ جب تک اسم اللہ ذات کے تصور کی چابی اس کے ہاتھ نہ آئے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے ذکر اس قدر کھلتا ہے کہ شمار میں نہیں آ سکتا۔ چنانچہ بدن کا ایک ایک بال اللہ اللہ پکارتا ہے اور ایسا نعرہ مارتا ہے کہ سر سے پاؤں تک پوست، گوشت، رگ، ہڈیاں سبھی اللہ اللہ پکارتے ہیں۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے۔ نیز مندرجہ ذیل چار باتوں کے سوا ذکر ثابت

نہیں ہوتا۔ اول مشاہدہ غرق فنا فی اللہ دوسرا مجلس نبوی ﷺ کی حضوری، تیسری ماسوٰی اللہ کو ترک کرنا، چوتھی بقا باللہ کے مرتبہ پر پہنچنا یہ چاروں مراتب ان ربانی ذکروں کے متعلق ہیں۔ اول ذکر خفیہ عین العیانی، دوسرا ذکر حامل جس سے نفس فانی ہوتا ہے اور روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ تیسرا ذکر سلطانی، جس سے دل کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ چوتھا ذکر قربانی پانچواں ذکر مجموعۃ العلوم چھٹا ذکر حی قیوم جس سے پوشیدہ اسرار ربانی ظاہر ہوتے ہیں۔

کلمات ربانی تصور اسم اللہ کے مراتب کا کیا کہنا۔ وہ ہمیشہ ذات ربوبیت رحمانی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے۔ اس کا حساب کیونکر لکھ سکتے ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○" (۱۸-۱۰۹) تم فرما دو اگر سمندر کو سیاہی بنا کر کلمات ربانی لکھنے لگیں تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربانی ختم ہوں سمندر ختم ہو جائیں خواہ ان جیسے اور بھی مدد کے لیے لائیں۔

یہ مراتب اس حدیث قدسی کے موافق ہیں۔ حدیث قدسی: "مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَّجَدَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ دِیَتُهٗ وَاَنَا دِیَتُهٗ" جو مجھے طلب کرتا ہے مجھے پا لیتا ہے، جو مجھے پا لیتا ہے مجھے محبت کرتا ہے، جو مجھے محبت کرتا ہے مجھے پہچان لیتا ہے، جو مجھے پہچان لیتا ہے وہ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے، جو مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اسے میں قتل کرتا ہوں، جسے میں قتل کرتا ہوں اس پر میرا خوں بہا لازمی ہے، سو اس کا خوں بہا میں ہوں۔

ھ باہو کشتگاں دیدار دائم با وصال
با جمال و با وصال ۔ لازوال
اے باہو دیدار کے مقتولوں کو دائمی وصال حاصل ہوتا ہے اور صاحب وصال لازوال اور جمال الٰہی ہوتے ہیں۔

جو شخص ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ اسے فقر کی معرفت کا انتہائی مقام حاصل ہو جاتا

ہے۔ اس پر پانچ مرتبے منکشف ہو جاتے ہیں۔ اول "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (۳-۹۲) جس چیز کو تم پیار کرتے ہو جب تک وہ راہ خدا میں صرف نہ کرو گے نیکی حاصل نہ کرو گے'۔ اس سے اسے کریمی صفت حاصل ہو جاتی ہے۔ دوسرا "فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ" پس اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کبھی خوف میں اور کبھی امید میں ہوتے ہیں۔ تیسرا "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" ہم اس سے شہ رگ کی نسبت بھی زیادہ قریب ہیں۔ یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اس سے تجلیات کا مشاہدہ حضوری الہام حاصل ہوتے ہیں۔ ایسے ولی اللہ کا وجود کوہ طور کی طرح ہو جاتا ہے اور وہ ولی اللہ اللہ تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ایسے فقیر کو عالم عامل کہتے ہیں۔ حدیث: "اَلْعُلَمَاءُ مِنْ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ" میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں۔ چوتھا: "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" وہ تمہاری جانوں میں ہے، کیا تم نہیں دیکھتے

چشم را بکشا بہ بیں از اسم نور — اسم اللہ ے برد با تو حضور

آنکھ کھول اور اسم سے نور کو دیکھ۔ اسم اللہ ذات سے تجھے حضوری حاصل ہوتی ہے۔

جو شخص ذکر کے سبب دیوانہ اور بے خود ہو جائے۔ اس کے بدن کو چھو کر دیکھو۔ اگر گرم انگارا ہے تو سمجھو کہ وہ معرفت الا اللہ کے مشاہدہ میں غرق ہے اور اگر اس کا بدن سرد ہے تو وہ گویا مردہ ہے اور مجلس انبیاء اور اولیاء سے مشرف ہے۔ ملاقات کے یہ مراتب توحید سے حاصل ہوتے ہیں۔ جس وجود میں گرمی ہے نہ سردی وہ اہل تقلید ہے۔ وہ مفت میں آہ وزاری اور شور وغوغا کرتا ہے۔ پانچواں مَا زَاغَ الْبَصَرُ نہ آنکھ چوکی

کونین را نہ بیند شد بینا با خدا — کونین را بہ بیند آنکس کہ باشد باہوا

جو خدا کو دیکھتا ہے وہ دونوں جہان کو نہیں دیکھتا۔ جو لالچی ہوتا ہے وہ دونوں جہان کو دیکھتا ہے۔

نظریکہ با نظیر است روشن ضمیر پس — آں کبر را نہ بیند بر سد بکبریا

جو با نظیر نظر ہے وہ روشن ضمیر ہے۔ جو شخص تکبر کو نہیں دیکھتا وہ خدا رسیدہ ہو

جاتا ہے۔

نور الٰہی کی تجلیات

حدیث: "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ" جب فقر انتہائی درجے کو پہنچ جاتا ہے تو وہی اللہ ہے۔ ان مذکورہ بالا مراتب میں سے ہر ایک نور الٰہی کی تجلیات ہیں۔ جو سر بسر حق نما ہیں اور یہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کنجی سے کھل جاتے ہیں۔ جو شخص شک کرتا ہے کافر ہے۔ بلکہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی چابی اور اسم اللہ ذات کے حاضرات سے "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا" ان سب کے نام آدم کو سکھلانے کا علم واضح ہو جاتا ہے۔ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے معلوم نہ تھا کا علم حاصل ہوتا ہے اور عِلْمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ کا علم کشف ہو جاتا ہے۔ ان سے وجود میں شرک، کفر، کسی قسم کی گمراہی نہیں رہتی۔ وہ بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ شریعت میں امر معروف کی کوشش کرتا ہے اور دریائے معرفت پیتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جس کا حوصلہ وسیع ہے اور معرفت الا اللہ میں غرق ہے اور جسے نبوی ﷺ حضوری حاصل ہے۔

طالب اور مرشد کی قسمیں

واضح رہے کہ مرشد تین طرح کے ہوتے ہیں اور طالب بھی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اوّل مرشد دنیا: اس کا طالب دنیاوی عزت و جاہ کی تلاش میں رہتا ہے اور گمراہ ہوتا ہے۔ دوسرا مرشد عقبیٰ: اس کا طالب عقبیٰ کی طلب میں ہوتا ہے اور اس میں آہ اور جلن ہوتی ہے۔ تیسرا مرشد عارف باللہ: اس کا طالب نور اللہ میں مستغرق ہونے کا طالب ہوتا ہے۔ طالب خاص وہ ہے جو عالم با عمل ہو۔ دن رات نیک اعمال اور مغفرت الٰہی کی طلب میں ہو۔ لیکن مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو ورد وظائف' دعوت' ذکر اور فکر میں مشغول نہ کرے کیونکہ ورد وظائف دعوت' ذکر اور فکر میں رجعت' سکر' سہو' لغو' بہو' قبض' بسط' حوادث رجوعات خلق' دنیاوی پریشانی اور ہوائے نفسانی' خطرات شیطانی بلکہ ہر قسم کی مصیبت کے

پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ مرد مرشد وہ ہے جو طالب کو ہر ایک مصیبت اور بلا سے نکالے اور یک بارگی اسم اللہ ذات کے حاضرات سے معرفت الا اللہ میں غرق کر کے اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا کر فنا فی اللہ کر دے اور مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری سے مشرف کر دے۔ کامل مرشد وہ ہے جو الا اللہ کی معرفت اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری بغیر اور کوئی راہ نہ جانے اور طالب صادق وہ ہے جو مرشد سے معرفت الٰہی اور حضوری مجلس نبوی ﷺ کے سوا اور کچھ طلب نہ کرے۔

حبس دم کے ذریعہ ذکر الٰہی

اکثر لوگ جو سانس روک کر ذکر الٰہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حبس ہے جو شخص سانس کو روک کر ذکر الٰہی کرتا ہے۔ اس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ ایسے ذاکر کو اس ذکر سے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور نور واحدانیت میں غرق ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں دنیاوی غم اور عزت نہیں رہتی۔ ایسے ذاکر جہان میں بہت کم اور گمنام ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کا ذکر بمنزلہ آفتاب ہے۔ جس وجود میں چمکتا ہے اس میں نفس و شیطان کی سیاہی نہیں رہتی۔

صلح کل فقر کے معنی

اکثر آدمی کہا کرتے ہیں کہ فقر صلح کل اور ہر دلعزیزی کا نام ہے۔ ایسے احمق کفر و اسلام، حلال، حرام اور علم و جہالت میں فرق نہیں کرتے۔ یہ صلح کل کے معنی نہیں جانتے۔ صلح کل دونوں جہان کے اٹھارہ ہزار عالم کی چابی ہے۔ جو کلمہ طیب لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ کلمہ طیب کی اس چابی کو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے نص، حدیث اور آیات قرآنی کے موافق ہاتھ میں رکھئے تو شریعت محمدی ﷺ کی برکت سے دونوں جہان اس کے اختیار میں ہوں گے۔ یہ ہے صاحب کل صاحب توفیق فنا فی اللہ اور بحق رفیق نہ کہ یہ اہل بدعت، بے دین کیونکہ زندیق کی تعریف یہ ہے کہ "اَلزِّنْدِیْقُ هُوَ الَّذِیْ یَخْفَی الْکُفْرَ" بے دین وہ ہے جو کفر کو چھپائے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ 'پیر من اخص است اعتقاد من بس است' یہ غلط کہتے ہیں ان کے تین درجے ہوتے ہیں۔ عام اور خاص اور خاص الخاص یعنی اخص جب پیر فقیر ہو اور فقر میں کامل ہو وہ اخص ہے۔ اس وقت یوں کہنا چاہیے پیر من اخص است اعتقاد من بس است۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ حج کو جانا جہان کی سیر کرنا ہے۔ روزہ رکھنا روٹی کا بچاؤ ہے اور نفلی نماز ادا کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے اور دل ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے۔ لیکن مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مردہ دل، خوار، دل کی زندگی سے بے خبر ہیں۔ معرفت پروردگار ہر دل میں نہیں ہوتی نہ ہر دل کا خزانہ نور الٰہی سے پر ہوتا ہے۔ نہ ہر دل کو معرفت وصال حاصل ہے۔ جیسا کہ ہر پتھر میں لعل نہیں ہوتا۔ ایسا ہی ہر شخص کو مشاہدہ جمال ربوبیت حاصل نہیں۔ نہ ہر زبان تفسیر سے باتاثیر ہے۔ یاد رہے کہ روشن ضمیر لوگ نفس پر حاکم اور فنا فی اللہ ہوتے ہیں۔ فقیر قال ماضی مستقبل اور حال کا نمائندہ ہوتا ہے۔

اے احمق گدھے! سن حج کے لیے جانا سلامتی ایمان کا سرمایہ ہے۔ نفلی روزہ جان کی پاکیزگی ہے۔ نفلی نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا باعث ہے۔ جو شخص طاعت رحمانی سے روکتا ہے۔ وہ شیطان ابلیس رہزن ایمان ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دنیاداروں کے دلوں کو ہاتھ میں لانا پریشانی کا کام ہے۔ کشف و کرامات تک محدود رہنا نامکمل آدمیوں کا کام ہے۔ خلقت کے رجوع سے خوش ہونا نادانوں کا کام ہے۔ اپنے آپ سے فانی ہونا اور فنا فی اللہ ہونا مردوں کا کام ہے۔

تیس حروف عرش مجید کے گرد تحریر ہیں

جو تیس حرف عرش اکبر کے گرد لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے تصور سے ہر حرف سے کشف و کرامات کا پردہ کھل جاتا ہے اور جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے۔ ہتھیلی پر یا پشت ناخن پر نظر آسکتا ہے اور تمام عمر کرم پروردگار میں قائم رہتا ہے۔ ایسے صاحب راز مرشد کو ریاضت کی کیا ضرورت ہے۔ صاحب محبت کو محنت کی۔ صاحب مشاہدہ کو مجاہدہ کی کیا ضرورت ہے۔

جو عارف صاحب فقر ہو اور معرفت میں انتہائی درجہ رکھتا ہو۔ اس کو جنونیت مؤکل کی کیا ضرورت ہے۔

اے ناقص خام سن! کامل مرشد عارف باللہ ایک گھڑی میں بلا رنج و طاعت معرفت الا اللہ کی انتہا اور مجلسِ نبوی ﷺ کی حضوری بخشتا ہے اور جمعیت اور آرام عطا کرتا ہے کیونکہ صاحب گنج کو محنت و رنج کی کیا ضرورت ہے۔ طالبوں کو ایک ہفتہ کے اندر ظاہری اور باطنی مطالب پورے طور پر دلاتا ہے اور لا یحتاج بنا دیتا ہے۔ جو مرشد اس سے زیادہ ریاضت اور محنت بناتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اسے معرفت کی راہ باطنی اور اسم اللہ ذات کے حاضرات تصور کا اور حضوری نبوی ﷺ کا پتا بھی نہیں۔ وہ خود خام ہے اور معرفت الٰہی سے بے خبر ہے۔ جو شخص اس بات کا منکر ہے کہ اسم اللہ ذات اور الا اللہ کی معرفت سے درجات اور مجلس نبوی ﷺ حاصل ہوتے ہیں۔ وہ مردود اور کافر مطلق ہے کیونکہ نبوی ﷺ حضوری برحق ہے۔ جو شخص شک کرتا ہے وہ منافق اور بے دین ہے کیونکہ بابصر' بادید عارف باللہ بے بصر اور نا دیدہ نہیں اور عارف باللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ واقعی جو شخص راہ محمدی ﷺ پر یقین نہیں کرتا۔ وہ بے بصر نابینا اور کور چشم ہے۔ اہل خشم' حاسد' پر طمع نابینا ہے۔ عارفوں کو استخارہ کی ضرورت نہیں۔ ان سے حق کی طلب کر کیونکہ انہیں مراتب حق حاصل ہوتے ہیں باطل سے بیدار ہوتے ہیں۔ جو شخص صاحب نظر ہو جاتا ہے اور دونوں جہان اسے دکھائی دیتے ہیں۔ صاحب نظارا ہو جاتا ہے۔ ماسوی اللہ اور دنیا سے اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔ اس کے نزدیک سنگ پارس سنگ خارا ہے۔

علم و عمل اور فقر وغیرہ کے حروف

واضح رہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ علم' عمل' فقر' فقہ' فیض' فضل' رحم' حلم' نفس' قلب' روح' راز' نور' غرق' فنا اور بقا میں سے ہر ایک کے تین تین حرف ہیں۔ جو کل اڑتالیس حروف ہیں۔ ان حروف سے تین ہزار ستر علم اور تین ہزار ستر درجے منکشف ہوتے ہیں۔ جو مرشد پہلے دن طالب اللہ کو اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات سے ہر ایک علم اور درجہ اور قرآن نص' حدیث کی خاصیت مشاہدہ

نہیں کراتا۔ سمجھ لو کہ وہ بالضرور ناقص اور نامکمل مرشد ہے۔ بلکہ علم کی تعلیم اور فقر کی تلقین کے لیے تو ایک ہی حرف کافی ہے

علم یک نقط بودزاں داں حرف ۔۔۔ باعلم عارف شوی صاحب شرف

علم دراصل ایک نقطہ ہے جس سے یہ حروف بنتے ہیں۔ علم سے ہی صاحب شرف عارف ہو گئے ہیں۔

آں علم حرفے یافتم از مصطفیٰ ﷺ ۔۔۔ واقفِ اسرار گشتہ از الٰہ

وہ علم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایک حرف میں پالیا اور اللہ تعالیٰ کے اسرار سے واقف ہو گیا۔

جاہلاں را نیست جائے پیش حق ۔۔۔ زیر پائے عالماں ' ہر طبق

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہلوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ لیکن عالموں کے پاؤں تلے ہر ایک طبقہ ہے۔

عرش و فرش خوابگاہے ہر مقام ۔۔۔ باخداوند غرق گشتم بر دوام

عرش و فرش کا ہر مقام خواب گاہ ہے میں ہمیشہ کے لیے غرق فی اللہ ہو گیا۔

وہ کون سا سلک سلوک ہے جس سے شیطان تمام عمر نزدیک نہیں آتا

واضح رہے کہ وہ کون سا سلک سلوک ہے جس سے شیطان تمام عمر نزدیک نہیں آتا اور نفس ظاہری باطنی عبادت سے فارغ نہیں ہوتا۔ دنیا اور اہل دنیا تیرے طریق کے غلام ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ فقیر کی زبان اللہ تعالیٰ کی ننگی تلوار ہے تو نہیں جانتا کہ فقیر کی دلیل اور توجہ جاں بلب آدمی کے لیے دم عیسیٰ ہے۔ جو حیات ابدی بخشی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فقیر کے وہم اور ارادہ سے نص اور حدیث کے موافق الہام اور فتوحات نصیب ہوتے ہیں۔ بلاکسب نیکی کا دل میں القا ہونا الہام ہے۔ الہام رحمان سے نزدیک اور شیطان سے دور ہے۔ جو الہام اسم اللہ ذات کے تصور' نفی اثبات کے ذکر اور کلمہ طیب لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی چابی سے دل میں یا زبان پر آئے۔ اس سے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات منکشف ہوتے ہیں، کیا تجھے معلوم نہیں کہ فقیر کے خیال سے دل میں معرفت وصال اور زبان پر قال اللہ اور قال رسول آتا ہے اور قال قال کے ساتھ اور حال ملل کے ساتھ اور وصال وصال لازوال کے ساتھ ہوتا ہے۔

حدیث: "کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ"

ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے، جو اس میں ہوتا ہے۔

وہ سلک سلوک کون سا ہے

جس سے انسان ہمیشہ منظور نظر الٰہی ہوتا ہے اور جس سے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے اور ذکر مذکور با شعور حاصل ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ دونوں جہان کے مطالب و مقصود اور کل و جز مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات اور اسم محمد ﷺ کے تصور اور کلمہ طیب کی کنجی سے کھلتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے۔ جو شخص اس میں شک کرتا ہے۔ وہ ملعون اور بے دین ہے۔

بندہ اور خدا کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں

بندہ اور خدا کے درمیان کوئی پہاڑ یا پتھر کی دیوار نہیں۔ بلکہ بندہ اور خدا کے درمیان پیاز کے چھلکے کا پردہ ہے۔ پیاز کے پردے کا اسم اللہ کے تصور سے اور مرشد کی نظر سے پھاڑ لینا کون سا مشکل ہے۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں وہ بے نیاز ہے۔ فقر اور معرفت کا مرتبہ تمام مرتبوں سے برتر، عظیم اور کریم ہے۔

یہ لوگ فقیر نہیں

جو کتوں کی طرح ہر ایک دروازہ سے لقمہ لقمہ لیتے ہیں۔ یہ بد مذہب، اہل بدعت اور بدنظر ہیں۔ یہ لوگ تارک الصلوٰۃ، خبیث، شیطان ثانی، شراب خور، معرفت الٰہی سے بے خبر ہیں۔ جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے۔ وہ شیطان کا دوست ہے۔ ان کی دوستی خدا اور رسول ﷺ کی دشمنی ہے۔ اہل بدعت نفس پرست اور ہوا و ہوس والے ہیں۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ"

شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور برے کاموں کا حکم کرتا ہے۔

حدیث: "اَلْمُبْتَدِعُ کِلَابُ النَّارِ" اہل بدعت آگ کے کتے ہیں۔ حدیث: "لَا تَجْلِسُوْا مَعَ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ" اہل بدعت سے مل کر نہ بیٹھو۔ چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ــــ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس شخص نے پیغمبر خدا ﷺ کے خلاف راہ اختیار کی وہ ہرگز ہرگز منزل مقصود پر نہیں پہنچے گا۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

خلاف شریعت بود چشم کور ــــ کہ نورش نہ بیند سدر لب گور

جو شخص خلاف شریعت کرتا ہے اندھا ہے۔ وہ مرتے دم تک نور الٰہی نہیں دیکھے گا۔

فقر ایک خاص صورت ہے

جو ہمیشہ جناب پیغمبر خدا ﷺ کا ہم صحبت رہتا ہے۔ اس کا نام سلطان الفقر ہے۔ فیض بخش ہے۔ سلطان الفقر کی روشنی آفتاب سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے اور اس کی خوشبو مشک، گلاب، عنبر اور عطر سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ جو شخص سلطان الفقر کو خواب میں دیکھ لیتا ہے۔ وہ لا یحتاج فقیر ہو جاتا ہے۔ جناب پیغمبر خدا ﷺ کا مرید ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ اسے باطن میں تلقین فرماتے ہیں۔ یہ میرا قال میرے حال پر درست ہے جو فقر کی تمامیت حاصل کرتا ہے۔ دونوں جہان دنیا اور عاقبت اس کے زیر قدم ہوتے ہیں

مرا ز پیر طریقت نصیحتے یاد است ــــ کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ یاد حق کے سوا جو کچھ ہے برباد ہے۔

دولت بسگاں دادند و نعمت بخراں ــــ من امن امانیم تماشا نگراں

دولت کتوں کو دی اور نعمت گدھوں کو، ہم امن امان میں تماشا دیکھ رہے ہیں۔

کلمہ طیب کے چوبیس حروف

واضح رہے کہ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں اور دن رات میں انسان چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ جب فقیر خاص حضوری۔ تصدیق اور اخلاص سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو کلمہ کے ہر حرف کے بدلے ہر ایک گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن آگ سے اور کلمہ کے ہر حرف سے ایک ہزار علم منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار عمل جو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس تمام مجموعہ سے ذاکر عارف باللہ اور مقرب حق ہو جاتا ہے اور اس پر راز الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔ مجھے ان احمق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب آتا ہے جو مردہ دل مغرور ہیں اور جناب سرور کائنات ﷺ کی اجازت اور دست بیعت وحکم کے بغیر اور تلقین تعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے اندھا دھند تقلید کرتے ہیں۔ انہیں کلمہ طیب کی کنہ کی خبر نہیں ہوتی اور نہ انہیں تعلیم طالباں کی کنجی کی خبر ہوتی ہے۔ ایسے لوگ جب ذکر الٰہی کی تلقین کرتے ہیں۔ مریدوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو نہیں چھوڑتا اور معرفت الٰہی کی راہ ان پر نہیں کھلتی۔

ذکر کی اصل بنیاد توحید ہے

کامل مرشد جب اسم اللہ ذات کے تصور سے طالب کو دریائے توحید میں غوطہ دیتا ہے تو اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں کلمہ طیب کی اجازت دیتا ہے۔ جب طالب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو دل آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور مقام معرفت پر پہنچتا ہے۔ اس سے ذات وصفات کا کوئی مقام اور زمین وآسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ ویسے تو یہ کلمہ جلاد، منافق اور مردہ دل بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن انہیں کلمہ طیب کی کنہ معلوم نہیں ہوتی۔ شریعت میں کلمہ شریف تاثیر کرتا ہے۔ بے شریعت کو کلمہ سے رجعت نصیب ہوتی ہے اور خراب ہوتا ہے

راہ مے باید مرا راہِ نبی ﷺ   راہ دیگر رفت ہر کہ شد شقی

مجھے راہِ نبی ﷺ پر چلنا چاہیے جو شخص کوئی اور راہ چلتا ہے وہ بد بخت ہو جاتا ہے۔

کلمہ طیبہ سے تمام علوم کا انکشاف ہوتا ہے

واضح رہے کہ علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم قرآن پاک، علم حدیث قدسی، علم حدیث نبوی ﷺ، علم متعلقہ ایمان، علم اسرار ظاہر و پوشیدہ، علم نور، علم معراج حضور، علم مشاہدہ اور علم قدس، تمام علوم کلمہ طیب کی طی میں ہیں۔ جب کلمہ طیب کی کنہ منکشف ہوتی ہے تو تمام علوم مشرح ومفصل ظاہر ہوتے ہیں۔ جو شخص کلمہ طیب کو کنہ سے معنی تحقیق کر کے پڑھتا ہے۔ اس پر ہر ایک علم منکشف ہوتا ہے۔ جو شخص ایسے بزرگ کو کلمہ طیب پڑھنے سے باز رکھتا ہے اور اسے جاہل کہتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ کافر ہی کلمہ طیبہ سے جاں بلب ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ کلمہ طیب کی آواز کافر، منافق، حاسد، سیاہ دل اور مردہ دل آدمیوں کو پسند نہیں آتی۔ کلمہ کی آواز مومن، مسلمان اور صاحب تصدیق کے دل کو خوش کرتی ہے اور انہیں لذت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے اور وجود میں شفقت اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر الٰہی کی یہ نعمت تمام مسلم اور مومن بھائیوں کو نصیب کرے۔ حدیث: "ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ" تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر الٰہی ہے۔

حدیث: "مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّۃً لَّمْ تَبْقَ ذُنُوْبَہٗ ذَرَّۃٍ" جو شخص ایک مرتبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے۔ اس کے ذمہ ذرہ بھر گناہ بھی نہیں رہتا۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: "وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ" یادِ الٰہی سب سے بڑی ہے۔

حدیث: "مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلاَ حِسَابٍ وَّ بِلاَ عَذَابٍ" جس شخص نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا وہ بہشت میں بلا حساب اور بلا عذاب داخل ہو گیا۔ حدیث: "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کَثِیْرٌ وَّمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ" عام کلمہ گو بہت ہیں۔ لیکن اخلاص سے پڑھنے والے کم ہیں۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیب پڑھنے سے بدن، جان اور مال سب کچھ پاک ہو جاتا ہے اور اس سے ہر قسم کا بچاؤ رہتا ہے۔

حدیث: "اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ذکر اولیاء اللہ کے نصیب ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کلمہ گو ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" خبردار اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ کسی قسم کا ڈر ہے نہ غم۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" (۹۳-۵) عنقریب ہی تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

نجاتِ مردم جاں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ — کلید قفل جناں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

لوگوں کی جان کی نجات لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سے ہے اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ بہشت کے تالے کی چابی ہے۔

چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین — درا کہ کرد بیاں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

جس شخص نے کلمہ طیب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کیا۔ اسے دوزخ کا کیا ڈر اور شیطان لعین کا کیا خطرہ۔

نبود ملک نہ عالم نہ دور چرخ کبود — کہ بود امن واماں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

جو پناہ اور امن لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ میں ہے وہ نہ جہان میں نہ نیلے آسمان کی گردش میں نہ فرشتوں میں ہے۔

کلمہ طیب پڑھنے والے کے لیے چار چیزیں ہونی چاہئیں۔ اول جو شخص تصدیق قلبی سے نہیں پڑھتا وہ منافق ہے۔ دوسری جو شخص حرمت سے نہیں پڑھتا وہ فاسق ہے۔ تیسری جسے کلمہ پڑھنے سے حلاوت' لذت' جمعیت اور اخلاص نہیں وہ ریاکار ہے۔ چوتھی جو کلمہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ بدعتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کلمہ طیبہ پڑھتے وقت تصدیق قلبی' حرمت' اخلاص' حلاوت اور تعظیم کا ہونا ضروری ہے۔

اس کلمہ کو کلمہ طیب کیوں کہتے ہیں

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کا نام طیب کیوں رکھا گیا۔ اس واسطے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کا ذکر ہے اور یہ ناپاک' مشرک' کافر' منافق' حاسد' غافل اور مردہ دل آدمیوں پر غالب ہے۔ "اِنَّ فِیْ ذِکْرَ الْجَلِیِّ عَشَرَ فَوَائِدَ اَلْاَوَّلُ صِفَاتِ الْقُلُوْبِ وَتَنْبِيْهِ الْغَافِلِيْنَ وَمُحَارَبَةً بِاَعْدَآءِ اللّٰهِ وَاِظْهَارُ الدِّيْنِ وَنَفْیِ خَوَاطِرِ الشَّيْطَانِيَّةِ النَّفْسَانِيَّةِ وَتَوَجُّهُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَعْرَاضُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ وَفِيْهِ يَرْفَعُ الْحِجَابَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ" ذکر جلی میں حسب ذیل دس فائدے ہیں۔ صفائی میں صفائی قلب' غافلوں کی تنبیہ' اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے لڑائی' دین کا ظاہر کرنا' شیطان اور نفسانی خطرات کا زائل کرنا' اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا' غیر اللہ سے منہ پھیرنا' اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سے حجاب کا دور ہونا۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مرشد اور طالب کے سوال و جواب حسب ذیل ہیں۔ مرشد کہتا ہے

اززن وفرزند طالب جاں عزیز — طلب کن طالب ترا مطلب چہ چیز

عورت فرزند اور جان عزیز کے متعلق کچھ طلب کر۔ ان میں سے تو کیا چاہتا ہے۔

طالب کہتا ہے

ہر مطالب می کشاید با طلب — ے نما کونین ما را در قلب

طلب سے ہر مطلب ظاہر ہوتا ہے تو ہمیں دل میں دونوں جہان دکھلا دے۔

گرتو مرشد حق پرتی با خدا — کونین را بر پشت ناخن مینما

اگر تو حق پرست اور باخدا مرشد ہے تو دونوں جہان پشت ناخن پر دکھا۔

مرشد باہو فرماتے ہیں

ایں کمینہ مرتبہ کمتر مبیں — تا ترا فی اللہ برم حق الیقین

اس ادنیٰ اور گھٹیا مرتبے کا خیال چھوڑ تاکہ میں تجھے حق الیقین کے طور پر فنا فی اللہ میں لے جاؤں۔

جز خدا دیگر نماند یاد تو — طلب کن اللہ غیر از دل بشو

تا کہ سوائے خدا کے اور تجھے یاد نہ رہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کی طلب کر اور غیر کو دل سے دھو ڈال۔

فقر وہ شخص حاصل کر سکتا ہے جو بدعت و گمراہی چھوڑ دے

وہ شخص فقرِ الٰہی کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے جو بدعت اور گمراہی میں ہرگز قدم نہ رکھے۔ یہ مراتب تصدیقِ قلبی سے حاصل ہوتے ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ○" (۱۰-۲) کہ ان کے لئے ان کے ربّ کے پاس سچ کا مقام ہے، کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا کھلا جادوگر ہے۔

حدیث: "اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ مَجْنُوْنٌ" تم ذکرِ الٰہی اس کثرت سے کرو کہ منافق لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔

حدیث: "اَلنَّاسُ مُجْزِيُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ" لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا سزا ضرور ملے گی۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ" جو شخص ذرہ بھر نیک عمل کرے گا اسے دیکھے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا" (۴۱-۴۶) جس شخص نے نیک عمل کیا اس کا فائدہ اٹھائے گا اور جس نے برائی کی اس کا نقصان اسے پہنچے گا۔ کافر، منافق اور حاسد لوگ انبیاء اور اولیاء کے قدیمی دشمن ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ○ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ○" (۷۳-۱۰،۱۱) (اے محمد ﷺ) جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور وضع داری کے ساتھ ان سے الگ رہو اور مجھ پر چھوڑو ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دو۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ

وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○" (۲۴-۱۲) مومن عورتوں نے اپنے مسلمان بھائی، بہنوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور سننے کے ساتھ ہی کیوں نہ بول اٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے۔

حدیث: "ظَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا" مومن کا ظن نیک ہوتا ہے

ہر کہ ظن مے برد بر مومناں — نیست آں مومن بداں از کافراں

جو شخص مومنوں کے حق میں بدظن ہوتا ہے وہ خود مومن نہیں اسے کافر سمجھو۔

مومن آنست کہ دارد قلب صفا — وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

مومن وہ ہے جو دل کو صاف رکھے۔ جس نے ہدایت کی پیروی کی اسے سلام ہو۔

جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے۔ وہ اقرارِ صحیح، طریقِ تحقیق اور طریقِ تصدیق سے شرک اور کفر سے نکلنے کے متعلق لکھا گیا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے اسرار

واضح رہے کہ کلمہ طیب کے شروع میں لآ اس واسطے رکھا گیا ہے کہ لآ کی شکل قینچی کی ہے۔ یہ قینچی گناہوں کو اس طرح کترتی ہے۔ جس طرح عام قینچی کپڑے کو۔ نیز لآ کی شکل دو دھاری تلوار کی سی ہے۔ جو نفس کافر کو قتل کرتی ہے۔ لآ سے ماسویٰ اللہ کی بالکل نفی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد الا اللہ ہے۔ جس سے اثبات ہوتا ہے اور محمد رسول اللہ کے اسم سے جمعیت با ایمان حاصل ہوتی ہے اور ایمان اور روح متفق ہو جاتے ہیں۔ نفس ہمیشہ تصدیق قلبی سے مرتا ہے۔ جسے تصدیق حاصل نہیں وہ منافق ہے۔ مسلمان تو صرف زبان سے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے سے ہو سکتا ہے۔ لیکن مومن اسی وقت ہوتا ہے۔ جب کہ تصدیق قلبی بھی اس کے ساتھ شامل ہو۔ جو شخص زبان سے بھی کلمہ طیب کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ زبانی اقرار کے دو گواہ ہوتے ہیں۔ اول مشکل یا آسائی کے وقت سچ بولنا، دوسرے حلال کھانا، خواہ نمک کے بغیر خشک کھانا ہی ملے۔ یہ حلال خشک کھانا حرام کی روغنی اور لذیذ روٹی سے کہیں بہتر ہے۔ اسی طرح تصدیق قلبی کے بھی دو گواہ ہیں۔ اول دلی محبت، دوسرا معرفت مولیٰ۔ ایسے صاحب تصدیق کی طلب سلب نہیں ہوتی۔ اسلام کی

بناء ایمان مفصل، کلمہ شہادت ہے۔ اس سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ صاحب تصدیق اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نگاہ ستر ہزار مرتبہ پڑتی ہے۔

تصدیق قلبی کے چار لباس ہیں۔ اول نور ایمان، دوم تقویٰ روح، سوم لباس ذکر قلبی۔ جس طرح زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اسی طرح دل بھی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ تصدیق قلبی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب دل اپنی زبان کھول کر یا اللہ یا اللہ کہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جس قلب کا روح سے تعلق ہوتا ہے۔ وہ تصدیق میں لپٹا ہوتا ہے۔ ایسا قلب با آواز بلند گواہی دیتا ہے کہ میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

ایمان تصدیق میں ہے

واضح رہے کہ یا ایمان تصدیق میں ہے یا تصدیق ایمان میں۔ تصدیق رحمت میں ہے یا رحمت تصدیق میں۔ تصدیق توفیق الٰہی میں ہے یا توفیق الٰہی تصدیق میں تصدیق معرفت و توحید الٰہی میں ہے یا معرفت و توحید الٰہی تصدیق میں تصدیق قلب میں ہے۔ قلب روح میں، روح سِرّ میں، سِرّ خفی میں، خفی یخفیٰ میں، یخفیٰ لاتخف میں اور لاتخف لاتحزن میں ہے۔ جو صاحب تصدیق لاتخف اور لاتحزن کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا باطن معمور ہو جاتا ہے۔ شوق الٰہی میں خوش و خرم رہتا ہے۔ ہر ایک اہل قبر کی روحانیت اسے نصیب ہوتی ہے۔ اس کا وجود بخشا ہوا اور اس کا دل بیت المعمور کی طرح ہوتا ہے۔ جب اہلِ تصدیق یہ مراتب حاصل کر لیتا ہے تو تصدیق نور کی صورت اختیار کرتی ہے اور صاحب تصدیق اسم اللہ ذات کے تصور، تصرف اور فیض میں مستغرق رہتا ہے اور مشاہدہ تجلیات ربانی میں محو رہتا ہے اور خناس خرطوم وسوسہ وہم اور خطرات سے فارغ ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ سے اس کے گرد ایک قلعہ بن جاتا ہے۔ دن رات تصدیق قلبی میں رہتا ہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جو شخص یہ مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ وہی حقیقی مومن ہوتا ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔

جو مرشد پہلے دن طالب اللہ کے باطن میں اس طرح کا قلبی ذکر جاری نہیں کرتا اور

تصدیق کے مراتب پر نہیں پہنچاتا۔ وہ بے قوت، بے توفیق اور خام ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جنہیں نہ تصدیق کی خبر ہے نہ معرفت الٰہی کی توفیق ہوتی ہے نہ اپنے ظاہر و باطن کو نفس امارہ سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ کیڑے کی طرح ہمیشہ زندگی کی آرزو میں رہتے ہیں۔ معرفت اور بندگی سے بے خبر رہتے ہیں۔ وہ خود غلیظ ہیں۔ غلاظت اور نجاست میں رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو ہوائے نفسانی سے پاک سمجھتے ہیں اور صاحب فراست خیال کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ علم سے رجعت کھا کر معاش، لذت، ذائقہ اور عیش میں مبتلا ہو کر فقر محمدی ﷺ میں قدم نہیں رکھتے اور اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ عالم عامل کی جان لبوں پر آ جائے۔ فقر و فاقہ میں مبتلا مر جائے لیکن اہل دنیا کے دروازے پر نہیں جاتا۔ اس واسطے عامل عالم خود غنی بادشاہ اور وارث نبی ہوتا ہے۔ وہ لا یحتاج ہوتا ہے۔ خلق ان کی فرمانبردار ہوتی ہے۔ عالم لوگ سعادت مند ہوتے ہیں۔ وہ دنیا و درم کے لیے پریشان نہیں ہوتے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں از روئے حساب کہتا ہوں۔ نہ از راہِ حسد۔ حدیث: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ" علم کی طلب ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہے

علم دانی چیست رہبر راہنما — از علم حاصل شود باطن صفا

تجھے معلوم ہے علم کیا ہے۔ علم رہبر اور راہنما ہے۔ علم سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

علم سہ حرف است ع ل م — از علم یابد راہے راہِ مستقیم

علم کے تین حرف ع ل م ہیں۔ علم سے سیدھی راہ ہاتھ آتی ہے۔

علم از عین است عین از عین بیں — میشوی عارف خدا اہل از یقین

علم عین سے ہے تو عین کو عین سے دیکھ۔ علم سے تو عارف خدا اور اہل یقین ہو جائے گا۔

علم را عزت بدہ ادب جزا — از جہل و کفر و شرک و کبر باز آ

علم کو عزت دے اور اس کا ادب کرتا کہ تجھے جزا ملے۔ جہالت، کفر، شرک اور

کبر سے باز آ جا۔

علم را بر چشم نہ نور خدا — از علم حاصل شود راہِ مصطفیٰ ﷺ

علم کو آنکھ پر رکھ کیونکہ یہ نورِ خدا ہے۔ علم سے نبوی ﷺ راہ حاصل ہوتی ہے۔

باہو را تعلیم علمش شد حضور — از وجودش رفت غصہ ہم غرور

باہو کو علم حاصل کرنے سے حضوری نصیب ہوئی اور علم کے سبب اس کے وجود سے غصہ اور غرور جائے گا۔

علم تابع ذکر ذکرش خوش بخواں — از ذکر روشن شود عین العیاں

علم ذکر کے تابع ہے اس کا ذکر خوش ہو کر کر۔ ذکر سے عین العیان روشن ہو جاتی ہے۔

ذکر کا تعلق روح سے ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ذکر کا تعلق روح سے ہے۔ علم ادب کا تعلق نفس مطمئنہ سے ہے۔ مطلب یہ کہ جناب پیغمبر خدا ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظاہری علم نہ تھا۔ کلمہ طیب کے ذکر اور ذکر خفی، ذکر قلبی، ذکر روحی اور ذکر سری کے سبب انہیں علم لدنی حاصل ہو گیا تھا۔ چنانچہ جو بات کرتے تھے پہلے کلمہ طیب یا اللہ کا نام لیتے۔ بعد ازاں اور کوئی بات کرتے تھے۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ جو شخص پروردگار کو پہچان لیتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ پس ذکر بمنزلہ کل ہے اور علم بمنزلہ جز جو کل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن کل جزو سے حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کسی کے ہاتھ میں چابی نہ ہو۔ توحید اور معرفت الٰہی کا قفل کھول نہیں سکتا کل سے دو علم واضح ہوتے ہیں۔ علم سعادت اور علم ارادت۔

یہ تصدیق قلبی سے تعلق رکھتا ہے۔ محض مشاہدہ نور الٰہی ہے۔ یہ علم غیب باطنی ہے۔ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور تین علم زبان کے متعلق ہیں علم عادت، علم اجازت اور علم عبادت، جو محض قیل و قال کے متعلق ہیں جس شخص کو کل اور جز کے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ وہی عالم اور عامل اور فقیر کامل ہوتا ہے۔ فقیر کامل اسے کہتے ہیں جسے فنا فی اللہ

کا مقام حاصل ہو اور عارف بقا باللہ اسے کہتے ہیں جو انوار ربوبیت میں غرق ہو۔ ایسے فقیر کامل کے لیے زندگی اور موت یکساں ہے۔

مراقب موت بُا یماں حیات است — زدنیا رفتہ بُا یماں نجات است

اگر دنیا سے با ایمان جائیں تو موت بھی زندگی ہے۔ دنیا سے با ایمان جانا ہی نجات ہے۔

جسم ایں جا است جانش آنجہانی — ملاقاتش مجالسؑ با روحانی

جسم یہاں ہے اور جان اس جہان میں ہے۔ اس کی ملاقات روحانیوں سے ہوتی ہے۔

فنا فی اللہ عارف با وصالم — زہستی خویش رستم لا زوالم

میں فنا فی اللہ عارف با وصال ہوں۔ چونکہ میں نے اپنی ہستی ترک کر دی ہے اس لیے لازوال ہوں۔

مقام خویش رامن پیش دیدم — حضوری مصطفیٰ مجلس رسیدم

میں نے اپنا مقام پہلے ہی دیکھ لیا ہے۔ میں مجلس نبوی ﷺ کی حضوری میں پہنچ گیا ہوں۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (۲۸-۲۴)

اس کھانے کا جو تو میرے لئے اتارے محتاج ہوں۔

حدیث: حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ فقراء کی محبت بہشت کی کنجی ہے۔

حدیث: حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ فقیروں کی محبت خدا کی محبت ہے۔

یہ یقینی بات ہے کہ آج تک کوئی جاہل عارف نہیں ہوا۔ علم ہونا چاہیے خواہ علم ظاہر ہو خواہ علم باطن۔ ابلیس علیہ اللعنۃ کے سوا کوئی عالم بد بخت نہیں ہوا

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر — کے بود بے شیر مسکہ کے بودے پیر پیر

علم باطنی مکھن ہے اور علم ظاہری دودھ۔ دودھ بغیر مکھن اور پیر بغیر پیر کیونکر ہو سکتا ہے۔

حدیث: لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ
حیوان اور انسان میں فرق صرف علم کا ہے۔

حدیث: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامِلَةِ وَعِلْمُ الْمُکَاشِفَةِ لَوْلَا الْعُلَمَآءُ لَصَارُوالنَّاسَ کَالْبَهَائِمِ دو ہی علم ہیں۔ علم معاملہ اور علم مکاشفہ۔ اگر علماء نہ ہوتے تو انسان چوپایوں کی طرح ہوتے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض آدمی انسان صورت حیوان سیرت ہیں۔ انسان میں پانچ صفتیں ہونی چاہئیں۔ علم، ادب، حیاء، تصدیق اور یقین۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۔ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ یا اللہ تعالیٰ کی عبادت اس وقت تک کرتے رہو جب تک تمہیں یقین نہ آ جائے۔

حقیقتِ یقین

یقیں از یک پدر یک پیر باشد   دوئی را از دل خود میترا شد
یقین ایک باپ اور پیر سے ہوتا ہے اور دوئی کو اپنے دل سے دور کرتا ہے۔

یقیں شد از یقیں تا وقت مردن   یقیں با طاعت است لب گور بردن
یہ یقینی امر ہے کہ یقین کے سبب انسان مرتے دم تک طاعت میں مشغول رہتا ہے۔

یقیں از دل کشاید راز اللہ   خطے درکش بگرد لاسوی اللہ
یقیں دل سے الٰہی رازوں کو کھولتا ہے۔ غیر حق کے گرد دائرہ بنا۔

یقیں امداد توفیق از الٰہی   یقیں فیض دہد فضلش آگاہی
یقین سے توفیق الٰہی رفیق بن جاتی ہے۔ یقیں سے فیض، فضل اور آگہی نصیب ہوتی ہے۔

یقیں غرقش بود غیرش نہ بیند   بہ مجلس اولیاء اللہ نشیند
یقین کے سبب ارمان خدا میں غرق رہتا ہے، اس کے غیر کو نہیں دیکھتا اور مجلس اولیاء میں بیٹھتا ہے۔

یقیں درسجدہ صوم و صلوٰتش   زسجدہ کرد حاصل ذکر ذاتش
یقین کے سبب نماز روزے کا پابند ہوتا ہے اور سجدہ سے ذکر ذات الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

یقیں ہر گز ندارد بے شریعت   اگر دعویٰ کند او در طریقت
یقین ہرگز ہرگز بے شریعت نہیں رہنے دیتا۔ اگر صاحب یقین طریقت کا بھی دعویٰ کرے تو جائز ہے۔

یقیں با شاہد و مشہود باشد   کہ ہر دم بندگی معبود باشد
یقین سے شاہد و مشہود دونوں حاصل ہوتے ہیں کیونکہ صاحب یقین ہر دم معبود کی بندگی میں رہتا ہے۔

بکن طاعت کہ تادم زندہ مانی   یقیں شد بندگی تو یار جانی
تو تادم زیست بندگی کر کیونکہ اگر تو یقین سے بندگی کرے گا تو وہ بندگی تیرے لیے بمنزلہ یار جانی ہوگی۔

کہ ملحد بدعتش در کفر ورزی   یقیں ہر گز نداری زاں تو از ری
اگر یقین نہیں تو بدعت اور کفر میں پڑ کر دور ہوگا۔ تو اسی واسطے کانپتا ہے کہ تجھے یقین بالکل نہیں۔

قرب شیطان یا ابلیس دارند   کہ با سجدہ نماز رو نیارند
جو لوگ نماز کے لیے سر بسجود نہیں ہوتے انہیں شیطان یا ابلیس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

کہ خندہ مے کنند بر اہل عالم   کہ لعنت حق بود بر اہل ظالم
وہ لوگ اہل علم پر ہنستے ہیں یاد رکھو ظالموں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

اگر ملحد جو دین باطل کی طرف مائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ نماز اس وقت تک فرض ہے جب تک یقین نہ آ جائے۔ جب یقین حاصل ہو جائے تو پھر نماز روزہ وغیرہ تمام اس سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ یہ شیطانی حیلہ اور نفسانی حجت ہے ایسا شخص کافر بے دین ہے۔ ہاں

یقین وہ ہے جو پانچ بنا اسلام سے تعلق رکھتا ہے۔ علم اور علماء کا ادب ملحوظ رکھ خواہ دیوار پر لکھا ہو اور فقراء کا حکم بجا لا کیونکہ ان کے حکم کو نہ ماننے والا دونوں جہان میں خوار ہوتا ہے یہ دونوں فرقے، عالم، فقیر، محمدی ﷺ ہیں۔

خندہ بابر سینہ صافاں میکنی ہشیار باش
ہر کہ ہر آئینہ خند دریش خندی خود کند

صاف باطن آدمیوں کی ہنسی نہ اڑا جو آئینے پر ہنستا ہے وہ اپنی ہنسی آپ اڑاتا ہے۔

یہ یقینی بات ہے کہ فقراء خود مفلس اور حقیر ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ تمام دنیا انہیں کے ماتحت ہوتی ہے۔ دنیا درویشوں کو کہتی ہے کہ مجھے قبول کرو۔ وہ کہتے ہیں اری چھنال جا ہم تجھے طلاق دے چکے ہیں۔ جو لوگ اہل وصول مردان خدا ہیں۔ وہ دنیا سے تعلق قطع کئے ہوئے ہیں۔ صرف جاہل لوگ دنیا کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ مجہول اور کافر لوگوں کے گھر میں دنیا بہت جمع ہوتی ہے۔ اہل اللہ اور ظل اللہ کے گھروں سے بھاگتی ہے۔ ایسی دنیا تصرف میں ہونی چاہیے۔ جیسی حضرت عثمان اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہما کے تصرف میں تھی۔ جس پر اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃُ دنیا عاقبت کی کھیتی ہے' صادق آتا ہے۔ ورنہ دن کو ملا دن کو کھالیا۔ رات کو ہی کھالیا یا زیادہ سے زیادہ دن کی خوراک رات تک اور رات کی دن تک رکھی اور بس چنانچہ جناب سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں۔ لَا طَامِعُ لَا جَامِعُ لَا مَانِعُ نہ طامع نہ جامع نہ مانع۔ فقیر گو بظاہر خزانہ کا مالک ہو لیکن باطن میں ضرور اللہ تعالیٰ کے ساتھ یگانہ ہوگا

نفس را رسوا کند بہر از گدا ہر ہر درے قدمے زند بہر از خدا

گداگری سے مراد نفس کو رسوا کرنا ہے۔ وہ در در بھیک محض خدا کی خاطر مانگتے ہیں۔

علم وہ ہے جو صاحب حضور بنادے

تو علم پر مغرور نہ ہو۔ علم وہ ہے جو تجھے صاحب حضوری بنا دے۔ اپنے الہام سے مذکور کے ساتھ وہ علم چار ہیں اور عالم بھی چار ہیں۔ جو عالم ان چار علموں کو حاصل کرتا ہے

وہ با اعتبار و با افتخار ہے۔ وہ چار علم اور چار عالم یہ ہیں۔ علم اللسان عالم اللسان، علم القلب عالم القلب، علم الروح عالم الروح، علم السر عالم السر، علم خفی عالم خفی۔ جو شخص ان تمام علوم کو حاصل کر لیتا ہے اسے معرفت و توحید الٰہی کا نور رفنائے نفس اور مشاہدہ نور حضور نصیب ہوتا ہے ان علوم سے دل زندہ ہو جاتا ہے اور روح آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے نیز ان سے فیض فضل اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ تاریکیوں کے پردے دور ہو جاتے ہیں۔ تجلیات اسرار ربانی نمودار ہوتی ہیں۔ قدرت سبحانی کے حاضرات سر اسرار رونما ہوتے ہیں۔ علم خفی سے مجلس نبوی کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ عالم علم خفی کو کامل انسان اور خیر البشر کہتے ہیں۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ یہ تمام علوم توحید کے متعلق ہیں۔ یہ تمام علوم اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کنجی سے حاصل ہوتے ہیں۔ توحید اور سلک سلوک کے یہ علوم صاحب حضوری کو معلوم ہوتے ہیں۔ اہل تقلید کو ان علوم کی کیا خبر

چوں نہ من ماند نہ نام من وجود غرق وحدت اسم اللہ مے بود

جب میرے وجود سے میں نکل جاتی ہے تو اسم اللہ مجھے وحدت میں مستغرق کر دیتا ہے۔

ایں مراتب از قلب باشد سلیم شد قلب قلزم ز وحدت حق کریم

یہ مراتب قلب سلیم سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدت کے سبب دل سمندر ہو جاتا ہے۔

حدیث: اِتَّقُوا الْعَالِمَ الْجَاهِلَ قِيْلَ مِنَ الْعَالِمِ الْجَاهِلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَالِمُ اللِّسَانِ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ۔ عالم جاہل سے بچو' پوچھا یا رسول اللہ ان سے کون مراد ہے۔ فرمایا جو زبان کا عالم اور دل کا جاہل ہو۔

راہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن ہے

واضح رہے کہ محمد ﷺ کی راہ روشن راہ ہے اور بدعت کی راہ تاریک ہے اہل بدعت سیاہ دل ہوتے ہیں۔ ان کی مثال پوست کے پھول کی سی ہے کہ باہر سے خوشنما اور اندر

سے سیاہ ان کے دل میں بھی نفاق کا سیاہ داغ ہوتا ہے

شبنم نہ کرد داغ دل لالہ را علاج — نتواں بگریہ شست خط سرنوشت را

جس طرح شبنم سے لالہ کے دل کا داغ دور نہیں ہو سکتا اسی طرح رونے سے تقدیر کا لکھا مٹ نہیں سکتا۔

مکش رو درہم از حکم قضا جہ میکشی پروا — نہ پروا آتش از چیں جبیں بوریا دارد

تو حکم قضا سے روگردانی نہ کر نہ پروا کر کیونکہ آگ کو بوریا کے چین بجبیں ہونے کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ باہو

باہو رضا برقضا غالب چو گردد — زکروہ از خدا ہر گز نلرزد

جب رضا قضا پر غالب آ جاتی ہے تو پھر اپنے کیئے کے سبب خدا سے بھی نہیں کانپتا۔

چرا لرزد کہ قرب او تمام است — ہرآں لرزد کہ ناقص عام خام است

وہ کیوں کانپے کیونکہ اسے پورا پورا قرب حاصل ہے۔ وہ شخص کانپتا ہے جو ناقص عام اور خام ہے۔

رضا قاضی است قضا در حکم با او — بجز حکمش نگینہ دجان ازمو

رضا بمنزلہ قاضی ہے کہ قضا بھی اس کے ماتحت ہے اس کے حکم کے سوا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

بندہ اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا جو ہر کام اس کی مرضی سے ہو

واضح رہے کہ بندہ اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا کہ ہر ایک کام اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ جب میرے ارادے پورے نہ ہوئے تو میں سمجھا کہ خدا ہے۔

حدیث: فِعْلِ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَةِ
حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

پس بہتر یہی ہے کہ اپنے کام خدا کے سپرد کر دینے چاہئیں اور اپنا دخل ہٹا لینا

چاہیے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ (۴۰-۴۴) میں اپنے کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بے مثل اور بے مثال ہے

حی اور قیوم ہے' واحد ہے تو اس کی ہستی اپنی ہستی ایسی خیال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صورت غیر مخلوق ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو خواب یا مراقبہ میں دیکھتا ہے وہ مجذوب ہو جاتا ہے۔ اگر بیدار ہو جائے تو نور توحید و رویت ربوبیت سے وجود میں ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے کہ جل کر مر جاتا ہے۔ یا اس کی زبان پر خاموشی کی مہر لگ جاتی ہے یا وہ شخص دن رات سجدہ سے سر نہیں اٹھاتا بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ شریعت میں کوشش کرتا ہے۔ بے مثل کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ رویت سے مشرف ہو کر عارف باللہ اور واصل کو مشاہدہ حضوری کی وہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ جو وہم اور فہم میں نہیں سما سکتی۔ یہ مراتب بھی تصور اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی چابی سے کھلتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کا طریق تحقیق ہے جو شخص شک کرتا ہے وہ بے دین ہے۔

حدیث: تَفَکَّرُوْا فِیْ نِعْمَائِهٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے متعلق سوچ بچار کرو۔ لیکن اس کی ذات کے بارے میں سوچ بچار اور غور و فکر نہ کرو۔

پس معلوم ہوا کہ نفس کی آواز، مقام، سوال اور احوال اور ہیں اور قلب کی آواز' مقام' سوال اور احوال اور ہیں اور روح کی آواز' مقام' سوال اور احوال اور ہیں۔ نفس کی آواز دنیاوی علم ہے۔ اس کا مقام حرص و ہوا قلب کی آواز ذکر ہے اور اس کا علم محبت الٰہی اور اس کا مقام صفائے باطن' روح کی آواز کلام الٰہی نص اور حدیث اس کا مقام جمعیت علم و علوم۔ ہر ایک گروہ کو اس کے مقام سے معلوم کرنا چاہیے کہ آیا وہ اہل نفس ہے اہل قلب ہے یا اہل روح ہے۔

انسانی جسم میں دس قسم کی آگ ہوتی ہے

شہوت' حرص' حسد' نظر' غفلت' جہالت' پیٹ' زبان' گناہ' فرج' پس شہوت کی آگ

روزے سے، حرص کی تذکرہ موت سے، حسد کی صفائی، قلب سے نظر کی ذکر قلبی سے، غفلت کی ذکر الٰہی سے، جہالت کی علم سے، پیٹ کی حلال کھانے سے، زبان کی قرآنی تلاوت سے، گناہ کی استغفار سے اور فرج کی آگ نکاح حلال سے دور ہوتی ہے

چہ حاصل مرد را از دین دنیا — ازیں ہا بگذر وبگذار یک بار

مرد کو دین و دُنیا سے کیا حاصل ان کو یکبارگی چھوڑ دے۔

سواد الوجہ شدد ہر دو عالم — مگر روشن شوی اے نیک دیدار

دونوں جہان کی روسیاہی حاصل ہوتی ہے۔ اے نیک دیدار شاید تو نیک دیدار ہو جائے۔

بعض فقیر خدا کو پسند کرتے ہیں، بعض خلقت کو

ہر کہ باشد پسند خالق پاک: — ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

جو شخص خالق کو پسند ہے، اگر اسے خلقت پسند نہ کرے تو کیا مضائقہ۔

علم تصوف نفس کشی ہوتی ہے

واضح رہے کہ علم فقہ کے مسائل پڑھنا، علم عربی پڑھنا اور بظاہر ریاضت اور طاعت نفس کرنا یہ محض ننگ و ناموس اور خلقت میں شہرت حاصل کرنے کی خاطر ہوتا ہے۔ اس سے انسان خوش وقت ہوتا ہے اور غرور کرنے لگتا ہے۔ لیکن علم تصوف علم توحید اور علم معرفت الٰہی سے نفس شرمندہ ہوتا ہے۔ ذکر خفیہ سے جو جان کا گوشت کھاتا ہے۔ اس ذکر سے ذاکر دن رات خوف خدا سے روتا رہتا ہے اور آہ وزاری کرتا رہتا ہے۔ ہڈیوں کا مغز تک کھا جاتا ہے۔ اس بے ریا ریاضت سے چپکے چپکے خون جگر پیتا ہے اور نفس لاغر ہو جاتا ہے اور حرص و ہوا کو چھوڑ دیتا ہے اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا علم تصوف پڑھنا فرض عین ہے اور انبیاء علیہم السلام یہی علم حاصل کرتے آئے ہیں۔ اس علم سے ولیوں کا مرتبہ اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی فقیر یا عالم تمام عمر علم حاصل کرتا رہے تو دنیاوی محبت کی تاریکی، کدورت، زنگار اور خطرات ان کے دل سے دور نہیں ہوتے۔ تاوقتیکہ دل کو صاف کرنے والا علم تصوف حاصل نہ کرے اور قلبی اور خفیہ ذکر نہ

کرے اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کنجی نہ جانے۔ اس کا دل زندہ نہیں ہوتا۔ اس کی مردہ دلی دور نہیں ہوتی۔ اگر مردہ دل توریت، انجیل، زبور، فرقان اور تفسیر قرآن پڑھے تو بھی اسکا دل زندہ نہیں ہوتا۔ اس کی عمر برباد ہوتی ہے۔ روح پریشان ہوتی ہے اور نفس خوش ہوتا ہے۔ حدیث: لِكُلِّ شَيْءٍ مُّصْقِلَةٌ وَّمُصْقِلَةُ الْقَلْبِ بِذِكْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ ہر چیز کا مصقلہ، دتا ہے سو دل کا مصقلہ ذکر الٰہی ہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جو شخص ابھی پورا مسلمان بھی نہیں وہ درویش کیسے ہو سکتا ہے

واضح رہے کہ جو شخص ابھی مومن مسلمان کے مرتبے کو نہیں پہنچا وہ فقر فی اللہ عارف باللہ اور درویش حسبۃ للہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ لفظ مسلمان میں چھ حرف ہیں۔ م' س' ل' م' ا' ن۔

م سے مسلمان رحمان کے موافق شیطان کے مخالف، علم کے موافق، جہالت کے مخالف، روح کے موافق، نفس کے مخالف، شریعت کے موافق، بدعت کے مخالف، فقر کے موافق، دنیا اہل دنیا، شہوت، حرص، طمع وغیرہ ناشائستہ اوصاف کے مخالف ہوتا ہے' س سے سلیم قلب' تسلیم حق' رضا قضاء اور نیک خلق ہو۔ ل سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمیشہ زبان پر ہو' م سے نص، حدیث، مسائل فقہ' توحید اور تصوف کے علم سے متکلم ہو۔ ا' سے ارادہ صادق صدیق با تصدیق اور ن سے نیک نیت مراد ہے۔ یہ مسلمان کے مراتب ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ جو شخص ان صفات سے موصوف نہیں ہوتا وہ حقیقی اور حق بردار، حق پر جاں نثار مسلمان نہیں ہوتا۔

مومن کے چار حروف ہیں

واضح رہے کہ مومن کے چار حرف ہیں۔ م سے مومن نفاق کو چھوڑتا ہے۔ تصدیق قلبی، طلب مولیٰ اور محبت کو حاصل کرتا ہے۔ یہ معنی صاف دل با ادب با حیا مومن کے ہیں۔ و سے وحدانیت میں غرق۔ لاسوی اللہ سے مردہ دل اور صاحب توحید، ترک، توکل، تجرید، تفرید ہو جاتا ہے۔ اس کی روح بلحاظ اخلاص با یزید ہو جاتی ہے اور وہ نفس یزید کا

دشمن ہو جاتا ہے۔ مومن معرفت کے سوا نہ کچھ اختیار کرتا ہے نہ خریدتا ہے

معرفت اندوز کہ باخود بری   کہ نصابے دیگر انست نصیب زروسیم

تو معرفت حاصل کر کیونکہ تو اسے ساتھ لے جائے گا۔ سونا چاندی دوسروں کے لیے ہوتا ہے اسے جمع نہیں کرنا چاہیے۔

جواب مصنف علیہ الرحمۃ

آدمی را معرفت باید نہ جامہ از حریر   در صدف بنگر کہ اوراسینہ پر گوہر است

آدمی کو معرفت چاہیے نہ کہ ریشمی لباس، تو سیپی کی طرف نہ دیکھ کہ اس کا سینہ کس طرح موتیوں سے پُر ہے

عارفاں در معرفت باشند چناں   ماہی اندر آب گم باشد نہاں

عارف لوگ معرفت میں اس طرح چھپ جاتے ہیں۔ جس طرح مچھلی پانی میں گم ہو جاتی ہے۔

ہر کہ گوید عارفم آں لاف زن   عارفاں لب بستہ با حق ہم سخن

جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں عارف ہوں وہ لافزن ہے عارف لب بند کیے خدا سے ہم کلام ہوتے ہیں۔

ہر کہ گوید عارفم آں سر ہوا   عارفاں غرق فی اللہ شد فنا

جو شخص یہ کہے کہ میں عارف ہوں سمجھ لو کہ وہ حرص و ہوا کا بندہ ہے۔ عارف تو فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔

عارفم ہم واصلم باحق قریب   ایں مراتب یافتم لطف از حبیب ﷺ

میں عارف بھی ہوں واصل بھی ہوں اور حق کے قریب بھی ہوں۔ یہ مراتب مجھے جناب رسول کریم ﷺ کی مہربانی سے عطا ہوئے۔

حرف م سے مراد یہ ہے کہ موذی نفس کو حرص و ہوا کی لذت نہ دی جائے۔ ن سے نِيَّتُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوا کرتی ہے۔ مومن کا پیشہ نیک بختی اور نیک عملوں کا کرنا ہے۔ یہ مراتب مومن کے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

مومن کا دل نور الٰہی سے منور ہوتا ہے

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے نور اور رحمت سے منور ہوتا ہے۔ اسے ازلی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ دنیا میں رہ کر بھی اس کا خیال اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے اور خود صاحب فیض و فضل وعنایت ہوتا ہے۔

مومن کی دو علامتیں ہوتی ہیں۔ اول گناہ کا معاف کرنا، دوسری غصہ پی جانا۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۳-۱۳۴) مومن لوگ غصہ پی جاتے ہیں۔ لوگوں کے قصوروں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔

باہو مومن آں مرد است دارد خشم باز   تارک فارغ زدنیا بے نیاز

باہو وہ مومن مرد ہے جو غصہ سے باز آئے۔ دنیا کا تارک ہو اور دنیا سے بے نیاز ہو۔

بلکہ مومن درم مے باشد گناہ   مومناں را نظر باشد بر اللہ

مومن کے پاس روپے پیسے کا ہونا گناہ ہے۔ مومنوں کی نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔

ہر کہ گوید مومنم زاں وصف داں   نام اللہ مومناں بخشند جاں

جو شخص کہے کہ میں مومن ہوں تو دیکھ کہ اس میں یہ وصف ہے یا نہیں کہ مومن لوگ اللہ کے نام پر جان قربان کر دیتے ہیں۔

مومن اور مسلمان ہونا آسان کام نہیں۔ مومن مسلمان کے مراتب میں پروردگار کے اسرار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ مومن آدمی دنیا مردار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ خواہ وہ کتنے ہی دن فقر وفاقہ میں گزارے۔ جو دنیا کا طالب ہے اسے مومن مسلمان خیال نہ کر کیونکہ دنیا منافقوں اور کافروں کے نصیب ہوتی ہے۔

اسم اللہ کے تصور کے انوار

واضح رہے کہ جب دل جنبش میں آتا ہے اور صاحب قلب اسم اللہ ذات کے تصور سے اسم اللہ قلب کے سر پر نقش کرتا ہے اور اسے بغور دیکھتا ہے تو اسم اللہ کے ہر حرف سے دل کے گرداگرد ایسا نور ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے آفتاب چمکتا ہے اور دل تمام کا تمام نور ذات کی تجلیات وفیض میں گھر جاتا ہے اور زبان کھول کر یا اللہ یا اللہ کہتا ہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہر مرتبہ جب قلب اسم اللہ مع کلمہ طیب کہتا ہے تو اسے ستر ہزار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے جب اس قسم کا ذاکر صاحب قلب اسم اللہ ذات کا تصور کرتے ہوئے آنکھ بند کرتا ہے اور مراقبہ کر کے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو تجلیات ذات میں مستغرق ہو کر مشاہدہ ربوبیت کرتا ہے اور اس کے اسی سال کے گناہ کراماً کاتبین کے دفتر سے امر الٰہی اور اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ کی برکت سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ یہ قبولیت الٰہی پوشیدہ اور بے ریا ہے۔ ایسا ذاکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ دل پر رہتی ہے۔

واضح رہے کہ جب اسم ذات اور کلمہ طیبہ کے تصرف والا جسے نبوی ﷺ حضوری حاصل ہو آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتا ہے۔ وہ گویا اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار ہاتھ میں لیتا ہے اور تمام عمر کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو قتل کرتا ہے۔ نفس شیطان اور خناس خرطوم اور تمام خطرات کو قتل کرتا ہے گویا روئے زمین پر جتنے دار الحرب ہیں۔ ان سب کو تہ تیغ کرتا ہے۔ حدیث: تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔ ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس قسم کے دائمی ذکر و فکر اور مراقبہ حضوری کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (۱۱-۱۱۴)
"بے شک نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو"

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ

مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ (۲۲-۲۸)
اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں اس پر کہ انہیں روزی دی بے زبان چوپائے تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔

واضح رہے کہ جب خفیہ ذاکر آنکھیں بند کر کے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پہلے دل سے با آواز بلند لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے۔

حدیث: غَمِّضْ عَيْنَكَ يَا عَلِيُّ وَاسْمَعْ فِيْ قَلْبِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اے علی اپنی آنکھ بند کر اور اپنے دل میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سن۔ جس شخص کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوتی ہے وہ حافظ رحمانی ہے اور جو اس نعمت سے محروم ہے سیاہ دل اور خراب ہے، خطرات شیطانی میں ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان یہی دل ہے۔ اگر یہ دل ذکر سے پُر ہے تو روشن ضمیر انسان' نہیں تو حیوان ہے۔ انسان اسے کہتے ہیں جو ظاہر میں عبادت میں مشغول ہو اور باطن میں دل معرفت الٰہی کے سبب نور حضور کے مشاہدہ میں ہو۔ عبودیت بظاہر نماز کی آواز سے تعلق رکھتی ہے اور ربوبیت مشاہدہ حضوری سے مومن سالک کے لیے عبودیت اور ربوبیت بمنزلہ دو پَروں کے ہیں۔

جو وقتی فرض ادا نہیں کرتا اُس کا دائمی فرض بھی قبول نہیں ہوتا

حدیث: مَنْ لَّمْ اَدّٰى فَرْضَ الدَّآئِمِ لَمْ تَقَبَّلُ اللّٰهُ فَرْضَ الْوَقْتِ وَمَنْ لَّمْ اَدّٰى فَرْضَ الْوَقْتِ لَمْ تَقَبَّلُ اللّٰهُ فَرْضَ الدَّآئِمِ جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا فرض وقتی قبول نہیں کرتا اور جو فرض وقتی ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا فرض دائمی قبول نہیں کرتا" فرض سے مراد دل سے ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہنا ہے کہ دل سے اللہ اللہ کی آواز نکلے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ
پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (۴-۱۰۳)

حدیث: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ۔ دلی حضور کے بغیر کوئی نماز نہیں، دل نور الٰہی سے پُر ہے۔ ایسا دل خطرات شیطانی سے پاک ہوتا ہے۔ ایسے صاحب توحید کو انبیاء اور اولیاء سے باطنی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا صاحب مراقبہ دل سے ہمیشہ نماز میں مشغول رہتا ہے۔ شرک، کفر و نفاق سے دنیا اور آخرت کی نجات اسے حاصل ہوتی ہے اور دل ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ دلوں میں نماز ادا کرتے رہتے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ دَائِمُوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ ۔ ایسے ہی لوگوں کی شان میں آیا ہے۔ ان کی روح کو جمعیت اور ان کے نفس کو پریشانی ہوتی ہے۔ انہیں لوگوں کی شان میں آیا ہے کہ اجسامھم فی الدنیا وقلوبھم فی الاٰخرۃ ۔ ان کے بدن دنیا میں اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ کلمہ طیب، پنج وقتی نماز ہدایت نافع المسلمین اور سخاوت تینوں اعمال قبولیت ان کی علامتیں ہیں۔ حدیث: اَلصَّلٰوۃُ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ وَ کَلِمَۃُ الطَّیِّبِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ وَالسَّخَاوَتُ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ۔ نماز، کلمہ طیب اور سخاوت تینوں سے برائیاں اور بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔

مراقبہ کی قسمیں

پس معلوم ہوا کہ مراقبہ دو طرح کا ہے۔ ایک اہل حضور کا مراقبہ جو مراقبہ محمود کہلاتا ہے۔ دوسرا اہل خطرات کا مراقبہ یہ مراقبہ مردود ہے۔ مراقبہ محمود تین طرح کا ہوتا ہے۔ ابتدائی مراقبہ میں چھ طرفوں کے تماشا میں غرق ہوتا ہے۔ جو شخص اس قسم کا مراقبہ سات دن ساتوں ولایتوں کے لیے متواتر کرے تو مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو اپنے قبضے میں لاتا ہے۔ دوسرا متوسط مراقبہ اس میں انبیاء اولیاء اور جناب سرور کائنات ﷺ کی مجلس کا حضور حاصل ہوتا ہے اور ان سے ملاقات کرتا ہے۔ اگر اس قسم کا مراقبہ سات دن کیا جائے تو مراقب کے ساتوں اعضاء ایسے پاک ہو جاتے ہیں۔ جیسے مادر زاد بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ انتہائی مراقبہ نور توحید میں غرق ہونا، ظاہر میں بے خبر اور باطن میں باشعور ہونا اور ذات کے تفکر میں غرق ہونا ہے۔ حدیث: اَلتَّفَکُّرُ السَّاعَۃَ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَاتِ الثَّقَلَیْنِ ۔ ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نعمت عظمٰی اور سعادت کبریٰ تمام مومن مسلمانوں کو نصیب کرے۔ معرفت الٰہی، توحید الٰہی اور فقر محمدی ﷺ کی یہ راہ تحقیق ہے جو شخص شک کرے وہ کافر اور بے دین ہے۔ جو شخص ابھی مومن کے مرتبہ کو نہیں پہنچا۔ وہ عارف کیونکر ہو سکتا ہے۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ لَذَّتٌ مَّعَ الْخَلْقِ ۔ جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اسے پھر خلقت کی ہمنشینی سے لذت حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ ۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور غیر اللہ سے گھبراتا ہے۔

ذکر اور علم عطائے الٰہی ہے اور جہالت اور دنیا خطرات شیطانی خطا ہیں۔ اہل عطا اور اہل خطا کا مل بیٹھنا درست نہیں۔ واقعی یقین ہے کہ عامل کے عمل بغیر پارہ کشتہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح عارف اور کامل مرشد بغیر فقیر کے مراتب اور معرفت حضوری میں غرق ہونا حاصل نہیں ہوتا۔

عارف کی قسمیں

عارف دو طرح کے ہوتے ہیں۔ عارف طبقات جو حیرت میں ہوتا ہے۔ عارف غرق فنافی اللہ جسے حضوری ذات حاصل ہوتی ہے۔ صاحب حضوری عارف کی چار علامتیں ہیں۔ تجرید، تفرید، ترک با توکل اور توحید۔ حدیث: اَلتَّوَکُّلُ وَالتَّوْحِیْدُ تَوْاَمَانٌ توحید اور توکل توام (جوڑا) ہیں۔

مرشد کامل سلک سلوک سے واقف ہوتا ہے

مطلب یہ کہ کامل و اکمل مرشد سلک سلوک حضوری سے واقف ہوتا ہے۔ وہ طالبوں کو ذکر فکر ورد و وظائف اور ظاہری اعمال میں مشغول نہیں کرتا بلکہ وہ طالب کو پہلے ہی دن حضوری بنا دیتا ہے۔ اس راہ کی ابتداء فنافی الشیخ ہے۔ وسط فنافی اللہ اور انتہاء فنا محمد ﷺ ہے۔ جو شخص جناب پیغمبر خدا ﷺ کی حضوری، شریعت، امر معروف اور نص حدیث سے قدم باہر رکھتا ہے۔ وہ مردود، خبیث، ابلیس، ظاہر و باطن میں اہل، بدعت، اہل سرود، حسن

پرست اور خط وخال کا دیکھنے والا ہوتا ہے۔ ہوائے نفسانی میں مست رہ کر کسی باطنی مقام و منزل پر نہیں پہنچا۔ اس کا باطن باطل ہوتا ہے۔ جو کچھ تجھے ظاہر میں دکھائی دیتا ہے۔ وہ جنونیت اور استدراج ہے۔ یاد رکھو! استدراج رحمت الٰہی سے دور ہوتا ہے۔

قَوْلُـهُ تَعَالٰی: وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (۷-۱۸۲)

اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی۔

واضح رہے کہ فنا فی الشیخ میں طالب کو صورت شیخ اپنے تصرف میں رکھتی ہے اگر شیخ کامل ہے تو طالب کو زندہ دل اور مردہ نفس بنا کر اس کے وجود سے حرص و ہوا نکال دیتا ہے۔ اگر شیخ ناقص ہے تو طالب کو زندہ نفس اور مردہ دل بنا کر اس کے وجود میں دنیا مردار کا لالچ پیدا کر دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شیخ کامل طالب کو فنا فی الشیخ کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ جس پر شیخ کامل مہربان ہوا سے یک دم اپنے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ ایسے طالب کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ ناقص شیخ کا طالب شیخ کی صورت کو اپنے تصور میں لاتا ہے۔ اس وقت شیطان ہی ناقص شیخ کی شکل میں آ کر طالب کے سامنے آ جاتا ہے۔ ایسے مرشد کا طالب فنا فی الشیخ کے درجے کو نہیں پہنچتا۔

مبتدی طالب کا احوال

واضح رہے کہ جب مبتدی طالب اسم اللہ ذات کے تصور کو تصرف میں لاتا ہے اور اسم اللہ ذات کا نقش دل پر بناتا ہے اور دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دل کے گرد آگ کا شعلہ سا نمودار ہوتا ہے۔ طالب اسی آگ کو تجلی حضور خیال کرنے لگتا ہے۔ اس شیطانی آگ سے شیطان آواز دیتا ہے کہ میں اور تو یار ہیں۔ ظاہر و باطن میں بندگی سے توبہ کر۔ اس تجلی میں میرا دیدار دیکھتا رہ۔ بعد ازاں وہی شیطانی تجلی ایک بچے کی شکل اختیار کرتی ہے۔ بعد ازاں جواں کی صورت اور پھر بوڑھے آدمی کی شکل اختیار کرتی ہے۔ پھر شیطان کہتا ہے کہ یہ سر اسرار اور مراتب فقیر ہیں۔ بعد ازاں وہ شیطانی صورت اندر سے ماضی،

حال، مستقبل کے حالات وحقائق کے متعلق جواب باصواب مفصل بیان کرتی ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ فلاں فقیر صاحب کشف ہے۔ یہ مراتب اندرونی شیطان کا استدراج ہے۔ جب اس قسم کی شیطانی صورت تجھ سے ہمکلام ہو تو باطنی توجہ سے کلمہ طیب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ اور ساتھ ہی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھ۔ اس کے پڑھنے سے وہ شیطانی صورت دفع ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں اسم اللہ ذات کے حروف سے صورت نور کی تجلیات نمایاں ہوں گی۔ وہ صورت نور کی تجلیات نص اور حدیث کے موافق برحق ہیں۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا جس باطن کا ظاہر شریعت کے مطابق نہ ہو وہ باطن باطل پر ہے۔ حدیث: كُلُّ بَاطِنٍ مُّخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ ۔ جو ظاہر باطن کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ فنا فی الشیخ کا تعلق اسم اللہ ذات، حضور، نور، مشاہدات، تجلیات اور مجلس سرور کائنات ﷺ سے ہے۔ فنا فی الشیطان کے مراتب میں شرار، وسوسہ، وہم اور خطرہ ہے۔ شیخ ناقص کے طالب فنا فی الشیطان ہوتے ہیں نفس پرست ہوتے ہیں اور مغرور اور مست ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ تعداد میں بہت ہیں۔ جو طالب فنا فی الشیخ ہے وہ روشن ضمیر ہے۔ الا اللہ کی معرفت اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری کے قابل ہے کیونکہ وہ شریعت میں ہوشیار ہے۔

شرح تصور و فنا فی الشیخ و عارف کامل

واضح رہے کہ تصور شیخ کی کثرت سے وجود میں ایک غیبی نورانی صورت پیدا ہوتی ہے۔ کبھی وہ صورت لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے اور کبھی تلاوت قرآنی میں اور دن رات آیات قرآنی حفظ کرنے میں مشغول رہتی ہے۔ کبھی وہ صورت علم نص، حدیث، تفسیر، مسائل فقہ، فرض، واجب، سنت اور مستحب بیان کرتی ہے اور خود اس پر کاربند ہوتی ہے۔ کبھی وہ صورت اسم اللہ ذات کے ذکر میں محو ہوتی ہے اور اس صورت کے وجود سے با آواز بلند۔ سِرٌّ هُوْ سِرٌّ هُوْ سِرٌّ هُوْ هُوَ الْحَقُّ لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ ۔ سنائی دیتا ہے۔ کبھی وہ صورت ماضی حال اور مستقبل کی حقیقت ایک ایک کر کے بیان کرتی ہے اور اکثر وہ صورت دن رات طاعت اور بندگی میں مصروف رہتی ہے

اور ہمیشہ شریعت کی پابند رہتی ہے۔ اگر کوئی بات بھول چوک کر خلاف شریعت ہو بھی جائے مثلاً کفر، شرک یا بدعت کا کوئی کلمہ منہ سے نکل جائے تو اس سے استغفار کرتی ہے۔ کبھی وہ محاسبہ نفس میں مشغول ہوتی ہے اور دم کو بند کر کے نفس کو کہتی ہے کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہوگئی۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا نفس خدا کو پہچان لیتا ہے۔ اگر فنا فی الشیخ کے مراتب کی وہ صورت وجود میں غائب ہو جاتی ہے تو وجود گناہ سے توبہ کرتا ہے۔ یہ صورت اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یاد کرا کر نقصان وہ نفس کی سرزنش کرتی ہے اور نفس کجی اور سرکشی کو چھوڑ کر راہِ راست پر آ جاتا ہے۔ یہ مراتب اس وقت حاصل ہوتے ہیں۔ جب شیخ کامل پر اعتماد ہو۔ ان مراتب میں نفس کو بمنزلہ بچہ کے خیال کیا جاتا ہے۔ نیز ان مراتب میں الہام پیغام ہوتا ہے۔ جس پر فقر کی تمامیت کا انحصار ہے۔ لیکن اسی پر مغرور نہ ہو جا کیونکہ قرب مع اللہ کا درجہ اور آگے ہے۔ جس سے نور حضور حاصل ہوتا ہے۔ باطنی معمور ہوتا ہے اور شوق میں خوش و خرم رہتا ہے۔ حدیث: اَوَّلُہٗ فَنَا فِی الشَّیْخِ بَعْدَہٗ فَنَا فِی اللّٰہِ ۔ پہلے فنا فی الشیخ اور بعد ازاں فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ حدیث: لَا دِیْنَ لَہٗ مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ فَھُوَ یَتَّخِذُہُ الشَّیْطٰنُ اس کا کوئی دین نہیں جس کا کوئی شیخ نہیں پس اس پر شیطان اپنا قبضہ جما لیتا ہے۔

ہر کہ را مرشد نہ شیطاں مرید ۔۔۔ ہر کہ با مرشد بود گو با یزید

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ شیطان کا مرید ہے۔ جس کا کوئی مرشد ہو اسے بایزید رحمۃ اللہ علیہ ہی سمجھو۔

مرشد مرد کامل ہونا چاہیے

عورتوں کی خصلت والا یا مخنث صورت بے شرع اہل بدعت مرشد کسی کام کا نہیں۔ فنا فی الشیخ والا اگر گناہ کرنا چاہے تو وہ صورت اسے گناہ سے زبردستی روکتی ہے۔ اگر فنا فی الشیخ کی صورت والا سو جائے تو وہ صورت باتوفیق بحق رفیق اس کا ہاتھ پکڑ کر الا اللہ کی توحید و معرفت میں غرق کرتی ہے۔ اگر وہ مرتبہ کرے تو وہ صورت اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مجلس نبوی ﷺ میں پہنچا کر منصب و مرتبہ دلواتی ہے۔ یہ مراتب فنا فی الشیخ اور باطن صفا کے

ہیں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

وہ صورت ہمیشہ یہ تسبیح پڑھتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ ۔

وہ صورت سخاوت میں حاتم سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ فنا فی الشیخ کی یہ صورت مشرق سے مغرب تک کے تمام ملکوں، جن، انسان، وحشی، پرندے، پانی، مٹی، ہوا، آگ کے قبضہ اور ملک سلیمانی سے بھی بہتر ہوتی ہے کیونکہ یہ صورت ایک لحظہ کے اندر تمام منصب و مراتب دلا سکتی ہے۔ یہ مراتب فنافی الشیخ صفا باطن کے ہیں

نیک خصلت خلق نیک و دل صفا ۔۔۔ کاں کرم وجود حکمت ہر بکارے از خدا

وہ نیک خصلت، نیک خلق اور صاف دل ہوتا ہے۔ اس کا وجود بخشش، سخاوت اور حکمت کی کان ہوتا ہے اور وہ ہر ایک کام خدا کی خاطر کرتا ہے۔

یک نظر با حق رساند خلق را راہ نما ۔۔۔ طالباں ز حق بیابند خود نما را نیست جا

وہ ایک ہی نگاہ میں خدا رسیدہ بنا دیتا ہے، خلقت کی راہنمائی کرتا ہے، طالبوں کو اس سے خدا ملتا ہے، خودنما کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

باہم جلیس مرسلاں وانبیاء و اصفیا ۔۔۔ غرق فی اللہ گشت فانی دائم با مصطفیٰ

وہ مرسلوں، نبیوں اور صاف باطن آدمیوں کا ہم نشین ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ غرق فی اللہ اور مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے۔

نفس کافر قتل سازم مے برائم از ہوا ۔۔۔ ایں عبادت جاودانی بس ترا اے باھوا

میں کافر نفس کو قتل کر کے حرص و ہوا کو چھوڑتا ہوں۔ اے باھو تیرے لیے یہ جاودانی عبادت کافی ہے۔

جو طالب اللہ باوصال ہے۔ اسے دنیاوی مرتبہ اور جاہ و جلال کی کیا ضرورت ہے۔

طالب کے چار حرف ہیں

یعنی معرفت اور وصال کے طالب کے چار حرف ہیں۔ ط'ا'ل'ب۔ حرف ط سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا اور ماسوی اللہ کو طلاق دے۔ ا' سے مراد یہ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے الفت نہ رکھے۔ ل سے یہ مراد ہے کہ لا یحتاج اور لائق دیدار ہو کر بھی لاف زنی نہ کرے۔ ب سے یہ مراد ہے کہ با ادب اور بے اختیار ہو۔ اپنا اختیار مرشد کو دے اور حق پسند ہو۔ جس طالب میں یہ صورت نہیں۔ جب تک وہ ط سے دنیا کو طلاق نہ دے۔ حرف ا' سے مطالب نفسانی کا آرزومند ہوتا ہے۔ لا سے لا دین اور ب سے بد بخت اور بد نہاد ہوتا ہے۔ جس طالب میں یہ اوصاف ہوں اسے یاد بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ جھوٹا اور باعث فساد ہے' جھوٹا طالب بے توفیق ہوتا ہے۔ سچے طالب بلبل' پروانے اور سمندر[1] کی طرح ہوتے ہیں۔

بلبل نیم کہ نعرہ زنم درد سر کنم   پروانہ ام کہ سوزم ودم برنیا درم

میں بلبل نہیں کہ نعرے مار مار کر سر درد پیدا کروں۔ میں پروانہ ہوں کہ جلوں اور دم نہ ماروں۔

پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں دہم   مرغ سمندرم کہ در آتش نشستہ ام

میں پروانہ نہیں ہوں کہ ایک ہی شعلہ سے جان دے دوں میں سمندر[2] جانور ہوں کہ آگ میں رہتا ہوں۔

مرشد خام کون ہے

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مرشد خام ہے جو کہتا ہے کہ مقام، معرفت فقر میں تمام ہے۔ کامل مرشد وہ ہے کہ جو معرفت سے کھینچ نور توحید میں غرق کر دے کہ نہ اسم یاد رہے نہ طبقات فنا فی اللہ عین بعین غرق ذات یہ مراتب لازوال وصال سے بھی بڑھا

[1] چوہے کے برابر ایک جانور ہوتا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں رہتا ہے۔

[2] ایک جانور جس کی بات مشہور ہے کہ آگ میں پیدا ہوتا اور وہیں رہتا ہے آگ سے باہر نکالتے ہی مر جاتا ہے۔

دیتے ہیں کیونکہ صاحب غرق کے نزدیک وصل بھی خام خیالی ہے۔ یقین ہے کہ جب طالب صادق کسی کامل مکمل اور اکمل مرشد اور صاحب تصرف فقیر کی صحبت میں اخلاص سے جائے اور وہ اسے مشرق سے مغرب تک تمام جہان اور تمام انسانوں کو باطنی تصور و تصرف کا منصب دلائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ صاحب باطن کے سوا باطن حاصل نہیں ہوتے۔ طالب کو مرد ہونا چاہیے۔ اس قسم کا تفکر و تصرف دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔ حدیث: تَفَکَّرُ السَّاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَتِ الثَّقَلَيْنِ ۔ ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے

مرد مرشد می رساند با تمام   مرشد نامرد ناقص ہست خام

کوئی مرد مرشد صحیح سلامت انتہائی مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔ نامرد مرشد ناقص اور خام ہوتا ہے۔

راہ فقر میں ماسوی اللہ راہزن ہے

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔ حدیث: اَلدُّنْيَا لَكُمْ وَالْعُقْبٰی لَكُمْ وَمَوْلٰی لِیْ ۔ دنیا بھی تمہاری' عاقبت بھی تمہاری' میرے لیے میرا مولیٰ کافی ہے۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ طالب خدا کا خواستگار ہونا چاہیے نہ کہ گمراہ۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ

حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ (۲۵-۶۳ تا ۷۶)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ زمین پر نہایت نرمی سے چلتے ہیں۔ جب جاہل لوگ انہیں مخاطب کرتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں بس سلام اور وہ جو رات سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہو کر عبادت الٰہی میں بسر کرتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کو کہتے ہیں کہ یا اللہ ہم سے دوزخ کا عذاب ہٹا لینا کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے اور وہ دوزخ بڑی بری جگہ ہے۔ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ کنجوسی بلکہ ان کے بین بین رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو شامل نہیں کرتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بے ہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں ان کے ربّ کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے ربّ ہمیں دے ہماری

بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا ان کو جنت کا سب سے اونچا بالاخانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔

لقمہ حلال کھانے سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے

واضح رہے کہ عبادت، بندگی، طاعت، تلاوت قرآن، ورد وظائف، ذکر، فکر، فقیری، معرفت الی اللہ، مجلس نبوی ﷺ، توحید، شوق، شغل وغیرہ سب کی اصل لقمہ حلال کا کھانا ہے کیونکہ جو شخص حلال لقمہ کھاتا ہے اسے جلد ہی معرفت الٰہی اور قرب و وصال حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس زمانے میں مشتبہ اور حرام لقمہ عام ہے۔ حلال کا ہاتھ آنا سخت مشکل ہے۔ لیکن یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ عامل عالم اور فقیر کامل کے حلق میں حرام کا لقمہ نہ اترے گا اور ان کے پیٹ میں قرار نہ پکڑے گا۔ اگر وہ حرام لقمہ کھا بھی لیں تو ان پر اثر نہیں کرتا۔ چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

آنکہ او را لقمہ شد نور جلال　　　آنچہ داند میخورد بروے حلال

جس شخص کی خوراک نور جلال ہو وہ جو چاہے کھائے اس کے لیے حلال ہے۔

جواب مصنف علیہ الرحمۃ

رود در حلق عارف لقمہ حلال　　　زانکہ عارف دائمی با حق وصال

عارف کے حلق میں حلال لقمہ جاتا ہے۔ اس واسطے کہ عارف کو حق کا وصال حاصل ہوتا ہے۔

شد وجودِ عارفاں آتش تمام　　　با ذکر آتش سوختہ لقمہ حرام

عارفوں کا وجود سر بسر آگ ہوتا ہے۔ ذکر الٰہی کی آگ سے حرام لقمہ جل جاتا ہے۔

عالم باعمل اور فقیر کا خلقت پر حق خدمت ہے

پس معلوم ہوا کہ جس طرح پیغمبروں کا امت پر حق ہے اور امت کا مال ان کے لیے حلال ہے۔ اسی طرح عامل عالم اور فقیر کامل کا حق خلقت پر ہے۔ جو کچھ بھی وہ کھائیں اس سے ان کا حق خلقت کی گردن سے ادا ہوتا ہے کیونکہ تمام خلقت اور روئے زمین کی تمام چیزیں انہیں دو (عالم عامل، فقیر کامل) کی برکت سے قائم ہیں۔

عامل عالم اُسے کہتے ہیں

جو علم قرآن اور ہر قسم کے علوم کو اپنے عمل میں لائے اور وہ علم اسے باطن میں الا اللہ کی معرفت اور مجلس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچائے۔ عامل عالم جو چاہتا ہے اس کے لیے مجلس محمدی ﷺ میں التماس عرض کرسکتا ہے۔

فقیر کامل اُسے کہتے ہیں

جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو اور جسے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہو۔ جس سے وہ ایک دم بھی جدا نہ ہوتا ہو۔ اگرچہ ظاہر میں لوگوں سے ہمکلام ہو۔ مگر باطن میں جناب سرور کائنات ﷺ کے حضور میں ہو۔

منقول ہے کہ ایک روز اولیاء اللہ نے شیطان کو دلجمعی سے بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آج تو انسان سے کیوں غافل ہے؟ اس نے کہا: اس زمانہ میں بے عمل علماء اور صاحب طمع اور اہل بدعت فقراء جو خدا کے دشمن میں بہت پیدا ہو گئے ہیں اور یہ دونوں ہی میرے طالب ہیں اور بنی آدم خود بخود گمراہ ہو رہے ہیں۔ اس لیے اب مجھے سیر و سفر کی ضرورت نہیں یہی وجہ ہے کہ میں فراخدلی اور جمعیت سے بیٹھا ہوں۔ جو عامل اور کامل فقیر دین محمدی ﷺ میں چست اور عارف باللہ ہیں اور انہیں مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہے میں ان پر غالب نہیں آسکتا اور نہ ان پر میرا حکم چل سکتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا (۱۷-۶۵) بے شک میرے ایسے بندے بھی ہیں جن پر تو غالب نہیں آسکتا ان کے لیے اللہ کافی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آدمی پر ساری مصیبت

— نفس اور شیطان کے سبب ہوتی ہے۔ جو نفس امارہ کا طالب اور فرمانبردار ہے۔ اگر اس کا پیٹ بھر جائے تو وہ فرعون ہو جاتا ہے۔ اگر بھوکا رہے تو باؤلا کتا ہے۔ اگر اسے شہوت کا غلبہ ہو تو بے عقل چوپایہ ہے۔ مگر سخاوت کا موقع آئے تو وہ قارون بن جاتا ہے

ترا با نفس کافر کیش کاریست — بدام آود کہ ایں طرفہ شکاریست

تجھے کفر کے مذہب والے نفس سے واسطہ ہے، اسے اپنے جال میں پھنسا کہ یہ عجیب شکار ہے۔

اگر مار سیاہ در آستین است — بہ از نفس کہ باتو ہمنشین است

آستین میں سانپ کا ہونا اس سے بہتر ہے کہ نفس امارہ تیرا ہمنشین ہو۔

عارفوں کا نفس مطمئنہ

عارفوں کا نفس مطمئنہ سیری کے وقت شاکر، بھوک کے وقت صابر، شہوت کے وقت عورت سے بیگانہ اور سخاوت کے وقت سخی ہوتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى: وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۔ (۷۹-۴۰،۴۱) اور جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانا بلاشک وشبہ بہشت ہے۔

نفس کو فنافی اللہ کے قید خانہ میں ڈالو

پس نفس دیو سلیمانی اور بادشاہ شیطانی کو فنافی اللہ کے قید خانہ میں لا کر قرآن نص اور حدیث، تفسیر اور معرفت الٰہی کی زنجیر گلے میں ڈالو اور ہمیشہ کے لیے قید کر دو۔ عارفان سلطان الفقراء کا کام قرآنی آیات، مجلس نبوی ﷺ اور شریعت کی برکت سے ہدایت، ولایت اور عنایت ہے۔ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْغَنِیُّ اللہ تعالیٰ غنی فقیروں سے پیار کرتا ہے۔

حدیث: اَلْفَقْرُ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ فقیر ایک الٰہی خزانہ ہے۔ ہدایت اس وقت تک وجود میں اثر نہیں کرتی جب تک نفس پورے طور پر دنیا سے بے پروانہ ہو جائے۔ نفس کو بغیر کھانے پینے کے جمعیت حاصل نہیں ہوتی اور نہ وہ ایک گھڑی بندگی کر سکتا ہے۔

پہلے نفس کو روٹی سے سیر کر لو پھر یہ بخوشی عبادت کرے گا۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

واضح رہے کہ مردہ لوگ ہیں جو روٹی اِس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اُس جہان کا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام نیک ہوتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

دل پریشان و مصلّٰی در نماز — خاک بادا ایں چنیں دل با نیاز

نمازی نماز ادا کر رہا ہو اور اس کا دل پریشان ہو۔ ایسا بانیاز دل خدا کرے خاک میں مل جائے۔

دونوں جہان کے مطلب جمعیت میں ہیں۔ بچوں کی طرح جمعیت اس وقت ہوتی ہے جب انہیں پیٹ بھر کر کھانا مل جائے۔ لیکن فقیر اور عارف کو جمعیت استغراق سے حاصل ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ دونوں جہان کو ہتھیلی یا پشت ناخن پر دیکھنا آسان کام ہے لیکن درجات معرفت سے نکل کر فنا فی اللہ میں محو ہونا بہت مشکل ہے۔ دن رات سر سے پاؤں تک نور الٰہی کی تجلیات میں جلنا اور ہر دم اور ہر قسم کے لازوال مشاہدوں کا دیکھنا غرق فی اللہ کے خاص الخاص مراتب ہیں۔ یہ مراتب اس عالم باعمل کے ہیں جو اہل شریعت ہو نہ کہ بدخصلت جاہلوں کے جو مغرور ہو کر نفس پرستی میں مشغول ہوں

یک قدم بر نفس خود نہ آں دگر نہ بر ہوا
از ہوا باز آے تا شوی مرد خدا

ایک پاؤں اپنے نفس پر رکھ اور دوسرا حرص و ہوا پر' تو حرص و ہوا سے باز آ کہ تو مرد خدا بن جائے

مردان خدا خدا نباشند — لیکن زخدا جدا نباشند

اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ طالب مرشد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح مردہ' نہلانے والے کے ہاتھ میں۔ وہ طالب جس کا نفس زندگی ہی میں مردہ ہو۔ وہ نفس کے خلاف تین کام کرتا ہے۔ کھانا کھاتے وقت

کہتا ہے۔ اے نفس یقین مانو ہر ایک نے مرنا ہے' جو کھانا ہے کھا لے۔ نزع کے وقت تمام لذیذ اور میٹھی چیزیں تلخ معلوم ہوں گی۔ لباس پہنتے وقت نفس کو کہتا ہے کہ جو کچھ پہن رہا ہے خواہ اطلس و کم خواب ہی کیوں نہ ہو۔ یہ تیرا کفن ہے۔ اگر کسی اچھی عمارت میں بیٹھتا ہے تو نفس کو کہتا ہے کہ دیکھ ایک نہ ایک دن یہ گھر ویران ہو گا۔ تیرا اصل مکان قبر ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کے دل میں کدورت' زنگار' سیاہی نفاق' تاریکی' خطرات' ہوائے نفسانی' وسوسہ' وہم' معصیت شیطانی' حرص' حسد' طمع' بغض' خود پسندی وغیرہ سب کچھ جھوٹ' غفلت اور مردہ دلی ہیں۔ جس کے وجود سے یہ ناشائستہ صفات نکل جاتی ہیں۔ اس کا دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں اور وہ صاحب تصدیق ہو جاتا ہے۔ جس کی روح اور سر ایک ہو جاتا ہے۔ وہ بالتحقیق عارف ہو جاتا ہے۔ پس عارف کا ابتدائی درجہ تصدیق ہے اور انتہائی مرتبہ معرفت الٰہی ہے۔ یہ دونوں مرتبے جن کے درمیان فقر کے تمام درجے ہیں کہ ابتدائی ظاہر و باطن کی قوت با توفیق اور انتہاء میں فقر فنا فی اللہ بقاء باللہ بحق رفیق مطلق فی التوحید حاصل ہوتا ہے۔ جس شخص کی یہ کیفیت ہو اس میں غضب' غصہ' غیبت' غلاظت' غل' غش' غفلت' غم اور غلطی نہیں رہتے۔ فقر کی انتہاء فردانیت ہے۔ وہ ہمیشہ بقائے وحدانیت الٰہی میں غرق رہتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں جس کا باطن معمور ہو اور جس کو قرب الٰہی حاصل ہو۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

عارفوں کے مراتب

واضح رہے کہ عارف کے مراتب تصدیق' توفیق اور تلقین طریق ہیں۔ عارف کو جو مشکل پیش آئے' فقیر رفیق اور مشکل کشا ہوتا ہے۔ فقیر کی ابتداء فنا ہے اور انتہاء بقا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عارف کا طالب پہلے ہی دن بغیر ریاضت کے تصدیق کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ فقیر کا طالب پہلے ہی دن بغیر ریاضت کے مقام فی اللہ میں فانی ہوتا ہے۔ پھر فنا سے نکل کر مقام بقاء پر پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ ہر روز ایک خاص شان میں ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ تمام مخلوقات کا حساب ہوتا ہے۔ ذرہ ذرہ نیکی بدی کا حساب جزا سزا ملنی ہے۔

دن رات ہر دم کی خبر رکھ

واضح رہے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں اور انسان ان چوبیس گھنٹوں میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ سو تو ہر دم کی خبر رکھ۔ چودہ تجلی، چودہ الہام، چودہ علم، جن میں سے بعض رحمانی، بعض شیطانی، بعض نفسانی، بعض حوادثات دنیا پریشانی، بعض جنونیت کے بعض مؤکل فرشتوں کے بعض قلبی، بعض روحی، بعض سرّی ہیں۔ اگر توفیق الٰہی رفیق ہو تو مرشد کی اطلاع سے ہر ایک مقام کو تحقیق کرتا ہے اور سلامت رہتا ہے نہیں تو سلب ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر ہزاروں رجعت کھا کر گمراہ ہو کر خلاف شریعت بن کر مرتے ہیں۔ خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ جو نیک ہو، لو جو برا ہو اسے چھوڑ دو۔

مائل جیفہ کہ شود جز سگے ۔۔۔ کینہ ورے بے خبرے و بدر گے

کتے کینہ ور، بے خبر اور بدرگ کے سوا اور کون مردار کی طرف مائل ہوتا ہے۔

طالب دنیا ز سگ کمتر است ۔۔۔ ظاہر اوگرچہ بجاہ فراست

دنیا کا طالب کتے بھی کم ہے خواہ ظاہر میں وہ کتنا ہی صاحب شان و شوکت ہو۔

باطنش آلودہ بہ پندار او ۔۔۔ خلق سگے ظاہر زاد بار او

اس کا باطن غرور سے آلودہ ہوتا ہے۔ کتے کے خلق والا ہے جس کی بدبختی ظاہر ہے۔

با غضب و شہوت و حرص و ہوا ۔۔۔ سیرت اوچوں مردم آدم نما

غصہ شہوت اور حرص و ہوا کے سبب۔ اس کی خصلت آدم نما درندوں کی ایسی ہے۔

سیم و زرش قبلہ آرام او ۔۔۔ گاؤ صفت خواب و خورش کام او

اس کے آرام کا قبلہ سونا چاندی ہے۔ گائے بیل کی طرح اس کا مقصود کھانا اور سونا ہے۔

روز و شبش صرف بغفلت مدام ۔۔۔ بازن و بچہ دل او گشت رام

دن رات ہمیشہ غفلت میں رہتا ہے۔ اس کا دل عورت اور بچوں کا مطیع ہوتا ہے۔

رفتہ زیادش غم نزع ممات ۔۔۔ غافل مخذول ز راہ نجات

موت اور جانکنی کا عذاب بھولا ہوا ہے اور نجات کی راہ سے غافل ہے۔

عام صفت ماو توئی را گرفت ۔۔۔ رنگِ دوبینی و دوئی را گرفت

عام آدمیوں کی طرح میں، تُو کو اختیار کیئے ہوئے ہے۔ اس نے دور بینی اور دوئی کا رنگ اختیار کیا ہوا ہے۔

صاف دلی را نہ شنید و نہ دید ۔۔۔ تیرہ دلی ہا ز رُخ او پدید

اس نے صاف دلی کو نہ سنا نہ دیکھا۔ اس کے چہرہ سے تاریک دلی ظاہر ہے۔

خانۂ عمر تو بود بر دمے ۔۔۔ بہر دمے می طلبی عالمے

تیری عمر کا گھر صرف ایک دم پر قائم ہے تو ایک دم کے لیے ایک جہان طلب کرتا ہے۔

بہر دمے کینہ و تکبر و ریا ۔۔۔ بہر دمے ایں ہمہ حرص و ہوا

ایک دم کی خاطر اتنا کینہ، تکبر اور ریا۔ ایک دم کی خاطر یہ سب حرص و ہوا۔

بہر دمے غصہ و بدخوئی است ۔۔۔ بہر دمے باہمہ بے روئی است

اس ایک دم کی خاطر اتنا غصہ اور بدخوئی اور ایک دم کی خاطر یہ سب بے رخی ہے۔

بہر دمے باہمہ شر و فساد ۔۔۔ ہفت ہزاری شدنت اجتہاد

ایک دم کی خاطر یہ شرارت اور فساد کہ ہفت ہزاری ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

حیف بریں دانش آئین تو ۔۔۔ کور شدہ دیدہ حق بین تو

تیری اس عقل و دانش پر افسوس، تیری حق بین آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔

حرص دنیا دل گرفتہ از ریا ۔۔۔ چوں زدل دنیا رود محرم خدا

ریا کے سبب دنیاوی حرص و ہوا دل میں ہے۔ جب دنیا کا خیال دل سے جاتا

رہتا ہے تو خدا کا محرم ہو جاتا ہے۔

طالب دنیا شرابِ تکبر میں مست ہوتا ہے

واضح رہے کہ دنیا اپنے طالب کو شیطانی تکبر کی شراب کا ایک پیالہ پلا دیتی ہے جس کی مستی سے وہ خام تمام عمر حرص و ہوا سے نہیں نکل سکتا۔ مطلب یہ کہ دنیا اپنا تمام اسباب بہت بنا سنوار کر طالب کے پیش کرتی ہے۔ جسے دیکھ کر وہ فریفتہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سونا چاندی ہے۔ طرح طرح کے کھانے کھلاتی ہے۔ نفس امارہ کی دنیاوی لذت دیتی ہے اور دنیا داروں سے اس کے عوض ایمان لیتی ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ جو شخص میرے اسباب پر فریفتہ ہوتا ہے۔ وہ شیطان کا بھائی ہے۔ پہلے وہ ایمان ترک کرتا ہے پھر آدم کش خونی بنتا ہے۔ حدیث: اَلدُّنْیَا یَاْکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. دنیا ایمان کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔ حدیث: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا۔ اے اللہ مجھے مظلوم بنائیو، ظالم نہ بنائیو۔

حدیث: جُمُوْدُ الْعَیْنِ مِنْ قَسْوَۃِ الْقَلْبِ مِنْ اَکْلِ الْحَرَامِ وَاَکْلُ الْحَرَامِ مِنْ کَثْرَۃِ الذُّنُوْبِ وَکَثْرَۃُ الذُّنُوْبِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ وَطُوْلِ الْاَمَلِ مِنْ نِسْیَانِ الْمَوْتِ وَنِسْیَانُ الْمَوْتِ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَتَرْکُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ۔ آنکھوں کی تاریکی سنگ دلی سے' سنگ دلی حرام کھانے سے' حرام کھانا کثرت گناہ سے' کثرت گناہ لمبی چوڑی امیدوں سے' لمبی چوڑی امیدیں موت کے بھلانے سے' موت کو بھلانا دنیاوی محبت سے پیدا ہوتا ہے' دنیاوی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے اور دنیا کا چھوڑ دینا تمام عبادتوں کا سر ہے۔

دنیا وہ شخص اختیار کرتا ہے جو خود بے اختیار ہو۔ واقعی یقین ہے کہ یقین کی جڑ معرفت الٰہی اور فقر محمدی ﷺ ہے۔ دنیا کی جڑ فرعون اور ابلیس لعین ہے۔ دین اس بات کا نام ہے کہ رات کا کھانا بھی پاس نہ ہو اور اسے ایک لاکھ دینار دے کر کہیں کہ مسلمانی کی شکایت کر دیا کوئی بدعت کا کام کرو تو وہ ایسا نہ کرے یعنی دین کے بدلے روپے نہ لے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا دین قوی ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا بھر کی تمام آفتوں' مصیبتوں'

فتنہ وفساد اور دکھ درد سب کی چابی یہی دنیا ہے۔

فقیر اُس شخص کو کہتے ہیں

کہ اگر تمام دنیا کا زر و مال' سونا چاندی' نقد جنس ایک جگہ جمع کر کے اس کے پاس رکھ دیں تو وہ اپنے پاس کے آدمی کو کہے کہ اٹھالو جس قدر چاہتے ہو۔ وہ اس دنیا سے خلاصی پاتا ہے۔ لیکن یہ بھی جھوٹا ہے کیونکہ اس نے اپنے پاس رکھی ہے۔ اس لیے اس سے دل لگایا ہے۔ یاد رکھو فقیر وہ ہے کہ اگر اسے کہا جائے کہ دنیا اختیار کرو ورنہ تمہیں قتل کیا جائے گا تو بھی دنیا اختیار نہ کرے۔ خواہ اس کا سر تن سے جدا ہو جائے یہ بھی متوسط ہے۔ فقیر وہ ہے کہ تمام دنیا کو ایک جگہ اکٹھا کر کے خدا کی راہ میں خرچ کر دے تو پھر بھی اس کا نفس پریشان نہ ہو۔ یہ بڑا طریقہ نبوی طریقہ ہے (ﷺ)

دنیا کہ دو روز کاخ کوخ است   در راہ محمدی کلوخ است

دنیا جو دو روزہ محل و مکان ہے محمدی ﷺ راہ میں بمنزلہ ڈھیلے کے ہے۔

او کہ آب حیات عشق خوردہ   استنجا ازیں کلوخ کردہ

جس نے عشق کا آب حیات پیا ہے وہ اس ڈھیلے سے استنجا کرتا ہے۔

دنیا کی جڑ جہالت' غیرت' شرک اور کفر ہے کیونکہ دنیا کافروں کا ورثہ اور ان کے لیے باعث فخر ہے اور ان کی عزت ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا شیطان اور نفس امارہ تینوں متفق ہیں۔ ان تینوں نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لیے اس نازک بدن مردود دنیا کو بہت آراستہ کیا ہے اور اس کا حسن نکھار کر اسے دکھایا ہے۔ جس کو دیکھ کر اکثر کے دل ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور اس کے پھندے میں پھنس گئے ہیں۔ جو شخص دنیا کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔ خطرات شیطانی' وسوسہ' وہم نفسانی' حرص' حسد' طمع' لالچ اور تکبر اس کے وجود میں قرار پکڑتے ہیں۔ وہ غرور کرنے لگتا ہے۔ جس کے سبب سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے اور ہمیشہ شیطانی حجت پیش کرتا ہے کہ مرشد اور وسیلہ کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ۔(۵۔۳۵)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اس وسیلہ سے مراد علم ہے۔ علم وسیلہ نہیں۔ بیشک علم شریعت کی شاہراہ تو ہے لیکن اصل وسیلہ مرشد ہے۔ جس کے پاس شیطان سے نچنے کے لیے لشکر موجود ہے جو صحیح سلامت رستہ طے کر کے معرفت الا اللہ اور مجلس محمدی ﷺ میں با جمعیت پہنچا دیتا ہے۔ مرشد صاحب ارشاد بہت ہیں۔ صاحب ولایت اور صاحب روایت کم۔ صاحب روایت کو ہدایت اور علم پیرومرشد سے حاصل ہوتا ہے۔ بے پیر کا پیر شیطان ہے ایسے شخص پر قیامت تک لعنت ہے۔ اس لیے انسان کو پیرومرشد بغیر نہیں رہنا چاہیے۔ اگر تقویٰ کے بغیر علم کی قدر ہوتی تو شیطان کی قدرومنزلت سب سے زیادہ ہوتی۔ ہدایت کے لائق عالم ہے جاہل نہیں۔

اس زمانے میں علم در کتب اور عالم در گور ہیں

اس زمانے میں علم کتابوں میں ہے اور عالم قبروں میں ہیں۔ یہ ظاہری علماء بادشاہی حضور وقرب کے متلاشی طلب معاش' طلب خوردونوش میں لگے رہتے ہیں۔ یہ بمنزلہ مزدور ہیں۔ نفس امارہ کی قید میں ہیں۔ دنیاوی وجوں کی ترقی کے لیے نماز استخارہ پڑھتے ہیں۔ لیکن الا اللہ کی معرفت اور جناب پیغمبر خدا ﷺ کی مجلس کا رخ نہیں کرتے اور چک' زمین زراعت' فصل ربیع اور فصل خریف کے لیے اس قدر افسوس اور آہ وزاری کرتے ہیں کہ دنیا جہان کو اپنی طرف بلا لیتے ہیں۔ دنیاوی طلب بدعت کی جڑ ہے اور طلب الٰہی ہدایت کی بنیاد ہے۔ اہل بدعت اور اہل ہدایت کی ہم نشینی راس نہیں آتی۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس سے خبردار رہو۔ دنیا سے دل ہٹالو۔ نفس امارہ کی متابعت نہ کرو۔ جو شخص قرآن شریف کے خلاف کرتا ہے۔ وہ عالم باعمل اور وارث انبیاء ہے نہ کامل فقیر باطن صفا ہے۔ عالم باعمل کی یہ علامت ہے کہ ہمیشہ قال اللہ اور قال رسول' تفسیر اور مسائل اس کی زبان پر رہتے ہیں ہمیشہ خوف خدا سے روتا رہتا ہے۔ صاحب ورد ہوتا ہے۔

ذرہ دردے خدا در دل ترا — بہتر از ہر دو جہاں حاصل ترا

تیرے دل میں ذرہ بھر درد الٰہی اس سے بہتر ہے کہ تجھے دونوں جہان مل

جائیں۔

ہاں یقین ہے کہ جو طالب مرشد سے عالم باعمل کی ابتداء طلب کرتا ہے وہ انتہاء میں کامل فقیر ہو جاتا ہے۔ جو عالم باعمل نہیں وہ ایسا ہے جیسے گدھے پر کتابیں لدی ہوں۔

فقیر عارف باللہ کی سات علامتیں ہوتی ہیں

اوّل: اس کا لباس تقلیدی نہیں ہوتا بلکہ توحیدی ہوتا ہے اور صاحب کلید ہوتا ہے۔ ہر مشکل کا قفل کھول سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔

دوم: اگر مٹھی بھر غلہ بھی اس کے پاس ہو تو قربان کر دیتا ہے۔

سوم: صاحب نظر ہوتا ہے۔

چہارم: شریعت پر قائم ہوتا ہے۔

پنجم: لایحتاج ہوتا ہے۔ خود گو محتاج ہو لیکن طالبوں کو لایحتاج کر دیتا ہے۔

ششم: راست گو' ثابت قدم' تابع حق' باطل و بدعت سے بیزار ہوتا ہے۔ وہ یہی کہتا ہے کہ یا اللہ! مجھے کما حقہ حق دکھا اور جو باطل ہے وہ باطل دکھا۔

ہفتم: صاحب خلق' با جمعیت' باطن میں باخدا ہوتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ اگر تو آئے تو الا اللہ کی معرفت اور مجلس نبوی ﷺ کا دروازہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے۔

نصیبہٗ ازلی

کہتے ہیں کہ دو آدمی اپنا اپنا مطلب لے کر ایک درویش کی خدمت میں گئے اور وہیں رہنے لگے۔ ایک اس بات کا قائل تھا کہ جو روزی قسمت میں لکھی گئی ہے وہ ضرور مل جاتی ہے۔ دوسرا درویش کی کرامت کا قائل تھا۔ ایک روز درویش اس آدمی پر بڑا مہربان ہوا جو درویش کی کرامت سے رزق ملنے کا معتقد تھا۔ اپنے ایک خادم کو کہا تربوز لاؤ جب وہ لایا تو کہا کہ اس کا گودا نکال کر اس میں موتی بھر دو۔ وہ بھر لایا تو درویش نے اس طالب کو عطا کیا۔ چونکہ اسے تربوز کی حقیقت معلوم نہ تھی اور تھا وہ مفلس اس لیے اس نے تربوز ایک

سبزی فروش کے ہاتھ ایک ٹکے کو بیچ ڈالا۔ دوسرے طالب نے جو ازلی نصیبہ کا معتقد تھا۔ وہی تربوز اس سبزی فروش سے خرید لیا اور اپنے گھر چلا گیا وہ خادم جو تربوز کے اندرونی مال سے واقف تھا۔ طالب کے پاس آیا تاکہ اسے بتائے کہ درویش نے تمہیں چھپا کر بہت عطا کیا ہے اور یہ بتا کر اس سے انعام حاصل کرے۔ لیکن طالب نے خادم کو دیکھتے ہی ناراض ہو کر کہا کہ درویش نے مجھے تربوز عطا کیا جو میں نے ایک ٹکے کو سبزی فروش کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ خادم یہ سن کر حیران رہ گیا اور اس نے اصلی حال اسے بتایا۔ طالب یہ سن کر بہت پچھتایا۔ سبزی فروش کے پاس آ کر اس سے تربوز واپس مانگا۔ اس نے کہا تربوز امانت تو تھا نہیں اس لیے میں نے تم سے خریدا اور دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا پھر وہ طالب دوسرے طالب کے پاس آیا۔ جس نے سبزی فروش سے خریدا تھا اور تربوز مانگا۔ اس نے کہا یہ نعمت مجھے ازلی نصیبہ کے موافق ملی ہے۔ دونوں طالب آپس میں جھگڑنے لگے۔ دونوں درویش کے پاس گئے۔ درویش یہ سن کر حیران رہ گیا اور اس نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ واقعی جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں۔ پھر وہ تربوز اسی طالب کو دیا جس نے خریدا تھا

رزق ہر چند بہ اسباب تعلق دارد　　روز میثاق سبب ہا مسبب انگیخت

گو رزق کا تعلق عام طور پر اسباب سے ہے۔ لیکن مسبب نے میثاق کے دن ہی اسباب بھی پیدا کر دیئے۔

ہمہ عالم از دل و جان بہ سبب بستہ کمر　　کمتر است آنکہ دل و جان بہ مسبب انگیخت

تمام جہان دل و جان سے سبب پر کمر بستہ ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو مسبب پر دل و جان سے اعتماد کرتے ہیں۔

جواب مصنف علیہ الرحمۃ

ہیچ از آفریدۂ حق از رزق و منصب خالی نیست

ہر سر انسان تو مے دانی کہ از خالی نیست

اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا کوئی رزق اور منصب سے خالی نہیں۔ تجھے معلوم ہے کہ انسان

کا ہر ایک سر بھید سے خالی نہیں۔

جو شخص سر کو حرص و ہوا سے خالی کرتا ہے اس کا سر بھید سے پُر ہو جاتا ہے۔ جہاں بیٹھتا ہے اور جہاں دیکھتا ہے اسے الٰہی خزانے دکھائی دیتے ہیں اور اس کی نگاہ سے مٹی بھی سونا بن جاتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ خاک از تودۂ کلاں بردار کوئی مادر زاد مفلس خدا رسیدہ نہیں ہوا کیونکہ جو فقر کے سبب ذلیل و خوار ہوا وہ محبّ کی محبت کے درجے پر نہیں پہنچتا۔ پس معلوم ہوا کہ عام لوگوں کا رزق کمائی پر موقوف ہے اور خواص کا رزق معرفت حق سے لم یزلی اور لا یزال ہے۔ صاحب توکل دن کو معاش کی امید نہیں رکھتا۔ نہ ربیع اور خریف کی فصلوں کا منتظر رہتا ہے۔ جب قلم اس مقام پر پہنچا تو اس کا سر ٹوٹ گیا کیونکہ مردہ دل کا رزق حرص ہے۔ چونکہ حرص کا کوئی پیٹ نہیں ہوتا۔ اس لیے حریص کبھی مال سے غنی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ غلطی پر ہوتا ہے۔ عارفوں کا رزق یہ ہے کہ دن رات حق تعالیٰ کی طرف متوجہ اور مستغرق رہنا۔ طالب رزق دن رات سرگرداں اور پریشان رہتا ہے کیونکہ ان کے واسطے دنیا ہے۔ اس حقیقت کو ناشائستہ، بے توکل، بے معرفت، بے عمل، بے دانش، بے مذہب اور جاہل کیا جانیں۔ جس طرح گبریلے کا رزق گوبر ہے۔ وہ اسی میں خوش وقت رہتا ہے اور صاحب عنبر کا رزق عطر ہے۔ جو مولیٰ کا طالب ہے رزق اس کی طلب میں ہے۔ جس کا خدا ہے اس کا سب کوئی ہے۔ عارفوں، واصلوں، عاشقوں اور متوکلوں کو جب نیا دن ہوتا ہے۔ نیا رزق مل جاتا ہے ان کی روح باجمعیت ہوتی ہے اور بمنزلہ بایزید ہوتی ہے اور جو پریشان ہیں وہ بمنزلہ یزید نفس یزید ہیں۔ بندہ کا رزق شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ جس طرح موت کہیں چلے جائیں پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح رزق بھی کہیں چلے جائیں پہنچ جاتا ہے۔

ہر مخلوق کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے

رزق اگر بر آدمی عاشق نہ بودے چرا

از زمین گندم گریباں چاک نے آید بروں

اگر رزق آدمی پر عاشق نہ ہوتا تو گیہوں زمین سے گریبان چاک کر کے کیوں نکلتا۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا ۔ (۱۱-۶)

روئے زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو شخص رزق' ایمان' یقین اور تصدیق قلبی کو یاد کرتا ہے وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ چاروں مراتب اس سے بیزار رہتے ہیں۔ جو شخص دن رات یادِالٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ رزق ایمان' یقین اور تصدیق القلب چاروں اس سے جدا نہیں ہوتیں۔ وہ یکتا یاد میں خوش وخرم رہتا ہے۔ رزق آدمی کی اسی طرح تلاش کرتا ہے جس طرح عزرائیل جان کی۔ خواہ آدمی خشکی میں ہو یا تری میں رزق اسے اکیلا نہیں رہنے دیتا۔ اَلرِّزْقُ اَشَدُّ مِنْ طَلَبِ اَجَلِهٖ رزق موت سے بھی زیادہ سختی سے انسان کی تلاش کرتا ہے، رزق نیت پر موقوف ہے۔ خاص کے لیے حلال اور بروں کے لیے حرام۔

نفس قلب اور روح وسر کی حیثیت

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تیرے وجود میں نفس' قلب' روح اور سر کی کیا حیثیت ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے باطن معمور ہو جاتا ہے اور باطن میں توفیق الٰہی سے ایک نورانی صورت پیدا ہوتی ہے۔ جو معاملات' عبادات اور محاسبات نفس میں مقید رہتی ہے۔ ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ'' جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ وہ نورانی صورت کبھی کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر کرتی ہے۔ کبھی درود، وظائف اور تلاوت قرآنی میں مشغول ہوتی ہے۔ جب اس قسم کی صورت والا سو جاتا ہے تو اسے معرفت حق کے نور میں مستغرق کر دیتی ہے۔ اگر مراقبہ کرتا ہے تو اسے مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دیتی ہے۔ اگر طالب سے کوئی گناہ ہو بھی جائے تو وہ صورت فوراً توبہ کراتی ہے۔ کبھی وہ صورت علم تفسیر بیان کرتی ہے اور کبھی وعظ و نصیحت اور مسائل فرض، واجب اور سنت اور مستحب بیان کرتی ہے۔ غرضیکہ کسی حال میں خدا سے غافل نہیں ہوتی۔ قلب اور قالب دونوں پر اپنا قبضہ جما لیتی ہے۔ یہ صورت عالم اللسان تصدیق القلب' تقدس الروح اور اسرار العارفین ہے۔ طے درجات کا وسیلہ بنتی ہے۔ موافق

رحمان اور مخالف شیطان ہوتی ہے۔ اگر انسان سوئے تو سونے نہیں دیتی اور سرود' بدعت' شراب نوشی کرنے اور نماز ترک کرنے سے بے آرام اور خراب کرتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ یہ صورت ایک الٰہی بھید ہے

صورت از اَسرارِ وحدت راز رب   از حضوری نور باشد با ادب

یہ صورت سرِّ وحدت اور ربی راز ہے با ادب کو اس سے نور حضوری نصیب ہوتا ہے۔

صورت قلب است و قالب بر لباس   مے شناسد قلب را عارف شناس

یہ قلب کی ایک صورت ہے جو قالب کی طرح ہے۔ جو شخص قلب کو پہچان لیتا ہے اسے عارف سمجھو۔

غیر حق کی طلب سے عذاب ہوتا ہے

اگر غیر حق کی طلب کرے تو اسے سخت عذاب ہوتا ہے۔ یہ صورت ایک طرح کا رہنما ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھو یہ بھی ابتدائے حال کے مراتب ہیں۔ خواہ وہ صورت تجھ سے ہمکلام ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔ خواہ اس سے ماضی حال مستقبل کے حالات کی حقیقت کیوں نہ معلوم ہوتی ہو تو بھی مراتب خام میں ہے تو اس سے بھی ذرا آگے ترقی کر اور معرفت وصال الٰہی طلب کر۔ معرفت وصال کیا ہوتا ہے؟ اے وحشی سن! حضوری و معرفت کے مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مر جانا ہے۔ غرضیکہ جو شخص سو جائے یا مراقبہ کرے وہ گویا مر گیا۔ میدان قیامت کے ہر ایک مقام سے گزر گیا۔ پلصراط سے گزر کر بہشت میں پہنچا۔ دیدار الٰہی سے مشرف ہوا۔ بقائے جاودانی پائی جب مراقبہ میں متوجہ ہوتا ہے تو بقائے الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ اپنے آپ کی سدھ بدھ نہیں رہتی۔ اس پر ستی غالب آتی ہے۔ دن رات بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ شریعت ہی کی کوشش کرتا ہے۔ ظاہر میں ہوشیار اور باطن میں مست ہوتا ہے۔ لائق دیدار ہوتا ہے اور دنیا مردار سے بیزار ہوتا ہے۔ مردہ دل خوار ہوتا ہے اور عارف کو دیدار نصیب ہوتا ہے جسے حضوری حق حاصل ہو وہ انوار الٰہی کی

تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جب وہ خواب یا مراقبہ سے باہر آتا ہے تو جو کچھ دیکھتا ہے۔ اس کی مثال نہیں دے سکتا۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَهٗ جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا تحقیق اس کی زبان گونگی ہوگئی

ہر کہ اینجا مے رسد عارف تمام   خاکپائے گشت باہو شد غلام

جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ پورا عارف ہے۔ باہو ایسے شخصوں کی خاک پا ہے اور غلام ہے۔

غلط آدمی کو اس راہ سے راہ ہاتھ نہیں آتی اور اندھے آدمی کو معرفت حق سے آگاہی نہیں ہوتی۔ یہ مراتب اہل توحید کے ہیں۔ شرمندہ کو کیا معلوم جو اہل تقلید ہے۔ اہل توحید اور اہل تقلید کی ہم نشینی راس نہیں آتی۔ اللہ بس باقی ہوس۔ یہ باطن صفا کا انتہائی مقام ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ خوش آمدی ومرحبا۔

خام کی عبادت بیکار ہے

خام اگر ساری عمر بھی ریاضت کرے تو بے فائدہ تکلیف اٹھاتا ہے۔ معرفت الٰہی کے خزانے سے اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ معرفت الٰہی بے ریاضت و بے غم اڑھائی قدم ہے۔ ایک قدم یہ کہ حرص و ہوا چھوڑ دے۔ دوسرا قدم مجلس نبوی ﷺ کی حضوری میں پہنچے اور آدھا یہ کہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ میں غرق ہو جائے۔ جو مرشد اڑھائی سانس میں یہ اڑھائی قدم طے نہیں کرا سکتا اور ابتداء سے انتہا تک نہیں پہنچا سکتا۔ اس مرشد سے عورت بہتر بلکہ ایسا مرشد ہیجڑے سے بھی کمتر ہے، مردند کردہ ہے۔ جو مراتب' مطالب اور درجات حاصل کرلے اور ایک گھڑی میں اسم اللہ ذات سے ذات وصفات کے ہر مقام کی حضوری نصیب کرلے جسے حضوری کی یہ راہ معلوم نہیں اسے سرّ اَسرار کی آگاہی نہیں۔ ایسے مرشد کے لیے کسی کو مرید بنانا حرام ہے۔

خلاصہ اور موجوداتِ جہان کا بیان

ایک روز ایک مرید نے اپنے مرشد سے سوال کیا کہ خلاصہ اپنی قدرت سے جیسا کہ ہے باقی ہے اور کسی کو اس میں دخل نہیں اور موجودات عالم کا وجود پانی اور مٹی کا ہے۔ جو سوائے خلاصہ کے حرکت نہیں کر سکتے تو پھر جہان اور اہل جہان کی پیدائش کس سے ہوئی۔

مرشد نے جواب دیا کہ جس چیز کی ابتداء اور انتہاء ہے۔ حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے۔ اگر تو یہ پوچھے کہ جہان کی جنبش اور حرکت جو دکھائی نہیں دیتی ہے یہ کیا ہے؟ تو سنو! جہان ایک صورت موہوم ہے جو دراصل عدم میں ہے لیکن دکھائی ایسا دیتا ہے کہ اس کا وجود ہے۔ مثلاً آئینہ میں ہمیں صورت تو دکھائی دیتی ہے لیکن حقیقت میں اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جہان کا وجود خیال کر لینا انسان کی پیدائش ہے۔ جس طرح کہ سونے کی کوئی چیز بنائی جائے تو سونے کا نام کوئی نہیں لیتا۔ اسی طرح خلاصہ وجود کے ساتھ ملنے سے گم ہو گیا۔ یعنی لوگوں کی نظر خلاصہ پر بالکل نہیں رہی۔ سوائے ظاہری وجود کے وہ کچھ نہیں دیکھتا۔ اس واسطے زندگی اور موت کی امید پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن باطن میں جب خلاصہ کا ظہور ہوتا ہے تو نہ وجود رہتا ہے نہ خواص' نہ جہان نہ آدم جیسے آگ لکڑی سے نکل کر رسی کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے

کالبد چوب است عشق آتش درد   از سر خامی نباشد اندرد

وجود بمنزلہ لکڑی اور اس میں عشق بمنزلہ آگ ہے لیکن خام ہونے کی وجہ سے اس میں چمکتی نہیں۔

لیک از چوب چو آتش شد پدید   درد مے چوب از دمش شد ناپدید

لیکن جب آگ سے لکڑی ظاہر ہوتی ہے تو اس کی پھنکار سے ایک دم میں لکڑی گم ہو جاتی ہے۔

آتشے راکشتہ سازد آب تر   کشت نفس عارفاں در یک نظر

جس طرح تر پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اسی طرح عارف لوگ ایک ہی نگاہ میں نفس کو مار ڈالتے ہیں۔

جواب مصنف علیہ الرحمۃ

واضح رہے کہ انسان کا وجود بمنزلہ ایک برتن کے ہے اور دل بمنزلہ دودھ' دہی بھی دودھ میں' چھاچھ بھی دودھ میں' مکھن بھی دودھ میں اور گھی بھی دودھ میں ہے۔ اسی طرح وجود میں نفس' قلب' روح' سر اسرار اور ہزار ہا تجلیات انوار پروردگار ہیں۔ مرشد عورتؒ سے تو کم نہیں ہوتا کیونکہ عورت دودھ میں تھوڑا سا دہی ڈال کر کل دہی بنا لیتی ہے پھر اسے بلو کر اس میں سے مکھن الگ اور چھاچھ الگ کر لیتی ہے۔ پھر مکھن کو آگ پر رکھ کر اس میں سے گھی الگ کر لیتی ہے۔ اسی طرح عارف مرشد کو چاہیے کہ طالب کے وجود سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ کرے اور ہر ایک مقام دکھائے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ یہ میرا نفس ہے اور یہ میرے نفس کے مراتب ہیں۔ یہ قلب ہے اور یہ قلب کے مراتب یہ روح ہے اور یہ روح کے مراتب۔ یہ سر ہے اور یہ سر کے مراتب۔ پس وہ چیز جو وجود میں سے مذکورہ بالا چیزوں کی شناخت کرواتی ہے۔ وہ توفیق الٰہی ہے کہ مرشد سے اس کی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ابتداء اور انتہا مل کر ایک ہو جاتی ہے۔ دوئی کے دو وصف ہیں۔ ایک زوال کہ مطلقاً قال سے ہوتا ہے۔ دوسرے وصال جو مطلقاً مشاہدہ جمال سے ہوتا

کے بود آیا کہ شود بہرہ ور ؎ دیدہ بدیدار چو گوش از خبر

کاش وہ وقت کب آئے گا کہ آنکھیں دیدار سے اسی طرح بہرہ ور ہوں گی جیسے کان خبر سے ہوتے ہیں۔

پس ایک دید ہے دوسری شنید۔ جو اہل دید ہیں وہ خوش و خرم ہیں۔ جو اہل شنید ہیں وہ خام ہیں اور حیرت میں ہیں

؎ حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز
اہل حیرت از حضوری با عزیز

اس مقام پر حیرت پر حیرت ہے حیرت کیا ہے۔ اہل حیرت حضوری کے سبب عزیز ہیں۔

خدام لامکان کے مراتب

یہ عظیم الشان مراتب جو لامکان و عزوشان کے خدام کے متعلق ہیں۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ اللہ بس کو چھوڑ کر ہوا و ہوس کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ لوگ تیلی کے بیل کی طرح اندھے ہیں کہ ایک ہی مقام پر گردش کرتے ہیں اور اسی کو حال شمار کرتے ہیں اور خام خیال سمجھتے ہیں کہ ہم حضوری ہیں۔ جس میں خلق خلیل ہے۔ وہ رب جلیل کا ہم نشین ہے۔ اگر مرشد کامل محنت و ریاضت کرائے تو سالہا سال کرائے۔ لیکن چاہے تو ایک لحظہ کے اندر عطا کر دے۔ ارشاد کے یہ دونوں طریق تحقیق ہیں۔ آدمی کی تین سواریاں ہیں۔ خوف جس کا تعلق زندگی سے ہے۔ جب خوف کی سواری زندگی سے گزر کر موت کو پہنچتی ہے تو پھر اسے دوستی یا دشمنی کا خوف نہیں رہتا۔ پھر امید کی سواری ملتی ہے۔ یہ اسے آخرت میں پہنچاتی ہے۔ اہل محبت و معرفت آخرت کی سواری سے الفت نہیں کرتے وہ شوق کی سواری پر سوار ہوتے ہیں۔ وہ دیدار پروردگار کا رخ کرتے ہیں۔ جو لوگ دیدار کے سوا کسی اور بات کے طالب ہیں وہ اہل مزدار ہیں' اہل دیدار کو مردار سے کیا واسطہ۔ عبادت الٰہی میں تفرقہ بھی اسی واسطے پڑتا ہے کہ متعدد امور کا خیال دل میں رہتا ہے اور خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ جمعیت اس بات کا نام ہے کہ سب سے منہ پھیر کر واحد حقیقی کے مشاہدہ کا رخ کیا جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسباب کے جمع کر لینے سے جمعیت اور فراغت دلی ہوتی ہے۔ لیکن یاد رکھو اس طرح دائمی تفرقہ میں رہتا ہے اور بعض لوگوں کا یقین ہے کہ اسباب کا جمع کرنا بھی تفرقہ کا باعث ہے۔ اس لیے وہ سب سے قطع تعلق کرتے ہیں

؎ اے دل طلب کمال کن در مدرسہ تا چند
تکمیل اصول و حکمت و ہندسہ تا چند

اے دل تو مدرسہ میں کب تک طلب کمال کرتا رہے گا۔ اصول حکمت اور ہندسہ کی تکمیل کب تک کرتا رہے گا۔

هر فکر بجز ذکر خدا وسوسه دان
شرمے ز خدا بدر ایں وسوسه تاچند

ذکر الٰہی کے بغیر ہر ایک فکر کو وسوسہ سمجھو' تو خدا سے کوئی شرم کر یہ وسوسہ کب تک کرتا رہے گا۔

جواب مصنفہ علیہ الرحمۃ

یہ باطنی خطرات سے جمعیت صاف اور کامل مرشد سے اسم اللہ ذات کے تصور سے عنایت ہوتی ہے۔ کامل مرشد کے وجود میں چار چیزیں کامل ہوتی ہیں۔ اول بعض کی کامل نظر کیمیا اثر ہوتی ہے۔ دوم بعض کی توجہ کامل ہوتی ہے کہ توجہ ہی سے چھ طرفوں کو طالب کے قبضے میں لا سکتے ہیں۔ سوم بعض کی زبان کامل ہوتی ہے کہ جس طرح کہتے ہیں۔ بحکم خدا ویسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ چہارم بعض کا قدم ہوتا ہے جہاں قدم ڈالتے ہیں وہ مکان' شرف المکان بالمکین کا مصداق ہو جاتا ہے۔ ان کا قدم باتولہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ان کا قدم چوم کر ان کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ اسی وقت اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دل دنیا و آخرت میں مرتا نہیں۔

ذکر اور نماز میں وسوسہ شیطان

کیا تجھے معلوم ہے کہ نماز' ذکر یا کسی اور نیک کام کے وقت بہت سے خطرات' خلل' وسوسے اور توہمات پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں کیا حکمت ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان بندگی کی طرف رجوع کرتا ہے تو شیطان اس کے کانوں میں طمع اور حرص کے ڈھول بجاتا ہے۔ پلیدی اور گندگی کی طرف مائل کرتا ہے تاکہ وہ بندگی سے باز آ جائے۔ یعنی طمع' حرص' حسد' غیبت' ہوا' نفاق وغیرہ ہر حیلہ سے اسے باز رکھنا چاہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا دل خانہ پاک کی طرح ہے اور ذکر الٰہی فرشتہ کی طرح پاک ہے اور خطرات بمنزلہ کتے کے ہیں۔ جس گھر میں کتا ہو وہاں سے فرشتہ نکل آتا ہے جیسا کہ لَا یَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ سے ظاہر ہے۔ اگر کوئی دل کے پاک گھر کا دروازہ اچھی طرح

بند کرے تو اس میں خطرات کا کتا نہیں آ سکتا۔ پس خطرات کا علاج یہ ہے کہ اسم اللہ ذات پر نظر رکھے۔ پھر خطرات میں غالب آنے کی قوت نہیں رہتی۔ اہل صفات کے لیے ہزاروں حجاب ہیں۔ لیکن اہل ذات کے لیے کوئی نہیں۔ اہل صفات کا باطن معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے اور الہام باصواب سے خالی رہتا ہے

منکہ در ذات اوشدم فانی   کے بسوئے صفات او بینم

میں جو کہ اس کی ذات میں فانی ہوں اس کی صفات کی طرف کیسے دیکھ سکتا ہے۔

اسم اللہ کے فیضان

واضح رہے کہ جب اسم اللہ ذات کے تصور والا اسم اللہ ذات کے حروف میں مستغرق ہوتا ہے تو اسم اللہ ذات کے ہر حرف کی وسعت زمین و آسمان کے چودہ طبق' عرش' کرسی' لوح اور قلم سے زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ دونوں جہان سے وسیع ہے جو اس وسیع مقام میں آتا ہے۔ وہ معرفت و توحید الٰہی' فنا فی اللہ' بقا باللہ اور تجرید و تفرید کے تمام مقامات سے ایک حرف کے سبب واقف ہو جاتا ہے وہ اہل ذات ہو جاتا ہے۔ اس کا وجود بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے ہر حرف میں محو ہوتا ہے اس کو قیامت کے دن کے محاسبہ کا کیا خوف۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار اللہ تعالٰی کے دوستوں کو نہ ڈر ہے' نہ غم۔

جو شخص اسم اللہ ذات کی معرفت سے محرم ہو جاتا ہے۔ جو کچھ دنیا اور آخرت میں ہے وہ سب کچھ اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔ عارف بظاہر خلقت کے نزدیک ہوتا ہے اور باطن میں انبیاء اولیاء اللہ اہل بہشت کے روبرو۔ ایسے عارف کو عارف باللہ ذات حروف کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ کا بیٹھنا' اٹھنا غرضیکہ ہر کام حکم الٰہی اور نبوی ﷺ سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ان کا ہر حال' قال' عمل' فعل سب معرفت الٰہی سے ہوتا ہے کیونکہ اس کی اصل اسم اللہ ذات کے تصور پر ہوتی ہے۔ ان

کا ہر کام اصل مطلق سے ملا ہوتا ہے۔ خواہ لوگوں کی نگاہوں میں ان کا کام گناہ ہی ہو۔ مگر خالق کی نگاہ میں بالکل راستی پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ کہ سورۂ کہف میں بیان ہوا ہے کہ خضر علیہ السلام نے کشتی توڑی، بچہ قتل کیا اور دیوار کو بنایا۔ جب تنگ آ گئے تو فرمایا: هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ۔

کوئی مخلوق آیت قرآنی سے باہر نہیں

واضح رہے کہ کوئی مخلوقِ تری یا خشکی وغیرہ آیات قرآنی سے باہر نہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (۶-۵۹) اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ خشکی اور تری میں ہے وہ سب کچھ جانتا ہے جب کوئی پتہ گرتا ہے تو اس کا بھی علم اسے ہوتا ہے اور زمین کے اندر تاریکی میں جو دانہ ہے وہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں تمام تر و خشک کتابِ مبین میں ہے۔

حکم الٰہی سے ہر ایک قرآنی آیت میں خاص خاصیت، حکمیت اور درجہ ہے ہر ایک آیت میں حکمت، معرفت، جمعیت، عنایت، ولایت اور ہدایت پوری پوری ہے۔ عارف باللہ ان سب کو جانتا ہے۔ لیکن ناقص اور خام بے خبر ہوتا ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰى: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (۶۲-۲) ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک صاف کرتے اور ان کو کتاب الٰہی اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

ان تمام مراتب احوال، قرآنی آیات اور ارکان ایمان کا تعلق دو چیزوں سے ہے۔ ایک اقرار زبانی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور دوسری تصدیق قلبی، ولی ذکر اور تسبیح سے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (۵۸-۲۲) یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور جنہیں اپنی طرف کی روح

سے مدد دی ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰى: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (۴۹-۱۴) عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہہ دو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ایمان کا تو ہنوز تمہارے دلوں میں گزر تک بھی نہیں ہوا اور اگر تم لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو تو اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کے اجر میں کسی طرح کی کانٹ چھانٹ نہیں کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قلب کی قسمیں

قلب تین طرح کا ہوتا ہے۔ قلب منیب، قلب شہید اور قلب سلیم جیسا کہ حسب ذیل قرآنی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰى: مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ○ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ○ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ○ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ (۵۰-۳۳ تا ۳۷) جو بن دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور دل گرویدہ لے کر آیا ہم ایسے لوگوں کو فرمائیں گے کہ اس (جنت) میں صحیح سلامت داخل ہو جاؤ یہی دن ہمیشہ رہنے کا ہے اس میں ان کے لیے مہیا ہے جو کچھ وہ چاہیں بلکہ ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے ان (کفار مکہ) سے پہلے بہت ایسے تھے جن کو ہم نے ہلاک کیا کہ گرفت میں ان سے سخت تھے جب انہوں نے مصیبت کے وقت تمام شہروں کو چھان مارا تو کہیں بھاگنے کا ٹھکانہ بھی نہ پایا جو صاحب دل ہوئے یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتے ہیں ان کے لیے تو ان باتوں میں کافی نصیحت ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰى: يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ

سَلِیْمٍ ○ (۲۶-۸۸)

اس دن مال اور بال بچے کچھ فائدہ نہ دیں گے مگر وہ فائدہ میں رہے گا جو قلبِ سلیم لے کر آئے گا۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (۳۳-۴)

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے اندر دو دل نہیں بنائے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ○ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ○ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ○ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ○ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ○ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ○ (۲۶-۱۹۲)

اور بے شک یہ قرآن ربّ العالمین کا اتارا ہوا ہے اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ روشن عربی زبان میں اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے اور کیا یہ ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے کہ وہ انہیں پڑھ کر سناتا تب بھی اس پر ایمان نہ لاتے۔

مردہ دل اور زندہ دل

مردہ دل ہمیشہ تاریکی میں رہتے ہیں اور زندہ دل ہمیشہ معرفتِ الٰہی میں غرق رہتے ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط (۲-۲۵۷)

اللہ تعالیٰ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں۔

حدیث: اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ قَلْبٌ مُّنِیْبٌ قَلْبٌ شَهِیْدٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ اَمَّا قَلْبٌ مُّنِیْبٌ ن اَلَّذِیْ یَكُوْنُ فِیْ طَاعَةٍ اَبَدًا وَاَمَّا قَلْبٌ شَهِیْدٌ ن اَلَّذِیْ یَكُوْنُ فِیْ

مَعْرِفَتِ اَسْرَارِ الْعَالَمِیْنَ اَمَّا قَلْبٌ سَلِیْمٌ ن اَلَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ سِوَاءَ اللّٰهِ۔ دل تین قسم کا ہوتا ہے منیب، شہید اور سلیم، منیب جو ہمیشہ فرمانبرداری اور طاعت میں رہے، شہید جو اللہ تعالیٰ کے اسرار کی معرفت میں رہے، سلیم وہ جس میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

دل دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک غلیظ جو خطرات شیطانی، نفسانی اور دنیاوی حوادثات سے پُر ہو وہ مطلق مریض ہے، لا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت اور معرفت سے محروم ہے۔ ہاں اگر خدا کی طرف اخلاص سے آنے اور کسی طبیب القلوب مرشد کی طلب کرے۔ جو ایسے مرشد کی طلب نہیں کرتا اس کے دل کی بیماری دن بدن بڑھتی ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ان کے دلوں میں بیماری ہے پس اللہ تعالیٰ ان کی بیماری کو زیادہ کرتا ہے۔ پس علم فضیلت اور معرفت الٰہی کے لیے مرشد کو وسیلہ قرار دینا چاہیے۔ جو مرشد صاحب تصورِ اسم اللہ ہے وہ دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو ہلاک کرتا ہے۔

دوسرا وہ دل جو ذکرِ الٰہی کے سبب پاک پاکیزہ اور بارگاہِ الٰہی کا برگزیدہ ہوا ایسا دل نورِ الٰہی سے پُر ہوتا ہے۔ ایسے دل والا زندہ قلب ہوتا ہے اور اسے دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے

دل یکے چوں نظر گاہِ ربانی — خانۂ دیو را چہ دل خوانی

دل وہی جس پر اللہ تعالیٰ کی نگاہ رہے تو شیطان کے گھر کو دل کیوں کہتا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ (۶۴-۱۱) جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اس کے دل کو ہدایت ہوتی ہے

از دل بدر کن پیشۂ خطرات را — تابیابی وحدت حق ذات را

تو دل سے خطرات کا پیشہ دور کرتا کہ حق تعالیٰ کی ذات کی وحدت پا سکے۔

اہل ذکر، اہلِ باطن اور صاحب معرفت کے لیے سکر اور مستی سر بسر خامی نقص اور ناتمامیت ہے۔ ایسے لوگ زبان کے عالم پر دل کے جاہل ہیں

دل صفا پر نور اللہ ذات راز — اہل دل را دائمی با حق نماز

صاف دل ذات الٰہی کے نور اور راز سے پر ہوتا ہے۔ اہل دل ہمیشہ حق تعالیٰ کی نماز میں ہوتا ہے

باہو میگوید خام راستی بود وہم از خیال
مست را ہشیار گرد اند وصال

باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خام آدمی کو وہم اور خیال کے سبب مستی ہوتی ہے۔ وصال سے مست بھی ہوشیار ہو جاتا ہے۔

حدیث: اِتَّقُوْا عَالِمِ الْجَاهِلِ قِيْلَ مَنِ الْعَالِمِ الْجَاهِلِ يَا رَسُوْلَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ عَالِمُ اللِّسَانِ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ عالم جاہل سے ڈرو، پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) اس سے کون شخص مراد ہے، فرمایا: جو زبان کا عالم ہو اور دل کا جاہل ہو۔

حقیقی علم چار ہیں!

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ علم چار ہیں۔ جس شخص کو یہ چاروں علم حاصل ہوں اسے فضیلت حاصل ہوتی ہے اور وہی لائق ارشاد ہوتا ہے۔ ناقص مرشد تو فساد کا سرمایہ ہوتا ہے۔ زبان، دل، روح اور سر کا علم جسے اچھی طرح حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ براہ راست لوح محفوظ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ ہر علم میں ستر ہزار نفسانی اور جسمانی حجاب ہوتے ہیں۔ قلبی، روحانی اور سری لامکانی میں اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ علم بڑا بھاری پردہ ہوتا ہے۔ جو شخص ان چاروں علموں کو حاصل کر لیتا ہے وہ معرفت الٰہی میں قدم رکھتا ہے اور پھر انسان انسانیت کے درجے کو پہنچتا ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰى: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ہم نے (انسان) کو معزز کیا۔

بعد ازاں ہر ایک مقام قلب میں آتا ہے اور قلب سے کھلتا ہے۔ قلب اس گوشت کے لوتھڑے کو نہ سمجھو۔ جو پُرخون اور غلیظ ہے۔ بلکہ قلب تو نور الٰہی سے پُر ہوتا ہے۔ جو وہم اور عقل میں نہیں سما سکتا۔ قلب کی تمیز ایک نہایت مرتبہ ہے۔ لیکن اس معزز مرتبہ پر مغرور نہ ہو جانا۔ معرفت الٰہی، غرق فنافی اللہ اور قرب حضور اس سے اگلی منزل ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہم شاہ رگ کی نسبت بھی اس سے زیادہ قریب ہیں۔

الہام مذکور تجلیات ذات کے مشاہدات، حضور، قرب اور معرفت سب کچھ بندے کی شاہ رگ کی نسبت بھی زیادہ قریب ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر ہمکلام ہوتے تھے۔ لیکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود مبارک ہی کوہ طور تھا۔ شہ رگ سے چونکہ نزدیک ہے۔ اس لیے آپ یہیں ہمکلام ہو کر جواب باصواب حاصل کر لیا کرتے تھے۔ یہ یقینی امر ہے کہ امت محمدی ﷺ کے حوصلے بہت وسیع ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تجلی کے ایک قطرہ سے تین دن رات بیہوش رہے۔ جب ہوش میں آئے تو کہا: یا اللہ! میری توبہ میں پہلا مسلم ہوں۔ لیکن عارف اور فقیر کے دل پر ہر ایک لحظہ کے اندر نظر رحمت سے ذات الٰہی کی ستر ہزار تجلیات ہوتی ہیں پھر بھی ان کی حالت نہیں بدلتی۔ اصلی حالت پر قائم رہتے ہیں۔

حدیث: اَلْعُلَمَآءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَآءِ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ۔

میری امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں، ان پر صادق آتی ہے۔

عالم عارف اور فقیر وہ شخص ہے جو علم ظاہری اور باطنی کو اپنے عمل میں لائے فقیر اور عالم عامل ہونا چاہیے نہ کہ علم کا اٹھانے والا جیسے گدھے پر بوجھ لدا ہوا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ عارفوں کا سینہ تجلیات ذات اور ذکر الٰہی کے نور سے ایسا کشادہ اور صاف ہوتا ہے کہ اس میں چودہ طبق سما جائیں تو بھی انہیں معلوم نہ ہو ان کے لیے ایسا ہے جیسے ن کے اندر نقطہ

اے سر تو درسینہ ہر صاحب راز — پیوستہ در رحمت تو برہمہ باز

یا اللہ ہر صاحب راز کے سینہ میں تیرا راز ہے اور سب پر تیری رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔

ہر کس کہ بدر گاہِ تو آید بہ نیاز — محروم زِ درگاہِ تو کے گردد باز

جو شخص تیری بارگاہ میں بانیاز آئے، وہ تیری بارگاہ سے کیسے خالی جا سکتا ہے۔

عارفین کے دل رحمت الٰہی سے وسیع ہیں

کیونکہ رحمت الٰہی اس مین آ سکتی ہے اور وہ رحمت الٰہی میں نہیں آ سکتا۔ نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور دل اللہ تعالیٰ کی نظر گاہ ہے۔ جو شخص دل سے آگاہ ہے اس کا سینہ مقام

ہدایت ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی :فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (۶-۱۲۵) جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے لیکن یہ حالت ان لوگوں کی کرتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی :اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (۳۹-۲۲) تو کیا وہ جس کا سینہ اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کھول دیا ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھولا۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

حدیث: ذِكْرُ اللّٰهِ فَرْضٌ مِّنْ قَبْلِ كُلِّ فَرْضٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ذکرِ الٰہی فرضِ اولین ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

قَوْلُهُ تَعَالٰی: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (۶-۱۲۱) جس ذبیحے پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اس میں سے نہ کھاؤ اس میں سے کھانا نافرمانی ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی: وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اور اپنے پروردگار کی طرف راغب و مائل ہو۔

صدق وشہادت کا دعویٰ

جو شخص صدق، شہادت اور صلاحیت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس آیت کے مطابق سچا ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی :مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (۴-۶۹) نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگ رفاقت کے لئے اچھے ہیں۔ جہاں پر صدق

ہو وہ صداقت کیش فانی اللہ ہوتا ہے۔ یہ فنافی اللہ اور بقا باللہ اس عارف فقیر اور درویش کے مراتب ہیں۔ جو مشاہدہ نور اور تجلیات ذات میں ایسا مستغرق ہو کہ اپنے آپ سے فانی اور معرفت حق سے باقی ہو کیونکہ وہاں نہ رسم رسوم یاد رہتے ہیں نہ ذکر و فکر، نہ صبر و شکر۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی :وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (۱۸-۲۴) تو اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کر جب کہ تو سب کچھ بھول جائے۔ یقین کے یہ مراتب اس کے لیے ہیں جو نفس کے برخلاف ہو۔ جو منصف، حق شناس اور امین ہو وہ اس غرق فی اللہ کے درجے پر پہنچتا ہے اور جب اس درجے پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا نفس شیطان سے جدا ہو جاتا ہے اور دل روح کا سچا اور یقینی وزیر بن جاتا ہے تو نہیں جانتا کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر مقرب ہے۔ ہمیشہ منصوبہ بازی اور غرور و تکبر میں رہتا ہے۔

معرفتِ مولیٰ میں صاحب تصدیق کی یہ علامت ہے جیسا کہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی مجلس میں اولیاء اللہ کا ذکر مذکور رہتا ہے۔ ایک ولی اللہ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے روبرو صدق کے بارے میں کہا۔ وہ شخص صادق نہیں کہلا سکتا جو اپنے آقا کی چوٹ پر صبر نہیں کرتا۔ ایک اور ولی نے صدق کے بارے میں یہ کہا کہ وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں جو اپنے مولیٰ کی ضرب پر شکر نہ کرے۔ تیسرے نے کہا کہ وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں جو اپنے مولیٰ کی ضرب سے لذت حاصل نہیں کرتا۔ حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس قسم کا صدق بچوں کا کھیل ہے۔ جدائی ہے اور مجازی ہے۔ سنو! صدق اس بات کا نام ہے کہ صاحب صدق اپنے مولیٰ کی ضرب پر مشاہدہ رویت ربوبیت کو بھی نہ بھولے۔ لیکن حضرت مصنف علیہ الرحمۃ (سلطان باہو) کی رائے صدق کے متعلق یہ ہے کہ جو مولیٰ کی ضرب پر تصدیق میں فنا نہیں ہوتا وہ صادق نہیں۔ صدق کے معنی یقین ہے۔ یقین یقین سے ہے اور یقین دین محمدی ﷺ ہے۔ یقین سجدہ سے، جو سجدہ کا تارک ہے وہ شیطان لعین ہے، یقین کی شرح ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (۱۵-۹۹) اللہ تعالیٰ کی عبادت کر حتیٰ کہ تجھے یقین (موت) آ جائے

عبادت حق ببر تا وقت مردن　　یقیں شد از یقیں ایمان بردن

مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو۔ یقینی امر ہے کہ تو یقین کے سبب ایمان سلامت لے جائے گا۔

یقین قرآں برد اعمال کردن — یقین آنست کہ خود با حق سپردن

یقین سے قرآن پر عمل نصیب ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا یقین ہے۔

یقین سرمایۂ ایمان نورش — یقین با معرفت قرب حضورش

یقین نور ایمان کا سرمایہ ہے۔ یقین قرب حضور کی معرفت ہے۔

یقین از یک بردیگر نباشد — دوئی شیطان را از دل تراشد

یقین ایک کو چھوڑ دوسرے پر نہیں جانے دیتا اور یقین شیطانی دوئی کو دل سے دور کرتا ہے۔

یقین دیدہ بچشم خود بہ بیند — کہ صحبت عارفاں باہم نشیند

صاحب یقین اچھی نظروں سے دیکھتا ہے اور عارفوں کا ہم نشین ہوتا ہے۔

یقین از حق شود حق راز اللہ — خط درکش بگرد لاسوی اللہ

یقین سے راز الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔ یقین غیر اللہ کے گرد لکیر کھینچ دیتا ہے۔

یقین ببرد حضوری بے ریاضت — یقین شد از یقین صاحب اجازت

یقین بلا ریاضت حضوری میں لے جاتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ انسان یقین سے صاحب اجازت ہو جاتا ہے۔

کسے راشد یقین حق بحاصل — رسد حق الیقین عرفان واصل

جس شخص کو یقین حاصل ہوتا ہے وہ حق الیقین اور وصل و معرفت الٰہی کو پہنچ جاتا ہے۔

اہل کفر و نفاق کو یقین نہیں ہوتا

کفر، حرب، رفض اور نفاق والوں کو یقین نہیں ہوتا۔ یقین اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی سے متعلق ہے۔ یہ لوگ قرآن، نص اور حدیث کے مخالف اور اہل سنت والجماعت کے طریق

کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس واسطے انہیں یقین نہیں ہوتا۔ یقین والے کی یہ علامت ہے کہ اگر ان کے پاس دن کا کھانا نہ ہو اور اسے ایک لاکھ اشرفی دی جائے تو بھی وہ یقین نہیں چھوڑتا۔ اس واسطے کہ ان کے لیے زر و مال سے دین محمدی ﷺ اور معرفت مولیٰ بہتر ہے۔

واضح رہے کہ یقین کے چار حرف ہیں۔ ی، ق، ی، ن، ی سے یگانہ حق بناتا ہے۔ ق سے قرب حق حاصل ہوتا ہے۔ ی سے یکتائے حق بنتا ہے اور ن سے نفس کو حرص و ہوا سے خالی کرتا ہے۔ صاحب یقین اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے۔ وہ اسی کو کافی خیال کرتا ہے۔ یقین میں انسان اللہ کو ہر حال اور قول و فعل میں حاضر و ناظر خیال کرتا ہے اور یہ ہدایت کا انتہائی مرتبہ ہے۔ صدیقوں کا یقین پہاڑ کی طرح ہے۔ وہ نہ کانپتا ہے نہ ہلتا ہے نہ لڑکھڑاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں ثابت قدم ہوتے ہیں۔ لیکن منافق، بے دین اور بد مذہب شیطان لعین کا تابع ہے اور ریت کی مٹھی کی طرح قائم نہیں رہتا

یقین تصدیق دل اقرار از لش — یقین رہبر شود بافیض و فضلش

تصدیق دلی اور اقرار ازلی کا نام یقین ہے۔ یقین اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل کے لیے راہبر ہے۔

یقین پاکش تعلق روح دارد — چو پاکش شد یقین با روح آرد

یقین پاک کا تعلق روح سے ہوتا ہے۔ جب یقین پاک ہو جائے تو روح سے اس کا تعلق ہو جاتا ہے۔

یقین باشد خلاف نفس دائم — یقین با زندگی دل ہست قائم

یقین ہمیشہ نفس کے خلاف ہوتا ہے اور یقین عمل کی زندگی سے قائم رہتا ہے۔

یقین در دل نوشتہ حق نظیرش — نہ حق گردد یقین روشن ضمیرش

یقین سے دل میں نقش حق قائم ہوتا ہے۔ یقین کے سبب انسان کو اللہ تعالیٰ روشن ضمیر بنا دیتا ہے۔

باہو یقین از سہ یقین و از سہ مقامش — زہر سہ یک شود ختم تمامش

اے باہو یقین کی قسمیں اور مقام تین ہیں۔ یعنی جب یہ تینوں ایک ہو جائیں
تو پھر یقین کامل ہو جاتا ہے۔

یقین کی قسمیں

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہیں۔ جن کی تصدیق سے دل آفتاب کی طرح چمکنے لگتا ہے اور ان کی روشنی سے وجود میں سے بے یقینی کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ یقین اس بات کا نام ہے کہ صحت بیماری، سختی اور آسانی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی اکرم ﷺ کی پیروی سے باز نہ آئے اور رجعت کھا کر نفسانی خواہشات میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اس قسم کا یقین ذکر الٰہی کا وسیلہ ہوتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

واضح رہے کہ محبت و معرفت، طلب الٰہی، ذکر، فکر، حضور، مذکور، الہام، باطن، قرب الٰہی اور فنا و بقاء سب کی بنیاد یقین ہے

اصل یقین است یقیں گر شود　　　کار تو از ہفت افلاک بگذرد

یقین جڑ ہے اگر یقین حاصل ہو جائے تو تیرا کام ساتوں آسمانوں سے بھی بڑھ جائے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے غلط کہا ہے کیونکہ ناقصوں کا یقین عرش و کرسی اور لوح و قلم کی طرف لے جاتا ہے۔ اس قسم کا یقین اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وحدانیت سے دور کر دیتا ہے۔ صدیقوں اور عارفوں کا یقین معرفت الٰہی کے مشاہدہ اور مجلس نبوی ﷺ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔

جب مرشد کامل طالب کو اسم اللہ ذات کا تصور بخشتا ہے تو قلب قالب، گوشت پوست، رگ، ہڈیوں کا مغز، روح، سر، تمام اعضاء اور بدن کے ہر ایک بال سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگتی ہے اور یا اللہ یا اللہ کا شور مچ جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ذکر سے ازل، ابد، دنیا اور عقبیٰ کا ہر ایک مقام لقائے الٰہی اور معرفت الٰہی سب کچھ صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ ذاکر کے ابتداء کی حالت ہے۔ جس ذاکر میں یہ صفت نہ ہو سمجھو کہ اس کے وجود میں اسم اللہ اور ذکر اسم اللہ نے اثر

نہیں کیا اس کا ذکر وہمی اور خیالی ہے۔ ذکر باطنی برحق ہے اس پر نکتہ چینی بے جا ہے۔

کیونکہ ذکر الٰہی سے ذاکر کو ایسا استغراق حاصل ہوتا ہے۔ گویا بے جان مردہ ہے۔ روحانی مردہ جو کچھ بھی دیکھے جائز ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مرنے سے پہلے مر جا۔ حدیث: اِسْمُ اللّٰہِ شَیْءٌ طَاھِرٌ لَا یَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاھِرٍ۔ اللہ تعالیٰ کا اسم پاکیزہ ہے وہ پاکیزہ مکان ہی میں قرار پکڑتا ہے۔

جو طالب پہلے ہی روز اسم اللہ اور ذکر اسم اللہ کی تاثیر سے ظاہری اور باطنی تصرف حاصل کرتا ہے۔ اس کے مرشد پر فرض عین ہے کہ چند طالبوں کو خدا رسیدہ بنائے۔ اگر کوئی طالب، لائق معرفت اور وسیع حوصلہ ہاتھ نہ آئے تو یہ نعمت الٰہی اہل اللہ کو بخشے کیونکہ دولت مندی کی دولت مند ہی قدر کرتا ہے۔ غیر اختیاری اور منہ کے بل گرنے والے فقر کے سبب معرفت کی راہ طے نہیں ہو سکتی ہزارہا ناقص طلباء سے ایک عمدہ طالب ہو جائے تو کافی ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

مرشد کامل کون ہے

مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو حسب ذیل چار مراتب دلائے۔ مرتبہ دل جس سے طالب باطن میں اولیاء اللہ کا ہم جلیس ہو۔ مرتبۂ روح جس سے طالب باطن میں انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کی روحوں کا ہم جلیس ہو۔ مرتبہ سر جس سے طالب کو اسرار الٰہی کی معرفت و مشاہدہ نصیب ہو۔ مرتبہ خفی کہ ذکر خفیہ کے سبب اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہ رہے جس شخص کو یہ راہ تحقیقی معلوم نہیں اسے عارف مرشد نہیں کہتے۔

واضح رہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور معرفت کا علم سینے میں آتا ہے تو علم رسم و رسوم سینے سے نکل جاتا ہے اور جو عالم ظاہر اور باطن دونوں رکھتا ہو وہ لائق ارشاد اور صاحب معرفت و وصال ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ علم ظاہری کی طرف سے، حرص، حسد، خود پسندی، تکبر اور حرص و ہوا کا علم مستعار ہے۔ اس علم میں شیطان عالم، فاضل اور قاری ہے۔ لیکن ہدایت اور معرفت الٰہی کے علم سے محروم اور علم استغراق و وصول سے جاہل ہے۔

علم اور عالم کا بیان

تجھے معلوم ہے کہ جب عالم باعمل اور فقیر کامل علم کو روح پر برتتے ہیں تو نفس خراب اور پریشان ہو جاتا ہے۔ عالم روحانی اور عالم نفسانی کی مجلس راس نہیں آتی۔

علم میں تین حرف ع' ل اور م ہیں۔ علم کے معنی جاننا ہے۔ جو شخص علم کو سر سے پکڑتا ہے اور علم کا سَرع ہے۔ علم کے عین سے عین العنایت' عین الولایت' عین الہدایت' عین الوصال' علم الیقین' عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہوتے ہیں۔ علم کا عین خدا رسیدہ بنا دیتا ہے اور باطل سے نکال لاتا ہے اور جو شخص علم کے ل کو پکڑتا ہے۔ ل علم کا حرف وسطی ہے یہ لام لا یحتاج کرتا ہے۔ لام نفی کا بھی ہے۔ اس سے فنائے نفس حاصل ہوتی ہے۔
حدیث: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔

علم شناخت سے شناخت حاصل ہوتی ہے۔ کبھی کوئی جاہل عارف باللہ نہیں ہوا۔ جو علم کے میم کو جانتا ہے۔ اس سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس کی ملاقات اسے نصیب ہوتی ہے جو علم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ نفس و ہوا کے موافق ہے اور وارث انبیاء کے مراتب کو نہیں دیکھتا۔ ایسا شخص ع سے عاق ل سے لا دین اور م سے مردار خوار ہوتا ہے اور نفس مردود کا قیدی اور ہوا و ہوس کے جال میں گرفتار ہوتا ہے۔ ایمان کا سرمایۂ عزت و شرف یہ چیزیں ہیں۔

علم نص' حدیث' فقہ اور مسائل تصوف' فقہ قرآن ہے۔ فقیری کی بنیاد علم فقہ ہے اور فقہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی توحید اور معرفت ہے اور تصوف اور فقہ کی بنیاد ذکر الٰہی میں مشغول ہونا ہے۔ حدیث: لَا یَشْغَلُھُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ طُرْفَۃَ الْعَیْنِ۔ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں ذکر الٰہی سے کوئی چیز ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہیں کر سکتی۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ جو کام بھی کرتے ہیں خلقت کو خوش کرنے اور عزت اور مرتبہ کے لیے کرتے ہیں یا روضہ اور خانقاہ کے لیے۔ وہ کبھی بھی معرفت الٰہی میں

مستغرق ہونے کا رخ نہیں کرتے۔ یہ یقینی بات ہے کہ کامل اور مکمل کے مراتب طیر سیر طبقات غوثیت' قطبیت ہی نہیں بلکہ عرش سے اوپر ستر ہزار اور مقام ہیں۔ حرص و ہوا میں قابو میں لانا خام آدمیوں کا کام ہے اور علم کیمیا اور ننگ و ناموس کے لیے رجوعات خلق اور جن' انسان' وحشی اور پرندوں کو تسخیر کرنا' کشف و کرامات اور دنیاوی درجات میں ترقی کرنا خام آدمیوں کا کام ہے اور علم کیمیاء اکسیر' علم دعوت تکسیر اور دائرہ اور بست در بست نقش پُر کرنا' دائرہ جفر کا پُر کرنا' بادشاہ اور امراء کو اپنے حضور میں لانا اور قید کرنا نادانوں کا کام ہے۔ لیکن اپنے آپ سے فنا ہو کر الا اللہ کی معرفت اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل کرنا مردوں کا کام ہے

ہر کہ باشد پسند خالق پاک　　　ورنہ باشد پسند خلق چہ پاک

جو کام خالق پاک کے پسند ہو بہتر ہے خواہ وہ کام خلقت کو پسند آئے یا نہ آئے کچھ مضائقہ نہیں۔

اللہ والے نرم دل ہوتے ہیں

تجھے معلوم ہے کہ مکھن سے بڑھ کر کوئی چیز نرم اور ملائم نہیں کیونکہ جب ذرا سی گرمی اسے پہنچتی ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح درویشوں' فقیروں اور مومنوں کا دل دوسرے کی گرمی سے جنبش میں آتا ہے یا کسی مومن بھائی کی تکلیف کو دیکھ کر ان کے دل کو ٹھیس لگتی ہے

؎ دل ہمانست کہ از تاب کساں آب شود
ورنہ دیگر دل ہمہ یک مضغہ از آب وگل است

دل وہی ہے جو لوگوں کی گرمی سے پانی ہو جائے۔ ورنہ باقی دل محض مٹی اور پانی کا ایک لوتھڑا ہے۔

؎ دل پُر درد زدردش مے برآید　　　آزار دل کہ اہل از دل نشاید

پُر درد دل کسی کا درد دیکھ کر کڑھتا ہے۔ اہل دل کسی کا دل نہیں دکھاتے۔

دل سنگین سیاہ و سر نجالت　　　برائے معرفت اوکے وصالت

سنگ دل اور شرمندہ دل کب خدا کی معرفت وصال کا رخ کرتا ہے

دل شکستہ مارا کسے درست کند — کہ دل شکستگی خویشتن تخت کند

ہمارے ٹوٹے ہوئے دل کو وہ درست کر سکتا ہے جو پہلے اپنے دل کو توڑ ڈالے۔

شکستگی بدرستی تواں درست کند — شکستگی بہ شکستن کے درست کند

ٹوٹے ہوئے کو درستی درست کر سکتی ہے نہ کہ اور توڑنے سے شکستگی دور ہوتی ہے۔

تو مردہ دل سے بھاگ۔ دل ذکر الٰہی سے زندہ ہوتا ہے۔ دل کی زندگی اسم اللہ میں مستغرق ہونے اور فنا فی اللہ ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ

گر روی عرش اکبر عرش نور — ایں مراتب ناقصا نست بی حضور

اگر تو عرش اکبر پر بھی چلا جائے تو بھی سمجھ لے کہ یہ ان ناقص آدمیوں کا مرتبہ ہے جو بے حضور ہوں۔

در مطالعہ لوح باشی روز و شب — ایں مراتب ناقصانست بی ادب

اگر تو دن رات لوح محفوظ کا بھی مطالعہ کرے تو بھی سمجھ لے کہ یہ بے ادب ناقصوں کا مرتبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگاہ دِل پر ہوتی ہے

عرش، کرسی، لوح محفوظ اور قلم اور ہر مقام ناقصوں کا مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ دل پر ہوتی ہے جو کچھ تو ڈھونڈنا چاہتا ہے دل سے ڈھونڈ اور جو غیر حق ہے اسے دل سے دھو ڈال۔ دل نور الٰہی سے پر ہونا چاہیے نہ کہ خطرات سے۔ اگر دل مشت خاک ہے تو مطلق جہل ہے، وہ مردہ ہے اور مرجھایا ہوا ہے

چرا در زندگی دل نکوشی — چرا زیں شربت شیریں ننوشی

تو کیوں دل کو زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور کیوں یہ میٹھا شربت نہیں

پیتا۔

دل زندہ شود ہرگز نمیرد — دل بیدار شد خوابش نگیرد

دل زندہ ہو کر ہرگز نہیں مرتا۔ جو دل ایک مرتبہ جاگے وہ پھر نہیں سوتا۔

جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ٥ (۲۔۲۶۰) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں التماس کیا کہ یا اللہ! مجھے دکھا تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا تو فرمایا کہ کیا تجھے یقین نہیں عرض کیا یقین کیوں نہیں لیکن میں اپنے دلی اطمینان کی خاطر چاہتا ہوں حکم ہوا کہ چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر (انہیں ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

علم ظاہری و باطنی

وضاح رہے کہ عبودیت، ربوبیت، عبادت، معاملات، مجلس نبوی ﷺ کی حضوری، ذات الٰہی میں مستغرق اور فنا ہونا اور باقی باللہ ہونا ان سب کی بنیاد ظاہری باطنی علم ہے۔ جو شخص علم کے الف سے الفت کرتا ہے اور اس کی کنہ معلوم کر لیتا ہے۔ اسے اس الف سے الفت پیدا ہوتی ہے اور اسی الف سے اسے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ کوئی چیز اس الف سے باہر نہیں کیونکہ الف کے تصور سے دونوں جہان پشت ناخن پر دیکھ سکتے ہیں یا ہاتھ کی ہتھیلی پر کالے دانے کے برابر دکھائی دے سکتے ہیں۔ یہ یقینی امر ہے کہ جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہوں کہ وہ دونوں جہان پشت ناخن پر دیکھ سکے۔ اسے قلم دوات لے کر لکھنے کی کیا ضرورت ہے

خیال خواندن چندیں کتب چراست ترا
الف بس است اگر فہم ایں او است ترا

تجھے اتنی کتابیں پڑھنے کا خیال کیوں ہے۔ اگر تو اس نکتہ کو سمجھے تو تیرے لیے ایک الف ہی کافی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ سلک سلوک دو طرح کا ہے۔ اول طبقات، عرش سے لے کر تحت الثریٰ کے طبقات جو حرص و ہوا والوں کو درکار ہیں۔ اہل حرص و ہوا سالہا سال محنت و ریاضت کر کے تب کہیں انتہائی طبقہ پر پہنچتے ہیں وہ قرب الٰہی کے درجہ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ حرص و ہوا کے طبقات پر نہیں ہوتی۔ وہ تو صاف دل کو دیکھتا ہے اور صاف دل بھی ایسا جسے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہو۔ یہ حضور نور لا مکان میں ہے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچتا ہے وہ رحمان کے موافق اور شیطان کے مخالف ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ شریعت' طریقت' حقیقت' معرفت' ناسوت' ملکوت' جبروت اور لاہوت یہ تمام مقام طبقات حرص و ہوا کے متعلق ہیں اور فقر محمدی ﷺ لامکان وحدانیت ذات اور فنا فی اللہ سے دور ہیں۔ پس طبقات حرص و ہوا اور طبقات فنا فی اللہ والوں کا آپس میں مل بیٹھنا راس نہیں آتا ہے خواہ باطن میں ان مراتب پر پہنچ جائے۔ پھر بھی سر مو شریعت کے خلاف نہیں کر سکتا۔ اگر شریعت کے خلاف کرے تو اس کی حضوری فوراً سلب کر لی جاتی ہے اور اس کی بات خلاف اور جھوٹ سمجھی جاتی ہے اور وہ لاف زن اور شیخی خورا سمجھا جاتا ہے۔

جو شخص ذکر الٰہی' معرفت الا اللہ اور مجلس نبوی ﷺ میں مشغول ہوتا ہے وہ حرص و ہوا والوں اور دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ○ (۱۸-۲۸) تو صبر کیے ان لوگوں کے ساتھ رہ جو اپنے پروردگار کی رضا کی خاطر رات دن عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھ جو دنیاوی زینت چاہتے ہیں اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اس کا کام حد سے بڑھا ہوا ہے۔

اسم اللہ کا تصور سات روز میں پاک وصاف کر دیتا ہے

واضح رہے کہ اسم اللہ کا تصور سات دن کے اندر ساتوں اعضاء کو اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے پانی ناپاک کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔ یہ باطنی معرفت کی راہ اہل علم کو معلوم ہے۔ جاہل یہ راستہ طے نہیں کر سکتا۔ خواہ ساری عمر عبادت اور ریاضت میں پتھر پر سر مارتا رہے۔ وہ معرفت الٰہی حاصل نہیں کر سکتا

علم را دانستہ از تحقیق تر   علم بہتر معرفت فقر فخر

میں نے بالتحقیق معلوم کر لیا ہے کہ علم معرفت اور علم فقر فخری بہتر ہے۔

باہو عالماں را علم باشد پیشوا   از علم محرم شوند عارف خدا

باہو علم عالموں کا پیشوا ہوتا ہے اور عارفانِ خدا علم سے محرم ہوتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ طالب علم طالب مولیٰ نہیں ہو سکتا۔ سوائے امتحان کے خواہ طالب صاحب عیان ہی ہو جائے۔ طالب مولیٰ اگر علم طلب کرتا ہے تو طلب مولیٰ کے لیے۔ عالم فاضل فضیلت کے لیے تحصیل علوم کرتے ہیں۔ علم سے خاص و عام کا سلک سلوک، باطنی کشائش، نکات و دقائق معلوم ہو سکتے ہیں۔ لیکن علم حقیقت کا عالم لائق ارشاد ہوتا ہے۔ جو طالب پروردگار کی طلب میں ہو اور ظاہر و باطن میں ہوشیار ہو۔ یہ مرید بننے کے لائق ہوتا ہے۔ ورنہ جاہل تو ہزارہا ایک دم میں دیوانے کیے جا سکتے ہیں۔ جاہلوں اور عارفوں کو یکساں خیال نہیں کرنا چاہیے۔ جاہل تو گدھے کا بڑا بھائی ہوتا ہے۔ جاہلوں کی مجلس سے ہزار بار استغفار ہے۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ جاہل سے گدھا بہتر ہے کہ بوجھ تو اٹھاتا ہے آدمیوں کے ستانے والے آدمی سے بوجھ اٹھانے والا گدھا اچھا۔ پس معلوم ہوا کہ علماء عامل اور فقیر کامل عارف باللہ ہو سکتے ہیں

علم را آموز اول آخر ایں جابیا   جاہلاں را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

تو پہلے علم کو سیکھ اور پھر یہاں آ کیونکہ حق تعالیٰ کے نزدیک جاہلوں کی کوئی جگہ نہیں۔

علم حق نور است روشن معرفت از دل بجو   ہر چہ باشد غیر حق از دل بشو

علم حق نور روشن ہے تو دل سے معرفت تلاش کر جو غیر حق ہے اسے دل سے دھوڈال۔

حدیث: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامِلَةِ وَعِلْمُ الْمُكَاشِفَةِ۔ علم دو طرح کا ہے۔ علم معاملہ اور علم مکاشفہ۔

اہل جنت و دوزخ کے دو فرقے

پس معلوم ہوا کہ دو فرقے ہیں۔ ایک اہل جنت جو اہل علم ہیں اور معرفت و دیدار الٰہی کے طالب ہیں۔ فَتَنْسَوْنَهَا النَّعِيْمَ اِذَا رَاَيْهَا جب اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے تو بہشت کو بھی بھول جائیں گے۔

دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی نعمت میں بڑی لذت اور نیک بختی ہے یہ نعمت مومن مسلمان نبی اور ولی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو کلمہ طیب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔

دوسرا فرقہ کافروں کا ہے جو اہل دوزخ ہیں

از ہیبت آں دوراہ خوں شد دل من
تا از ہر دوکدام راہ باشد منزل من

ان دونوں راہوں کے خوف سے میرا دل خون ہو گیا ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ کس رستے میری منزل ہوگی۔

حدیث: اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ۔ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ایک فریق بہشت میں اور ایک فریق دوزخ میں۔

یہ ہر دو آیۃ کریمہ اہل اسلام اور اہل کفر کے بارے میں ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: "وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(۳۹-۷۱ تا ۷۵)

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں جہنم کی طرف ٹولیاں بنا بنا کر ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب جہنم کے پاس پہنچیں گے تو ان کے لیے اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور دوزخ کے مؤکل ان سے کہیں گے کیا تم ہی میں کے رسول تمہارے پاس نہیں آئے کہ وہ تمہارے پروردگار کی آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہارے اس روز بد کے پیش آنے سے تم کو ڈراتے تھے، یہ جواب دیں گے کہ ہاں رسول تو آئے اور انہوں نے ڈرایا بھی مگر ہم نے ان کی ایک نہ سنی۔ عذاب کا وعدہ ہم کافروں کے حق میں پورا ہو کر رہا۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو اور ہمیشہ ہمیشہ اس جہنم میں رہو، تو کیا ہی برا ٹھکانا ہے متکبروں کا اور جو لوگ دنیا میں اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کو بھی ٹولیاں بنا بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ بہشت کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے تو ان کے لیے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے تا کہ ان کو کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے تو ان کی بڑی آؤ بھگت ہوگی اور بہشت کے مؤکل ان سے سلام علیک کہیں گے کہ تم خوب رہے تو بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل

ہو اور یہ لوگ کہیں گے خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا اور ہم کو بہشت کی سرزمین کا وارث کیا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں تو نیک عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے اور اے نبی (ﷺ)! اس دن تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے کھڑے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور سب کچھ ہو ہوا کر آخر کار ہر طرف سے یہی صدا بلند ہوگی کہ سب تعریفیں خدا کو سزاوار ہیں جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَهُمْ۔ (۴۷-۱۱) یہ اس واسطے ہے کہ ایمان والوں کا مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے اور کافروں کا مولیٰ کوئی بھی نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ کافر کا نفس بھی کافر، دل بھی کافر اور روح بھی کافر۔ منافق کا نفس بھی منافق، دل بھی منافق اور روح بھی منافق۔ نبی کا نفس بھی نبی، قلب بھی نبی اور روح بھی نبی۔ عارف باللہ کا نفس بھی عارف باللہ، قلب بھی عارف باللہ اور روح بھی عارف باللہ اور سر بھی عارف باللہ ہوتا ہے۔ جب عارف باللہ کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے تو توفیق الٰہی اس کی رفیقہ بن جاتی ہے۔ اس کے وجود میں دل، نفس، روح اور سر سراسر نور ہو جاتے ہیں۔ ہر سوال کا جواب باصواب حاصل کرتا ہے اور اسرار ربانی سے واقف ہو جاتا ہے۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ۔ جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ لَذَّتٌ مَعَ الْخَلْقِ۔ جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے پھر خلقت سے اس کو کسی قسم کی لذت حاصل نہیں ہوتی مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو مردہ دل، غافل اور غفلت آثار اور معرفت پروردگار سے بے بصر ہیں۔

خفیہ ذاکر اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہوتا ہے

جو اپنے آپ کو ذاکر کہتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ذاکر کو انبیاء کی ملاقات اور ان کی مجلس کا شرف حاصل ہوتا ہے اور مشاہدہ ربوبیت میں مستغرق ہوتا ہے اور قرب حضوری اسے حاصل ہوتا ہے۔ اسے ذکر جہر کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے پروردگار کے راز سے ملاقات کرتا ہے۔ حدیث قدسی: اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَكَرَنِیْ ۔ میں اس سے مل بیٹھتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمنشین خفیہ ذاکر ہوتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً۔ اپنے پروردگار کو پوشیدہ اور گڑگڑا کر نہایت عاجزی سے یاد کرو۔

ذاکر میں دو وصف ہوتے ہیں۔ اول دائمی فکر، دوسرے دائمی ذکر۔ ذکر دوام کی دو علامتیں ہیں۔ اول مجلس نبوی ﷺ کا حضور، دوسرے معرفت و معرفت پروردگار کا استغراق۔ فکر تمام کی دو علامتیں ہیں ایک فنائے نفس دوسرے فیض و فرحت روح۔ ذکر نام حضوری کا ہے۔ یعنی اسم اللہ ذات جب ذاکر کے وجود میں اثر کرتا ہے تو اسے اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ اسم اللہ ذاکر پر غالب آتا ہے۔ ذاکر کی نفسانی کثیف جان نکال لیتا ہے اور پاک روحانی جسم سے اسے استغراق حضور میں لے جاتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو سانس کو روک کر اور مردار خوار مرشد کی صورت کا تصور کر کے ذکر کرتے ہیں۔ وہ فنائی الشیطان کو فنا فی الشیخ سمجھے ہوئے ہیں۔ فنا فی الشیخ کی صورت تو ایک لحظہ کے اندر مجلس نبوی ﷺ اور معرفت الٰہی تک پہنچا دیتی ہے۔ ذکر کا تعلق جمعیت سے ہے۔ جمعیت اسے کہتے ہیں کہ مراقبہ کے وقت ذات و صفات کے تمام مقام دکھائی دیں اور ہر ایک مقام سے نور الٰہی کی ہزار ہا تجلیات کا مشاہدہ ہو۔ اسی کو حسنات کہتے ہیں جو حسنات کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ صاحب سخاوت ہوتا ہے۔ ہمیشہ نماز ادا کرتا ہے اور کلمہ طیب کی تلوار سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو قتل کرتا ہے۔ عارف اولیاء اللہ کو نجات ہو جاتی ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: اِنَّ الصَّلٰوةَ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ وَالسَّخَاوَتُ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ نماز سے برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ کلمہ طیب سے برائیاں دور ہو جاتی ہیں اور سخاوت سے برائیاں دور ہوتی ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ۔ (۱۱-۱۱۴) صبح شام اور رات کو نماز ادا کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

یہ مراتب بھی عارف باللہ فقیر کے ہیں۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آنکہ او را لقمہ شد نور جلال ہر چہ خواہد تا خورد او را حلال

جس کی قسمت میں نوری لقمہ ہو وہ جو کچھ بھی کھائے وہ حلال ہوتا ہے۔

آنکہ جز ماہی ز آبش سیر شد آنکہ بے روزی است روزش دیر شد

وہ جو مچھلی کے بغیر اس کے پانی سے سیر ہو گیا۔ جو بے روزی ہے اس کی روزی میں دیر ہوتی ہے۔

جواب مصنف علیہ الرحمۃ

در حلق عارف رود لقمہ حلال زانکہ عارف دائمی باحق وصال

عارف کے حلق میں حلال لقمہ جاتا ہے۔ اس واسطے کہ عارف کو دائمی وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

وحدتِ حق آب عارف آب جو آب جو در آب گم شد آب کو

وحدتِ حق بمنزلہ دریا ہے اور عارف بمنزلہ پانی۔ ندی کا پانی دریا میں گم ہو جاتا ہے۔ پانی کہاں۔

ماہی در آب است و از آب بے خبر از جدائی آب ماہی جاں بدر

مچھلی پانی میں ہے اور پانی سے بے خبر ہے۔ پانی سے جدا ہو کر مچھلی کی جان نکل جاتی ہے۔

عارفاں بسیار گویند عارفم معرفت را کے سند ایں اہل غم

بہت سے عارف کہتے ہیں کہ ہم عارف ہیں۔ یہ اہل غم معرفت کب حاصل کر سکتے ہیں۔

معرفت نوریست سر راز نور آفتاب معرفت عالم ظہور

معرفت نور ہے اور سر راز بھی نور ہے۔ معرفت کے آفتاب سے ہی جہان کا ظہور ہے۔

فقیر الٰہی مالک الملک ہے

یہ خدمات جو دائمی درجات ہیں۔ ولی اللہ صاحب توفیق، اہل اللہ عارف باللہ ذات کے لیے ہیں۔ وہ فقیر چاہے تو کسی کو بہشت میں بادشاہی تخت پر بٹھائے اور اس کی نوازش کرے۔ خواہ کسی کو معزول کرے اور پھینک دے۔ وہ بادشاہ جو دار الحرب کا قاتل ہو۔ اہل اللہ کو چاہیے کہ باطنی لشکر سے اس کی مدد کریں۔ فقیر لوگ معرفت کی رفاقت سے ایسے بادشاہ کو عالمگیر کا مرتبہ بخشتے ہیں اور عرب و عجم اس کے قبضے میں دے دیتے ہیں

حمایت را کہن دامانِ درویش ز صد سدِّ سکندر در بیش

حمایت کے لیے درویش کا پرانا دامن، سینکڑوں سد سکندری سے زیادہ ہوتا ہے۔

وہ شخص درویش کے مراتب کے لائق ہوتا ہے جو دن رات اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ درویش ہی ہے جو ایک دم بھی ذکر خدا سے غافل نہ ہو۔ اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ كُلُّ نَفَسٍ یَّخْرُجُ بِغَیْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَیِّتٌ۔ سانس کی مقدار مقررہ ہے جو سانس بغیر ذکرِ الٰہی گزرے وہ مردہ ہے۔

نیز درویش اسے کہتے ہیں کہ ہمیشہ ظاہری نظروں سے لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا رہے۔ فقیر لوگ ایسے شخصوں کو نجم کہتے ہیں، فقیر کا مرتبہ یہ ہے کہ سوائے معرفت توحید کے مخلوقات کی طرف نہ دیکھے، نقر معرفت الٰہی کو کہتے ہیں۔ خواہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ تقلید ہی ہو لیکن حقیقت میں وہ توحید ہے۔ بعض کا مرتبہ یہ ہے کہ لوگوں کی نگاہوں میں صاحب عزت و جاہ ہوتے ہیں اور اہل توحید معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مردہ دل اہل تقلید ہوتے ہیں۔

ذکر کی قسمیں

واضح رہے کہ ذکر چار طرح کا ہوتا ہے۔ زبانی، قلبی، روحی اور سرّی۔ زبانی سے زبان تلوار ہو جاتی ہے۔ قلبی سے دل میں محبت الٰہی کا ایسا داغ پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے الفت اور محبت ہی نہیں کرتا۔ اس کا دل ذکر تصدیق سے زندہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص زندگی اور موت دونوں حالتوں میں نہیں مرتا۔ روحی سے انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کی روحوں کی دائمی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ نفسانی اور روحانی ذاکروں کا آپس میں مل بیٹھنا درست نہیں۔ سرّی ذکر سے ظاہر و باطن میں تجلیات کا مشاہدہ بارش کے قطروں کی طرح برستا ہے۔ جب چاروں ذکروں کا مجموعہ یکبارگی کھل جاتا ہے تو عارف باللہ اور فقیر خاکسار ہو جاتا ہے۔

عارفانے غرق فی اللہ با خدا　　　　باہو خاکسارم جاں سپارم با خدا

باہو میں خاکسار ہوں اور خدا پر جان قربان کرتا ہوں۔ میں غرق فی اللہ با خدا عارف ہوں

؎ خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

جہان کے خاکساروں کو چشم حقارت سے نہ دیکھ تو کیا جانتا ہے کہ اس گرد میں کوئی سوار ہو۔

فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں جو وحدانیت میں ایسا غرق ہو جس طرح انگاری میں آگ یا طعام میں نمک یا پانی دودھ میں۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو نفس پر حکمران ہے، روشن ضمیر ہے اور فنا فی اللہ فقیر ہے۔

فرمان رسول ﷺ فقر میرا فخر ہے

تجھے معلوم ہے کہ جناب سرور کائنات ﷺ معرفت و توحید کی دوستی سے فقیروں کو زیادہ پیار کیا کرتے تھے اور فقر کو اپنا فخر سمجھا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے:

"اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ" فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فقیروں کی عزت میں فرمایا: سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ۔ فقیروں کا خادم قوم کا سردار ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقر کو عزت اور فخر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ اسی واسطے فرمایا ہے کہ فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقیروں کو صرف اللہ ہی کفایت کرتا ہے اور بس۔

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں یا حاسد ہے یا منافق یا اہل غیبت نفس کی قید میں ہے۔ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ۔ غیبت زنا سے بھی بری ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر آئینہ کی طرح روشن ہوتا ہے۔ اس کا باطن صاف ہوتا ہے اور اس سے چہرہ نظر آتا ہے۔ جو شخص آئینہ دیکھتا ہے اس سے اپنا اصلی رنگ نظر آتا ہے۔ یقین ہے کہ تمام انسان اپنے حالات پر فخر کرتے ہیں۔ کوئی کلام الٰہی پر فخر کرتا ہے۔ کوئی وصال معرفت اور قرب الی اللہ پر قال سے وصال ہوتا ہے۔ علم قال کے بغیر وصال زوال میں ہے۔ یہ یقین ہے کہ علم قال کا عالم علم پر ناز کرتا ہے اور فقیر صاحب وصال اسم اللہ ذات کے تصور سے نفس کو قتل کرتا ہے تو معرفت الٰہی کے علم کی جستجو کر۔ تکبر اور حرص و ہوا پر مغرور نہ ہو کیونکہ علم ہی سے معرفت الٰہی اور استغراق حضور حاصل ہوتے ہیں۔ علماء جو زبان سے کام لیتے ہیں۔ ان کا مرتبہ قال ہے اور فقیر جو خاموش ہیں۔ انہیں تمام مراتب حاصل ہیں۔ جب قلب ذکر الٰہی کے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو زبان بالکل خاموش ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں عارف باللہ ایک دم میں اللہ تعالیٰ سے الہام ذکر مذکور سب کچھ حاصل کرتا ہے اور اسے استغراق کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اذکار میں رہے اس کے لب بند ہو جاتے ہیں۔ وہ حرص و ہوا کے متعلق کوئی بات نہیں کرتا۔ عارف اہل خاموش ہوتے ہیں۔ خاموشی میں ستر ہزار حکمت ہے اور ہر حکمت میں ستر ہزار حکمت ہے۔ یہاں حکمت سے مراد معرفت الٰہی ہے۔

حدیث: لَا تَکَلَّمْ کَلَامُ الْحِکْمَۃِ عِنْدَ الْجُھَّالِ۔

جاہلوں کے پاس حکمت کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

حدیث: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ

جس نے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

بعض مردہ دل بھی خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ لیکن ان کی خاموشی مکر وفریب اور محض تقلید ہے۔ بعض کی خاموشی معرفت الا اللہ سے ہوتی ہے۔ ہم نشینی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ خاموشی توحید ہے یا تقلید سے ہے اور گویائی عقل سے ہے یا صفائی سے۔

واضح رہے کہ بعض عارف مفلس اور گداگر ہوتے ہیں۔ جو بظاہر خلق میں مشغول ہوتے ہیں۔ لیکن باطن میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن ہیں۔ جس طرح دودھ سے دہی اور دہی سے مکھن حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر مکھن کو دہی یا دودھ میں ڈالیں تو وہ ان میں نہیں مل سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت والے دنیا کے ساتھ پھر نہیں مل سکتے۔

مراقبہ کی کیفیت

صاحب مراقبہ کو دائمی حضوری ہوتی ہے۔ مراقبہ کے مراتب بہت بڑے ہیں۔ مراقبہ سے سیدھی راہ، راہ محمدی ﷺ ہاتھ آتی ہے۔ مراقبہ والے پر اہل مراقبہ کا لفظ اس وقت تک عاید نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسم اللہ ذات کے تصور سے آور دو برد نہ کرے۔ مراقبہ کے خاص الخاص درجے ہیں اور اس کی بنیاد اسم اللہ ذات ہے۔ صاحب مراقبہ ذکر، فکر اور تسبیح سے باطن میں خواب کے اندر یا مراقبہ میں معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ مجلس انبیاء اور مجلس اولیاء رحمۃ اللہ علیہم میں پہنچ کر ہر ایک سے ملاقات کرتا ہے۔ جس صاحب مراقبہ میں ذیل کے دو وصف نہیں اس کا مراقبہ غلط ہے۔ اسے مراقبہ کی راہ ہی معلوم نہیں۔ مراقبہ انسان کو نفس و شیطان سے محفوظ رکھتا ہے اور شیطانی وسوسے اور خطرات کو پاس نہیں آنے دیتا۔ منزل بمنزل معرفت الا اللہ اور مجلس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا دیتا ہے۔ اگر صاحب مراقبہ کی یہ کیفیت ہو تو سمجھ لو کہ ٹھیک ہے۔ ایسا شخص جب چاہے حضوری میں حاضر ہو سکتا ہے۔ اس کو عارف باللہ کہتے ہیں۔ ایسے شخصوں کو خاتمہ بالخیر مبارک ہو۔ ان کا باطن معمور اور آباد ہوتا ہے۔

تین چیزیں ایسی جو کبھی چھپ نہیں سکتیں

واضح ہو کہ تین چیزیں چھپی نہیں رہ سکتیں۔ خواہ انہیں ہزاروں پردوں میں چھپایا جائے۔ آفتاب، مشک عطر معطر، دین محمد ﷺ اور معرفت الا اللہ عارف باللہ۔ جو شخص مراقبہ میں یا خواب میں بہشت میں داخل ہو کر بہشتی کھانا کھائے اور بہشت کی ندیوں کا پانی پئے اور حضور وقصور کو دیکھ لے۔ جب وہ خواب یا مراقبہ سے نکلتا ہے تو اسے کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بھوک' پیاس اس کے وجود سے نکل جاتی ہے۔ اس کی آنکھ میں عمر بھر نیند نہیں آتی۔ خواہ ساری عمر نیند کا انتظار کرتا رہے۔ ایک ہی وضو سے تمام عمر گزار دیتا ہے۔ اس کے وجود میں توفیق کی ایسی قوت ہو جاتی ہے کہ دن رات سربسجود رہتا ہے اور دن بدن موٹا ہوتا جاتا ہے۔ اگر ظاہر میں کچھ کھاتا پیتا ہے تو محض ملامت خلق کے ڈر سے اسے گرمی جاڑا برابر ہوتا ہے نہ گرمی اچھی لگتی ہے نہ سردی۔ یہ بھی درویش کا ادنیٰ درجہ ہے۔ فقیر کو ان مراتب سے شرم وحیاء آتی ہے۔ یہ بات فقر محمدی ﷺ سے بعید ہے۔ یہ بھی نفس و ہوا کے سبب سے ہے۔ مراقبہ یا خواب میں اللہ تعالیٰ کے لقاء سے مشرف ہوتا ہے۔ جس کی مثال نہیں دے سکتے۔ اس کے وجود میں اسم اللہ ذات کے تصور اور ذکر الٰہی کے سبب سے محبت ہوتی ہے۔ اس سے ایسی آگ پیدا ہوتی ہے اور جلالیت اور جذب ایسا ہوتا ہے کہ دن رات عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ نفس پر قہر وغضب کرتا ہے۔ بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے شریعت کی کوشش کرتا ہے اور یہ پڑھتا ہے۔ تَفَكَّرُوْا فِيْ نِعْمَاتِهِ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهِ

اس کی نعمتوں کے متعلق غور وخوض کرو' اس کی ذات کے متعلق سوچ بچار نہ کرو۔

نعمت عظمیٰ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید ہے۔ جسم و جوہر صورت اللہ کے متعلق غور و فکر نہ کر کیونکہ وہ بے مثل اور بے مثال ہے۔ ذاکر کا وجود بمنزلہ ایندھن اور ذکر بمنزلہ آگ ہے۔ جس طرح آگ سے ایندھن جلتا ہے۔ اسی طرح ذکر سے ذاکر کا وجود جلتا ہے۔ اگر اس جلالیت حضوری کی آگ کا ایک ذرہ زمین وآسمان کی طرف نظر کرے تو جل کر راکھ ہو جائیں۔ آفرین ہے ان شخصوں کی ہمت پر جو جلتے ہیں اور دم نہیں مارتے اور یہ آگ قیامت تک ان کے بدن سے جا نہیں سکتی۔ اس ریاضت سے سخت اور کوئی ریاضت نہیں۔

بعض تو ان مراتب پر پہنچ کر کافر اور مشرک ہو جاتے ہیں۔ بعض دیوانہ مجنوں اور مجذوب جو اس بوجھ کو سہار لیتا ہے وہ شریعت میں باخبر اور ہوشیار ہوتا ہے۔ خلقت کو نہیں ستاتا۔ ہزارہا مجذوب اس آگ میں جل گئے ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ معرفت الٰہی کے آب رحمت سے سرد ہوا ہو اور محبوبیت کے مراتب کو پہنچا ہو۔ یہ قال میرے حال پر درست ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

زمین و آسمان اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہیں

تجھے معلوم ہے کہ زمین و آسمان کے طبقات بغیر ستون کے کھڑے ہیں۔ یہ سب اللہ ذات کے ادب کے سبب کھڑے ہیں اور قیامت تک اسم اللہ ذات کی طرف متوجہ رہیں گے۔ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۵۹-۲۴) جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے سب سبحان اللہ پکارتے ہیں وہ غالب اور صاحب حکمت ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ (۳۳-۷۲) بے شک ہم نے امانت زمین و آسمان اور پہاڑوں کے پیش فرمائی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے عجز ظاہر کیا لیکن انسان نے اسے اٹھالیا بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے

اسم اللہ بس گرانست بس عظیم　　　ایں حقیقت یافتہ نبوی ﷺ کریم

اسم اللہ ذات بہت ہی بھاری ہے۔ یہ حقیقت جناب سرور کائنات ﷺ کو معلوم ہوئی ہے۔

خواب و مراقبہ

خواب اور مراقبہ کے حالات ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن خواب سے مراقبہ

زیادہ قوی ہوتا ہے کیونکہ لوگوں کے شور و غوغا سے انسان خواب سے جاگ سکتا ہے۔ لیکن جس پر مراقبہ غالب آئے اور وہ واحدانیت کے مقام مشاہدہ پر پہنچ جائے اور نور ذات میں غرق ہو جائے۔ ایسے مراقبہ والے کا اگر سر بھی بدن سے جدا کر دیا جائے تو بھی اسے خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا کہ مراقبہ بمنزلہ موت ہے۔ مراقبہ نور حضور میں غرق کرتا ہے۔ مراقبہ حضور سے جواب با صواب ملتا ہے۔ مراقبہ میں راز الٰہی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اس پر راضی ہیں۔ نفس مطمئنہ والے راضی خوشی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مراقبہ محرم اسرار الٰہی ہے۔ جب مراقبہ کے لیے بیداری اور خواب یکساں ہے۔ خواب میں بھی ہوشیار رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو دیکھنے سے استغفار کرتا ہے۔ مراقبہ سے محبت و معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ محبوں اور محققوں کے نصیب ہوتی ہے۔ مردہ دل مردود مراتب مراقبہ سے محروم رہتے ہیں۔ مومنوں کے لیے نبوی ﷺ حضوری معراج ہے۔ اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ نماز مومنوں کی معراج ہے کوئی نماز دل کی حضوری بغیر منظور نہیں۔

مراقبہ اور معرفت عارف باللہ کے لیے دو پر اور بازو ہیں کیونکہ ہمیشہ اس کی نگاہ مولیٰ پر رہتی ہے

عارفاں را نظر باشد براللہ　　　لعنتی برمال ونیا عز و جاہ

عارفوں کی نگاہ ہمیشہ خدا پر ہوتی ہے اور لعنتی لوگ ہمیشہ دنیاوی مال اور عزت و مرتبہ کے خیال میں رہتے ہیں۔

خواب اور مراقبہ چھ طرح کے ہوتے ہیں

بعض کو خواب اور مراقبہ اسم اللہ کے تصور سے ہوتا ہے، یہ رحمانی ہے۔ بعض کو تلاوت قرآنی اور اسمائے سبحانی کے وردوظائف سے انبیاء اور اولیاء کے لیے' یہ روحانی ہے۔ بعض کو خواب اور مراقبہ راگ رنگ شراب نوشی اور بدعت گمراہی سے ہوتا ہے، یہ شیطانی ہے۔ بعض کو خواب اور مراقبہ' حرص' حسد' غیبت' خود پسندی' تکبر' ریا اور دنیا کے سبب ہوتا ہے، یہ

پریشانی ہے۔ بعض کا خواب اور مراقبہ غصہ، غلاظت کے سبب ہوتا ہے۔ یہ ہوائے نفسانی ہے۔ بعض کا خواب اور مراقبہ فرشتوں یا جنوں اور مؤکلوں کا ہوتا ہے یہ حالات معلوم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے یہ بھی نادانی ہے۔

اصل میں خواب و مراقبہ دو طرح کا ہوتا ہے

بعض کا مراقبہ خیال کا یہ مردہ دل' سیاہ' ناسوتی لوگوں کا ہوتا ہے۔ اس میں حیوانات' وحشی' پرندے' چیونٹیاں' سانپ' گائے' گدھا اور اونٹ وغیرہ دیکھتا ہے۔ یہ دنیاوی محبت کے واسطے کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا مراقبہ کرنے والا سیاہ دل اور معرفت الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔

دوسرا مراقبہ وصال اور معرفت الٰہی کا۔ یہ وہ لوگ کرتے ہیں جو صاحب ذکر و فکر ہوتے ہیں۔ صاحب تلاوت و وردو وظائف' صاحب صلوٰۃ اور صاحب ذات و استغراق ہوتے ہیں۔ اس سے فنا فی اللہ بقا باللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض لوگ جو مراقبہ میں ندی کا پانی' باغ' حور و قصور دیکھتے ہیں یا خواب میں نماز پڑھتے ہیں۔ کعبہ کی زیارت کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے حرم کی زیارت کرتے ہیں۔ یہ اہل تقویٰ اور اہل جنت اور علمائے باعمل کا مرتبہ ہے یا خواب اور مراقبہ میں دریا کے پانی میں کھیلتے ہیں اور پھر یہ چھوڑ کر سیر و طیر کرتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں اور مجلس محمدی ﷺ میں ہمیشہ حاضر رہتے ہیں اور نور توحید و معرفت کے دریا میں غوطہ لگاتے ہیں۔ یہ مراتب فقیر کامل اور عارف باللہ کے ہوتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ خواب کا مرتبہ تعبیر ہے اور مراقبہ کا مرتبہ روشن ضمیر ہے۔ لیکن عارفوں کو نہ مراقبہ کی ضرورت ہے نہ خواب کی کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ایک دم میں ہزار ہا الہام ہوتے ہیں اور جناب سرور کائنات ﷺ سے پیغام سنتے ہیں اور قرب حضوری کے سبب جواب با صواب پاتے ہیں۔ جن کا باطن صاف ہے ان کو مراقبہ خواب یا استخارہ کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نفس امارہ کو مار ڈالنے کے سبب دونوں جہان کو دیکھ سکتے ہیں کیونکہ عارف باللہ لوگوں کی نگاہ ہمیشہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہوتی ہے اور انہیں مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل

ہوتی ہے۔ یہ مراتب قرب انہیں اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

خواب اور مراقبہ کے پانچ مرتبے اور پانچ مقام ہیں۔ بعض ان پانچوں میں کامل اور عامل ہوتے ہیں۔ بعض تمام مقاموں سے بے خبر اور ناقص ہوتے ہیں۔ صاحب ازل کا مقام رجاء (امید) ہے۔ ایسا آدمی جو کچھ خواب یا مراقبہ میں دیکھتا ہے ذکر روح کی برکت سے روحانیت سے دیکھتا ہے۔ صاحب ابد کا مقام خوف کا ہے۔ ایسا شخص جو کچھ دیکھتا ہے مقام ابد سے ریاضت' نوافل' نماز سے دیکھتا ہے۔ صاحب دنیا ناسوت جو کچھ دیکھتا ہے دنیا میں شامت نفس سے دیکھتا ہے یہ لوگ مردے' اہل دنیا ہوتے ہیں۔ صاحب عقبیٰ جو کچھ دیکھتا ہے قلبی ذکر و فکر کے سبب مقام عقبیٰ سے دیکھتا ہے۔ صاحب معرفت مولیٰ' اس کے مراتب سب سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ یہ جو کچھ دیکھتا ہے مقام توحید لامکان اور سر اسرار سبحان' معرفت قرب' حضوری' عنایت' ہدایت اور جمعیت سے بہ سبب ذکر سری کے دیکھتا ہے۔ پس عارف باللہ اسے کہتے ہیں جو اپنے طالب پر اسم اللہ ذات کے تصور سے پانچوں مقام ظاہر کرے اور ایک قدم ایک دم میں بلا ریاضت و محنت عطا کرے۔ کامل مرشد اس قسم کا ہونا چاہیے ورنہ ناقص مرشد سے تو تلقین لینا ہی حرام ہے

دستِ مردے گیر تا مردے شوی   جز بمرداں نیست راہ رہبری

تو کسی مرد کا ہاتھ پکڑ تا کہ تو مرد ہو جائے کیونکہ مردوں کے سوا کوئی رہبری نہیں جانتا۔

مردِ مرشد می رساند ہر مقام   مرشدِ نامرد طالب زد تمام

جو مرشد مرد ہے وہ ہر ایک مقام پر پہنچا سکتا ہے۔ نامرد مرشد کا طالب بھی خام ہی ہوتا ہے۔

اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے، اگر تو نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

گر بخواہی خوش حیاتی نفس را گردن بزن
یا رضائے دوست بگزیں باہوائے خویشتن

اگر تو عمدہ اور خوش زندگی چاہتا ہے تو نفس کو قتل کر یا دوست کی رضامندی پسند

کر یا اپنی خواہش۔

نفس کی ہزاروں خواہشیں

واضح رہے کہ نفس کے تیس ہزار ساٹھ سر ہیں اور ہر سر میں تیس ہزار ساٹھ خواہشیں ہیں۔ جن کے سبب معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر لیتا ہے اور ہر ایک خواہش میں ستر ہزار مستی اور تکبر ہے اور یہ ہر ایک مستی شراب کی مستی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اگر تمام شیطان اکٹھے کئے جائیں تو بھی نفس کی دیوانگی کے شاگرد ہیں۔ ہر ایک شیطان کے گرد نفس امارہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اگر ایک دن کی ریاضت سے نفس کا ایک سر کٹے تو تیس ہزار ساٹھ دن درکار ہیں۔ تب نفس قتل ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا کرے تو پھر لائق ارشاد ہے۔ ایسا کرنے سے باادب طالب معرفت کے ابتدائی مراتب حاصل کرتا ہے۔ لیکن عارف باللہ مرشد غازی مرد ہے۔ جو اسم اللہ کے تصور سے نفس کے تمام سر یکبارگی جدا کر دیتا ہے اور اس کی لڑائی سے بالکل محفوظ اور بے خوف ہو جاتا ہے

نفس را گردن بزن باتیغ ذات — نفس کشتہ باز کے گردد حیات

اسم اللہ ذات کی تلوار سے نفس کی گردن اڑا۔ مرا ہوا نفس پھر کیسے زندہ ہو سکتا ہے۔

عالم باعمل، فقیر کامل اور عقل مند آدمی وہ ہے جو نفس کے سرکش گھوڑے کو میدان تعلیم میں ہمت کے چوگان سے عین العیان کی باگ سے سدھائے یا یہ کہ نفس کو بچے کی طرح معرفت کے مدرسہ میں ایسی تعلیم دے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے واپس نہ آئے۔ تجھے معلوم ہے کہ ہر ایک مصیبت سے سخت، ہر دشمن سے طاقتور جانی اور ایمانی دشمن انسان کے وجود میں نفس ہے۔ چونکہ نفس وجود میں غائب ہے۔ اس لیے غائب کو غیب ہی کی راہ سے دریافت کر سکتے ہیں۔ ظاہری ریاضت سے نفس نہیں مرتا۔ ہاں اس بات کے لیے کوئی عارف باللہ ولی ہونا چاہیے۔ نفس کا پہچان لینا آسان کام ہے۔ لیکن نفس کو رفیق شفیق بنانا اور اسے توفیق حق کا دلانا بہت مشکل ہے۔ جب نفس کو توفیق حاصل ہو جاتی ہے اور رفیق حق ہو جاتا ہے تو نفس قلب ہو جاتا ہے۔ قلب روح اور روح سر ہو جاتا ہے۔ پس اصل ایک ہے۔

عارف باللہ مرشد طالب کو پہلے دن چار چیزیں عنایت کرتا ہے

اول قلب کی صفائی سے ذکر، دوسری قرب الٰہی سے معرفت، تیسری انتہائی مراتب کی دعوت، چوتھی مجلس نبوی ﷺ۔ لیکن ان باتوں پر بھی مغرور نہ ہونا کیونکہ قرب وصال ابھی آگے ہے۔ بعض طالبوں کو حضور خیال خام اور وہم اور خطرات سے ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ مبتدی کو ذکر وفکر سے ہے۔ تجلیات کے مشاہدات اور جمعیت اسم اللہ ذات سے ہے۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو ہیں تو مقام زوال میں لیکن خیال کرتے ہیں کہ ہمیں وصال حاصل ہے۔ معرفت ذکر فکر سے نہیں اور حضور میں مذکور نہیں۔ معرفت تو صرف غرق سے ہے اور غرق حضور سے بھی آگے ہے کیونکہ حضور کو جدائی ہو سکتی ہے۔ لیکن غرق فی التوحید کو نور خدا حاصل ہوتا ہے

غرق را داند شناسد اہل غرق — ہر کہ ایں جا میرسد از جملہ فرق

غرق کو اہل غرق ہی جانتے پہچانتے ہیں، جو اس مقام غرق پر پہنچتا ہے وہ ماسوئی اللہ سے جدا ہوتا ہے۔

جیم جملہ و از جدائی کے جمال — از جمال حق بہ بیں زاں غرق حال

تمام مشغول ہونے اور جدائی سے جمال کب ہو سکتا ہے۔ غرق حال ہو کر جمال حق دیکھ۔

جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ شریعت میں محو بدعت اور لہو ولعب سے بیزار ہوتا ہے۔ مرد وہ ہے جو کشتی گیر مردوں سے میدان معرفت میں کشتی لڑے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جناب پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں چار لشکر تھے۔ جس کے پاس یہ چار لشکر نہیں وہ ولائتیں فتح نہیں کر سکتا۔ وہ چار لشکر یہ ہیں دو ظاہری ایک بہادر آدمیوں کا۔ دوسرا اخلاق محمدی ﷺ، دو باطنی لشکر ہیں۔ ایک انبیاء اور شہداء کی روحوں کا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور باطن صفاء فقراء کا۔ یہ چاروں ظاہری باطنی لشکر ظل اللہ اہل اللہ کی امداد کے

لیے خدا اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے تیار ہیں۔ تمام زمین درویشوں کے قدم کی برکت سے آباد ہے۔ جو درویشوں کا منکر ہے۔ وہ دونوں جہان میں پریشان ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ درویش صحیح معنوں میں درویش ہو۔

یہ کتاب اسم اللہ اور وحدانیت اللہ کے معمہ کا حل ہے۔ یہ کتاب عکس معکوس ہے یہ کتاب اسم اللہ ذات کی طلسم کشا ہے۔ معمہ کو صاحب معمہ ہی حل کر سکتا ہے۔ عامل کے سوا پارہ کشتہ نہیں ہوتا اور کامل کے سوا دعوت رواں ہاتھ نہیں آتی۔ بیدار مغز معرفت و دیدار الٰہی کے لائق ہوتا ہے

نہ ہر سر بود لائق بادشاہی — نہ ہر دل تواں گفت گنج الٰہی

نہ ہر ایک سر بادشاہی کے لائق ہوتا ہے۔ نہ ہر ایک دل کو الٰہی خزانہ کہہ سکتے ہیں

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

باطنی علم مکھن ہے اور ظاہری علم دودھ۔ بغیر دودھ کے مکھن اور بغیر پیر کے پیر کیسے ہو سکتا ہے۔

ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد میں ہو اور اس سے خوش رہو۔

مرا ز پیر طریقت نصیحتے یاد است — کہ غیر یادِ خدا ہرچہ ہست برباد است

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ یادِ خدا کے بغیر جو کچھ ہے برباد ہے۔

اے طالب تو راستی اختیار کر!

اے طالب! تو راستی اختیار کر اور غلط غلیظ کو چھوڑ دے۔ یعنی بعض شخصوں کا باطن غلطی پر ہوتا ہے اور ظاہر صحیح۔ ظاہر میں وہ تلاوت قرآنی ورد وظائف اور تسبیح میں خود پسندی اور ریا سے مشغول ہوتے ہیں۔ یاد رکھو ریا کفر سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔ بعض کا ظاہر غلط ہے اور باطن صحیح۔ ایسے آدمی معرفت الٰہی میں غرق اور مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے

ہیں۔ بعض کے ظاہر اور باطن دونوں صحیح اور بعض کے ظاہر اور باطن دونوں غلط اور خراب ہوتے ہیں۔ جن کا ظاہر و باطن صحیح ہے۔ وہ اہل مراقبہ اور صاحب استغراق ہیں۔ بغیر غرق کے حسب ذیل بارہ غین دور نہیں ہوتے۔

(۱) غلط (۲) غل (۳) غش (۴) غلیظ (۵) غیبت (۶) غیرت
(۷) غضب (۸) غصہ (۹) غیر (۱۰) غلاظت (۱۱) غفلت (۱۲) غلبہ نفس امارہ۔

جب صاحب غرق کے وجود سے مذکورہ بالا بارہ غین دور ہو جاتے ہیں تو غین کا نقطہ دور ہو کر باقی عین رہ جاتا ہے۔ پھر عین سے واصل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر راضی ہوتے ہیں۔ بعد ازاں صاحب غرق دریائے وحدت میں ایسا غوطہ لگاتا ہے کہ ایک دم میں اور ایک قدم پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کی کرنا کی آواز سنتا ہے اور قیامت قائم ہوتی ہے۔ ایسی قوت والا صاحب غرق ازل ابد کے تمام مقامات طے کر لیتا ہے۔ لیکن بندگی کے لیے فرض' واجب' سنت اور مستحب میں غرق رہتا ہے۔ مراقبہ ایک لحظہ کے اندر آورد و برد ہو جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کو ظاہر و باطن میں توفیق حاصل ہوتی ہے کیونکہ اسے حق تعالیٰ کی یگانگت نصیب ہوتی ہے۔ وہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے، کے مصداق ہوتے ہیں۔

جب ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے تو نفس مطمئنہ قلب کی صورت اختیار کرتا ہے اور قلب روح کا نور حاصل کرتا ہے۔ روح امر ربی ہے۔ روح سر سے مل جاتا ہے۔ اس کے مغز' پوست' جان اور ہر رگ و ریشے میں ذکر اثر کر جاتا ہے۔ اس وقت بندے اور خدا میں فرق نہیں رہتا۔ گو خدا تو نہیں ہو جاتا۔ لیکن اس سے جدا بھی نہیں ہوتا۔

چار شخص چار شخصوں کے لیے حجت ہیں۔ درویشوں کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اہل دنیا کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام، بیماروں کے لیے حضرت ایوب علیہ السلام' غلاموں کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام۔

چہل حدیث صحیحہ

مرتبہ شیخ ابوسعید احمد بن حسین طوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات ﷺ کی چالیس حدیثیں اسناد صحیح سے فقراء وصوفیاء کی فضیلت کے متعلق جمع کی ہیں تا کہ یاد کرنے والوں کو سہولت اور آسانی ہو جائے۔

پہلی حدیث کے راوی ابوسعید عبداللہ بن محمد بن احمد فقری ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث شیخ ابوبکر احمد بن عبداللہ نصیری نے ابوسلم بن علی الرازی سے انہوں نے ابن نصر محمد بن یوسف بن یعقوب الشقی سے انہوں نے عبدالمومن خلف ابن سعید سے انہوں نے محی الدین الحفاد سے انہوں نے وہب بن جعفر بن عمر سے انہوں نے جبان بن مردان الجمعی سے انہوں نے حارث بن نعمان سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے انس بن مالک سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث نمبر۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ یٰمُوْسٰی اِنَّ عِبَادِیْ لَوْ سَاَلُوْا بِی الْجَنَّۃَ یَخْلُدُوْا فِیْھَا لَاَعْطَیْتُھُمْ وَلَوْ سَاَلُوْنِیْ عَلَاقَۃَ سَوْطٍ مِّنَ الدُّنْیَا فَذٰلِکَ ھَیِّنٌ عَلَیَّ وَلٰکِنْ اُرِیْدُ اَنَّ الْاٰخِرَۃَ لَھُمْ خَیْرٌ وَّالْاٰخِرَۃُ مِنْ کَرَامَتِیْ وَرَحْمَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا کَمَا یَرْحَمُ الرَّاعِیْ غَنَمَہٗ مِنْ مَّرَاۗءِ السُّوْءِ وَالْفُقَرَاۗءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْاَغْنِیَاۗءِ وَاِنَّ مَائِدَتِیْ ضَاعَتْ عَلَیْھِمْ وَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَمْ یَسَعْھُمْ وَلِمَنْ اَفْرَضْتُ لِلْفُقَرَاۗءِ فِیْ مَالِ الْاَغْنِیَاۗءِ مَا یَسَعْھُمْ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی الْاَغْنِیَاۗءِ کَیْفَ ۔ مَسَاعَتُحُمْ فِیْ مَا فَرَضْتُ عَلَیْھِمْ فِی الْفُقَرَاۗءِ فِیْ اَغْمَالِھِمْ یَا مُوْسٰی اِنْ فَعَلَمْ ذٰلِکَ اَتْمَمْتُ عَلَیْھِمْ نِعْمَتِیْ وَضَاعَفْتُ لَھُمُ الْحَسَنَۃَ فِی الدُّنْیَا لِلْوَاحِدَۃِ مِنْ عَشْرِ اَمْثَالِھَا یٰمُوْسٰی اِنْ ذَکَرَ

اَھْلَ الْغِنٰی اَھْلُ الْفَقْرِ وَاَھْلُ الْکَعْبَۃِ اَھْلُ الضُّعْفِ وَاَھْلُ الْعَافِیَۃِ اَھْلُ الْبَلَاۗءِ اَتْمَمْتُ عَلَیْھِمْ نِعْمَتِیْ وَضَاعَفْتُ لَھُمُ الْحَسَنَاتِ لِلْوَاحِدَۃِ عَشْرُ اَمْثَالِھَا یٰمُوْسٰی کُنْ فِی الشِّدَّۃِ صَاحِبًا وَّفِی الْوَحْدَۃِ مُؤْنِسًا وَّاَطْعِمْ فِیْ لَیْلِکَ وَنَھَارِکَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ اگر میرے بندے مجھ سے بہشت کا سوال کریں گے تا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں کہیں تو بیشک میں ان کو بہشت ہی عطا کروں گا اگر دنیا کی درخواست کریں گے تو گو دنیا کا عطا کرنا میرے لیے بہشت کے عطا کرنے سے زیادہ آسان کام ہے لیکن میری مرضی یہ ہے کہ وہ آخرت کے طلبگار بنیں کیونکہ آخرت ان کے لیے بہترین چیز ہے نیز آخرت میرے خاص عطیات میں سے ہے میں لوگوں پر رحم کر کے ان کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہوں جیسے گڈریا اپنے ریوڑ پر رحم کرتا ہوا اس کو ہر بری اور موذی چیز سے بچاتا ہے اور غریب لوگ مجھے امیروں سے زیادہ پسند ہیں امیروں نے میرا روحانی دستر خوان ضائع کر دیا ہے اور میری خاص رحمت سے یہ لوگ محروم ہیں لیکن میں نے امیروں اور دولت مندوں کے مال میں غریبوں کے حصے بھی مقرر کر رکھے ہیں تا کہ میں دیکھوں کہ غرباء کے جو حصے امراء کے مال میں مقرر ہیں وہ حصے ان بیچاروں کو بھی دیتے ہیں یا خود ہی سارا مال چٹ کر جاتے ہیں

اے موسیٰ! اگر دولت مند لوگ غریبوں اور محتاجوں کے حصے ادا کر دیا کریں گے تو میں ان پر پورے طور پر انعام کروں گا (دولت وعزت اور بڑھا دوں گا) اور دنیا میں ہی ان کو ایک کے عوض دس عطا کروں گا

اے موسیٰ! اگر امیر لوگ غریبوں کو اور خوش حال لوگ خستہ حالوں کو اور تندرست لوگ بیماروں اور مصیبت زدوں کو بھولیں گے نہیں تو میں ان کو ایک کے بدلے دس گنا عطا کروں گا اور ان پر مکمل طور پر اپنا فضل وکرم کروں گا

اے موسیٰ! مصیبت میں لوگوں کا ساتھی اور تنہائی میں لوگوں کا غم خوار بن اور شب و روز بھوکوں کو کھانا کھلایا کر۔

حدیث۲: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ مِفْتَاحٌ وَّمِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ وَادْنُوْ مِنْھُمْ لِاَنَّھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز کی ایک کنجی ہوتی ہے اور بہشت کی کنجی فقراء اور مساکین کی محبت ہے ان لوگوں کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ قیامت کے روز یہ لوگ خدا تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

حدیث۳: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ الْفُقَرَآءُ ضِحْکُھُمْ عِبَادَۃٌ وَّمِزَحُھُمْ تَسْبِیْحٌ وَّنَوْمُھُمْ صَدَقَۃٌ یَّنْظُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْھِمْ کُلَّ یَوْمٍ ثَلٰثَ مِائَۃِ مَرَّۃٍ وَّمَنْ یَّمْشِیْ اِلٰی فَقِیْرٍ سَبْعِیْنَ خَطْوَۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خَطْوَۃٍ سَبْعِیْنَ حِجَّۃً مَّقْبُوْلَۃً وَّمَنْ یُّطْعِمُھُمْ عِنْدَ کَثْرَۃِ الْفَجْعِ کَانَ فِیْ دَوْلَتِہٖ نُوْرٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! درویشوں کا ہنسا بمنزلہ عبادت ان کا مذاق بمنزلہ تسبیح اور ان کا سونا بمنزلہ خیرات ہے۔ خدا تعالیٰ ہر روز درویشوں کی طرف تین سو مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے۔ جو شخص کسی درویش کے پاس ستر قدم چل کر جائے خدا تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کے لیے ستر مقبول حج (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھ دیتا ہے اور جو شخص درویشوں کو گھبراہٹ اور مصیبت کے وقت کھانا کھلا دے اس کی دولت میں قیامت کے دن ایک نور چمکے گا۔

حدیث۴: اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَجْمَعُ اللّٰہُ الْفُقَرَآءَ وَالْمَسَاکِیْنَ فَیَقُوْلُ لَھُمْ تَصَفَّعُوْ بِوُجُوْہٍ فَکُلُّ مَنْ اَطْعَمَکُمْ لُقْمَۃً اَوْ سَقَاکُمْ شَرْبَۃً اَوْکَسَاکُمْ خِرْقَۃً اَوْرَدَّ عَنْکُمْ غَمَّۃً فِیْ دَارِ الدُّنْیَا فَخُذُوْہُ بِیَدِہٖ

وَادْخُلُوْہُ الْجَنَّۃَ ۔

ترجمہ: جب قیامت برپا ہوگی تو خدائے ذوالجلال درویشوں اور مسکینوں کو اکٹھا کر کے ان سے ارشاد فرمائے گا کہ سخیوں کو تلاش کرلو جنہوں نے تم کو دنیا میں کھانا کھلایا، یا پانی پلایا، یا کپڑا پہنایا، یا تمہاری انہوں نے کوئی اور تکلیف دور کی ان کو تم ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

حدیث۵: عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ اِتَّخِذُوْا یَدَدِی الْفُقَرَاءِ قَبْلَ اَنْ تَفْنِیَ دَوْلَتُکُمْ ۔

ترجمہ: جناب سرور دو عالم ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی دولت فنا ہو جانے سے پیشتر درویشوں کی دستگیری اور مدد کرو۔

حدیث۶: حُبُّ الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُرْسَلِیْنَ وَمَجَالَسَتُھُمْ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُتَّقِیْنَ وَضِرَارُھُمْ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُنٰفِقِیْنَ ۔

ترجمہ: غریبوں اور مسکینوں سے محبت کرنا پیغمبروں کی عادت ہے اور ان کی ہم نشینی پرہیزگاروں کی خصلت ہے اور ان کو ایذا پہنچانا منافقوں کی عادت ہے۔

حدیث۷: یَا بَلَالُ عِشْ فَقِیْرًا وَّلَا تَعِشْ غَنِیًّا قَالَ بِلَالٌ مَّنْ لِّیْ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھُوَ ذٰلِکَ وَاِلَّا فِی النَّارِ ۔

ترجمہ: اے بلال غریبانہ زندگی بسر کرنا، امیرانہ (متکبرانہ) زندگی بسر نہ کرنا، حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ!) کیا ایسا شخص میرا ہم مذہب ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا شخص تیرا ہم مذہب ہے ورنہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

حدیث۸: اِنَّہٗ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اَیْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِحُبِّ الْفُقَرَآءِ ۔

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے آیت یا ایھا الذین الخ (یعنی مسلمانوں تم اللہ

عزوجل سے ڈرتے رہو اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرو) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں فقراء کی محبت کا وسیلہ تلاش کرو۔

حدیث۹: یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْفُقَرَآءُ مِنْ اُمَّتِیْ قَبْلَ الْاَغْنِیَآءِ بِنِصْفِ یَوْمٍ وَّھُوَ خَمْسُ مِائَۃِ عَامٍ ۔

ترجمہ: میری امت کے غریب لوگ امیروں سے آدھا دن پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔ وہ آدھا دن پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔

حدیث۱۰: مَرَّ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ بَعْضِ الصَّحَارِیْ فَرَاٰی رَجُلاً جَلَسَ لِعِبَادَۃِ الصَّنَمِ فَکَسَرَہٗ وَقَالَ لِلْوَثَنِیْ قُمْ یَا عَبْدَاللّٰہِ وَاعْبُدِاللّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ اَفْضَلُ مَا تَعْبُدُہٗ قَالَ فَمَا صِفَتُہٗ قَالَ ھُوَ رَبُّ الدُّنْیَا وَاَھْلِھَا قَالَ عِیْسٰی فَفَھِمَ ۔

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جنگل سے گزرے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بت پرستی کر رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بت کو توڑ ڈالا اور بت پرست سے فرمایا کہ اللہ کے بندے اٹھ اور اس خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کیا کر جو تیرے (سابقہ) معبود سے بدرجہا بڑھ کر ہے' بت پرست بولا: اللہ میں کیا خصوصیت ہے' جو اس بت میں نہیں ہے' آپ نے فرمایا کہ اللہ تمام دنیا کا مالک اور پروردگار ہے (اور یہ بت مملوک ہے مملوک بھی ایسا کہ انسان بھی اس کو توڑ پھوڑ سکتا ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ زبردست دلیل سن کر بت پرست کو سمجھ آ گئی وہ بت پرستی سے تائب ہو کر مواحد بن گیا۔

حدیث۱۱: اِتَّخِذُوْا یَادِی الْفُقَرَآءِ فَاِنَّ لَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ دَوْلَۃً ۔

ترجمہ: لوگو! فقراء کی خدمت کیا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں دراصل وہی لوگ دولت مند ہیں۔

حدیث۱۲: یَا طَالِبَ الدُّنْیَا الْبِرَّ فَتَرْکُ الْبِرِّ اِثْمٌ ۔

ترجمہ: اے دنیا دار! نیکی کیا کر کیونکہ نیکی نہ کرنا بڑا بھاری جرم ہے۔

حدیث۱۳: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ ۔

ترجمہ: جو شخص خدا تعالیٰ کا ہم نشین بننا چاہے اسے چاہیے کہ وہ درویشوں اور اہل اللہ کی خدمت بابرکت میں بیٹھا کرے۔

حدیث۱۴: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا یَاعَآئِشَۃُ جَالِسِ الْفُقَرَآءَ وَالْمَسَاکِیْنَ تُجَالِسُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ یَدْخُلُوْا اِلَی الْجَنَّۃِ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّتَلْقٰی مَعَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

ترجمہ: جناب سرور کائنات ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! فقراء اور مساکین کی خدمت میں بیٹھا کرتا کہ قیامت میں بھی تو ان کی ہمنشین ہو کیونکہ قیامت میں ان کی ہر ایک دعا قبول ہوگی اور یہ لوگ (فقراء) بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے اور تمہاری بھی قیامت میں ان سے ملاقات ہوگی۔

حدیث۱۵: اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ بِخَمْسَۃِ نَفَرٍ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْمُجَاھِدِیْنَ وَالْفُقَرَآءِ وَالشُّھَدَآءِ وَرَجُلٍ یَّبْکِیْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی خَلْوَۃً ۔

ترجمہ: خدا تعالیٰ کی نظر رحمت پانچ قسم کے لوگوں پر ہے۔ (۱) فرشتوں پر (۲) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں پر (۳) شہداء پر (۴) فقراء اور درویشوں پر (۵) ان لوگوں پر جو تنہائی میں خدا تعالیٰ کے خوف سے روتے ہیں۔

حدیث۱۶: لَا تَطْغَوْا فِیْ اَھْلِ التَّصَوُّفِ وَالْخِمَاقِ فَاِنَّ اِخْلَاقَھُمْ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَآءِ وَلِبَاسُھُمْ لِبَاسُ الْاَتْقِیَآءِ ۔

ترجمہ: لوگو! تم درویشوں اور اہل اللہ کی خدمت میں سرکشی اور غرور نہ کیا کرو کیونکہ درویشوں کے اخلاق پیغمبروں کے سے اخلاق ہوتے ہیں اور ان کا لباس تقویٰ اور پرہیزگاری ہوتا ہے' پس وہ بااخلاق ہونے کے باعث تمہیں کچھ کہنے کے نہیں لیکن تم ان کی گستاخی سے خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بن

جاؤ گے۔

حدیث۱۷: اِرْغَبُوْنِیْ دُعَاءِ اَھْلِ التَّصَوُّفِ فَاِنَّھُمْ اَصْحَابُ الْجُوْعِ وَالْعَطْشِ فَاِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ فَیُسْرِعُ اِجَابَتَھُمْ ۔

ترجمہ: اللہ والوں کی دعا کے مشتاق رہو کیونکہ یہ لوگ بھوک اور پیاس پر صابر ہوتے ہیں اس لیے خدا تعالیٰ کی ان کی طرف خاص نظر ہوتی ہے اور ان کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

حدیث۱۸: قَالَ اَسْھَلُ ابْنُ سَعِیْدٍ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ عَلِّمْنِیْ عِلْمًا اِذْ اَنَا عَلِمْتُ بِہٖ اَفْلَحْتُ قَالَ اِتَّقِ اللہَ وَاَحِبُّ النَّاسِ وَازْھَدْ فِی الدُّنْیَا بِحَبْلِ اللہِ تَعَالٰی وَازْھَدْ فِی النَّاسِ بِحُبِّکَ النَّاسَ ۔

ترجمہ: حضرت اسہل بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول مقبول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا علم تعلیم کیجئے جس پر عمل کرنے سے میں نجات پا جاؤں حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عزوجل کا خوف اپنے دل میں پیدا کر اور لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آیا کر اور دنیا سے بیزار ہو کر خدا تعالیٰ کی رسی یعنی اسلام کو مضبوط پکڑے رہ دنیا داروں سے متنفر رہ اور اللہ والوں سے محبت رکھ۔

حدیث۱۹: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفَقْرُ شَیْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَزَیْنٌ عِنْدَ اللہِ فِی الْقِیٰمَۃِ ۔

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ فقیر لوگوں کی نظروں میں تو ایک معیوب اور حقیر چیز ہے لیکن خدا کی بارگاہ میں قیامت کے دن اس کی بہت قدر ہوگی۔

حدیث۲۰: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَانِ مِنْ فَقِیْرٍ فِیْ فَقْرِہٖ اَحَبُّ اِلَی اللہِ تَعَالٰی مِنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَۃٍ غَنِیٍّ فِیْ غِنَائِہٖ وَرَکْعَتَانِ

مِنَ الْغَنِیِّ الشَّاکِرِ اَحَبُّ اِلَی اللہِ تَعَالٰی مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا ۔

ترجمہ: جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فقیر کی دو رکعتیں فقر کی حالت میں غنی کی ستر رکعتوں سے خدا تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسند ہیں اور شکر گزار غنی (دولت مند) کی دو رکعتیں دنیا اور اس تمام اشیاء سے خدا کو زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث۲۱: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ وَمَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَھُوَ مَعَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

ترجمہ: جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھے گا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) جس چیز سے محبت رکھے گا قیامت میں اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

حدیث۲۲: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ لِلْخَادِمِ فِیْ خِدْمَۃِ الْمُؤْمِنِ مِثْلُ اَجْرِ الصَّائِمِ بِالنَّھَارِ وَالْقَائِمِ بِاللَّیْلِ وَمِثْلُ اَجْرِ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ الَّذِیْنَ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُھُمْ بِمِثْلِ اَجْرِ الْحَاجِّ وَمِثْلُ اَجْرِ الْمُبْتَلِّ فَطُوْبٰی لِلْخَادِمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلِلْخَادِمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَفَاعَتُہٗ فِی النَّاسِ مِثْلَ غَنَمِ رَبِیْعٍ وَّمُضَرَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ فَاِنْ کَانَ الْخَادِمُ فَاجِرًا قَالَ یَا اَنَسُ الْخَادِمُ اَفْضَلُ عِنْدَ اللہِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ مُّجْتَھِدٍ وَلِلْخَادِمِ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ یَّخْدِمَہٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ ۔

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ مومن کامل یعنی ولی اللہ کے خادم کو صائم الدہر (ہمیشہ روزہ دار) اور قائم اللیل (شب بیدار) کے برابر اجر ملتا ہے نیز خادم اولیاء کو مجاہدین فی سبیل اللہ کا سا اجر ملتا ہے جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی نیز خادم ولی اللہ کو حاجیوں اور زاہدوں کے برابر ثواب ملتا ہے لہٰذا خادمِ اولیاء کو قیامت کے دن خوشخبری

حاصل ہوگی نیز اس کی شفاعت گناہگاروں کے متعلق اتنی قبول ہوگی جتنی قبیلہ ربیع اور مضر کی بکریوں کی تعداد ہے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر خادمِ اولیاء گنہگار اور بدکار ہو تو بھی اس کو یہی اجر ملیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انس خادمِ اولیاء خدا تعالیٰ کے ہاں ہزار ریاضت کش عابدوں سے بھی زیادہ افضل ہے نیز خادمِ اولیاء کو مخدوم کا اجر ملے گا اور جن لوگوں کے برابر خادمِ اولیاء کو ثواب اور اجر ملے گا ان کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

حدیث۲۳: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ اَفْضَلُ الْاَشْیَآءَ ثَلٰثَۃٌ اَلْعِلْمُ وَالْفَقْرُ وَالزُّھْدُ ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین چیزیں تمام اشیاء سے بہتر ہیں۔ (۱) علم (۲) فقر (۳) زہد و تقویٰ۔

حدیث۲۴: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الْفَقْرُ قَالَ خَزَانَۃٌ مِّنْ خَزَائِنِ اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ قَالَ مَا الْفَقْرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ کَرَامَۃٌ مِّنْ کَرَامَاتِ اللّٰہِ لَا یُعْطِیْہِ اللّٰہُ اِلَّا نَبِیًّا مُّرْسَلًا اَوْ وَلِیًّا مُّخْلَصًا وَّاَجْرُ الْعَبْدِ الْکَرِیْمِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! فقر کیا چیز ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ فقر ایک خزانہ الٰہی ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور فقر کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فقر کرامت الٰہی ہے جسے خدا تعالیٰ سوائے اولوالعزم پیغمبر اور مخلص ولی کے اور کسی کو عطا نہیں فرماتا اور ایسے با کرامت بندوں کا اجر خدا تعالیٰ ہی کے ذمے ہے۔

حدیث۲۵: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلَامُ الْفُقَرَآءِ کَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَمَنْ یَّتَھَاوَنَ بِکَلَامِھِمْ فَقَدْ تَھَاوَنَ بِکَلَامِھِمْ فَقَدْ تَھَاوَنَ

بِکَلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَادَی الْفُقَرَآءَ کَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِیَّاھُمْ ۔

ترجمہ: حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ اولیاء کا کلام گویا خدا کا کلام ہوتا ہے جو شخص ان کے کلام کی عزت نہ کرے اس نے گویا خدا کے کلام کی بے عزتی کی اور جو شخص فقراء سے عداوت رکھے گا خدا تعالیٰ ان کو اس کی شرارت اور عداوت سے بچالے گا۔

حدیث۲۶: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْفُقَرَآءَ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ کَفَضْلِیْ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْفَقِیْرُ ھُوَ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُ النَّاسُ بِمَوْتِہٖ وَمَرَضِہٖ ۔

ترجمہ: جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فقراء کی فضیلت دولت مندوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمام مخلوقات پر اور فقیر دراصل وہ ہے جو بیماری اور موت کے وقت بھی لوگوں کا واقف نہ بنے بلکہ اس وقت بھی کسی دوا اور ظاہری اسباب کی طرف متوجہ نہ ہو۔

حدیث۲۷: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰہُ کُلَّ خَلْقٍ مِّنْ طِیْنِ الْاَرْضِ وَخَلَقَ الْاَنْبِیَآءَ مِنْ طِیْنِ الْجَنَّۃِ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی، فَلْیُکْرِمِ الْفُقَرَآءَ ۔

ترجمہ: جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم نے تمام مخلوقات زمین کی مٹی سے پیدا کیں اور پیغمبروں کو بہشت کی مٹی سے پیدا کیا' جو شخص خدا تعالیٰ کا حقیقی بندہ بننا چاہے اسے چاہیے کہ فقراء اور درویشوں کی تعظیم و تکریم کیا کرے۔

حدیث۲۷: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَغْنِیَآءُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ ھُمُ الْفُقَرَآءُ وَلَوْ لَا الْفُقَرَآءَ ھَلَکَ الْاَغْنِیَآء ۔

ترجمہ: فرمایا دولت مند لوگ دونوں جہان میں محتاج ہیں اگر فقراء نہ ہوتے تو مال دار تباہ اور برباد ہو جاتے۔

حدیث۲۹: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلُ الْفُقَرَآءِ مَعَ الْاَغْنِیَآءِ کَمَثَلِ الْعَصَابِیْدِ الْاَعْمٰی ۔

ترجمہ: فرمایا دولت مند لوگ درویشوں کے اس طرح محتاج ہیں جیسے اندھا لکڑی کا محتاج ہوتا ہے۔

حدیث۳۰: قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَکْرَمَ غَنِیًّا لِغِنَائِہٖ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَھَانَ فَقِیْرًا لِفَقْرِہٖ وَسُمِّیَ فِی السَّمٰوٰتِ عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّ الْاَنْبِیَآءِ وَلَا یُسْتَجَابُ دَعْوَتُہٗ وَلَا یُقْضٰی لَہٗ حَاجَتُہٗ ۔

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مال دار کی اس کے مال کی وجہ سے تعظیم وتکریم کرے اس پر خدا کی لعنت برستی ہے اور جو شخص کسی فقیر کو اس کے فقر کے باعث حقیر سمجھے اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت بھی ہوتی ہے نیز آسمانوں میں اس کو خدا اور رسول ﷺ کے دشمن کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی اور اس کی مرادیں بھی پوری نہیں ہوتیں۔

حدیث۳۱: قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلْفُقَرَآءِ وَیَشْفَعُوْنَ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ شَفَعَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ مَا اَحْسَنَ حَالَہٗ ۔

ترجمہ: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے فقراء کے لیے بخشش مانگتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے جس شخص کے فرشتے شفیع بنیں بھلا وہ کیسا خوش حال شخص ہے۔

حدیث۳۲: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَی الْفُقَرَآءِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مِائَۃِ مَرَّۃٍ فَیَغْفِرُ لَھُمْ بِکُلِّ نَظَرٍ سَبْعَ خَطِیْئَاتٍ ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ درویشوں کی طرف ہر روز پانچ سو دفعہ نظر رحمت فرماتا ہے۔ ہر نظر میں سات سات گناہ معاف فرماتا ہے۔

حدیث۳۳: اَلْفَقْرُ ذِلَّۃٌ فِی الدُّنْیَا وَعِزَّۃٌ فِی الْاٰخِرَۃِ ۔

ترجمہ: گو دنیا میں درویشی ایک حقیر چیز معلوم ہوتی ہے لیکن قیامت میں اس کی بے شمار قدر ومنزلت ہوگی۔

حدیث۳۴: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذٰی مُؤْمِنًا فَقِیْرًا بِغَیْرِ حَقٍّ فَکَاَنَّمَا ھَدَمَ الْکَعْبَۃَ وَقَتَلَ اَلْفَ مَلَکٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ ۔

ترجمہ: جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی غریب مسلمان کو ناحق ستائے گا وہ ایسا گنہگار ہو جائے گا کہ گویا اس نے خانہ کعبہ کو گرایا اور ہزار مقرب فرشتوں کو قتل کیا۔

حدیث۳۵: قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُرْمَۃُ الْمُؤْمِنِ الْفَقِیْرِ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْظَمُ مِنْ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ اَرْضِیْنَ وَالْجِبَالَ وَمَا فِیْھَا وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ ۔

ترجمہ: فرمایا رسول اکرم ﷺ نے غریب مومن کی عزت خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سات آسمانوں، سات زمینوں، پہاڑوں اور جو کچھ ان میں ہے اور مقرب فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔

حدیث۳۶: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ سَبْعَۃٌ مِّنْھَا لِلْفُقَرَآءِ وَوَاحِدٌ لِّلْاَغْنِیَآءِ ۔

ترجمہ: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے سات دروازے غریبوں کے لیے اور ایک امیروں کے لیے ہے۔

حدیث۳۷: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْظُرُ اِلٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بِالْعُلَمَآءِ وَالْفُقَرَآءِ فَالْعُلَمَآءُ وَرَثَتِیْ وَالْفُقَرَآءُ اَحِبَّائِیْ ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علماء ربانی اور فقراء کی بدولت اللہ تعالیٰ کی اس امت محمدیہ ﷺ کی طرف خاص نظر عنایت ہے کیونکہ علماء ربانی میرے وارث ہیں اور فقراء میرے دوست۔

حدیث۳۸: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِرَاجُ الْاَغْنِیَآءِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ ۔

ترجمہ: جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ فقراء کی محبت دنیا اور آخرت میں مالداروں کے لیے بمنزلہ چراغ ہے۔

حدیث۳۹: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ۔

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر میرا طریقہ ہے۔

حدیث۴۰: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامَ ۔

ترجمہ: فرمایا فقر میرا فخر ہے فقر کے ذریعے ہی میں تمام پیغمبروں پر فخر و ناز کروں گا

فقر و فخری آں فقر حق فیض بر   طالباں را برد با حق یک نظر

فقر میرا فخر ہے اور فقر سے مراد وہ فقر ہے جس کی بدولت فیض الٰہی حاصل ہوتا ہے اور جس کی ایک نظر کیمیا اثر سے انسان وصال الٰہی کی دولت سے سرفراز ہو جاتا ہے۔

قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا ابا ذر ان اللّٰہ جمیل یحب الجمال ثم قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا اباذر اتدری ما غمی وفکری قال اخبرنی وغمك وفكرك یا رسول اللّٰہ قال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰہ اٰہ اٰہ واشو قاہ الٰی لقاء اخوا فی الذین سیکونون بعدی شانهم كشان الانبياء وهم عند اللّٰہ بمنزلة الشهدآء يفرقون من الأباء والامهات والا خوان والاخوات والابناء استعناء لمرضات اللّٰہ تعالٰى وهم يتركون المال ويذلون انفسهم بالتواضع لا يركنون الى الشهوات وفضول الدنيا ويجتمعون فی بيت من بيوت اللّٰہ تعالٰى مغمومين محزومين من

حب اللّٰہ جنشانه وقلوبهم الى اللّٰہ وروحهم من اللّٰہ وعلمهم للّٰہ اذا مرض احد منهم فهو افضل عند اللّٰہ من عبادة الف سنة بل ازيد منها ۔ ثم قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اذامات احد منهم فهو لمن مات فی السماء ملكوا متهم على اللّٰہ ثم قال عليه الصلٰوة والسلام يا اباذر كلما يؤذى احد منهم قملة فی ثيابه فله عند اللّٰہ اجر سبعين حجة وعمرة واجر اعتاق اربعين رقبة من ولد اسمٰعيل عليه السلام ۔ كل واحد منهم بالنی عشر الف دينار بل ازيد منها ۔ ثم قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اذا تنفس احد منهم يكتب له بكل نفس الف الف درجة بل ازيد ۔ ثم قال النبی عليه السلام يا ابا ذر اذا صلى احد منهم ركعتين فهو كمن يعبد اللّٰہ فی جبل الشبان له ثواب مثل عمر نوح عليه السلام الف سنة بل ازيد منها ۔ ثم قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يا اباذر اذاسبح احد منهم فخير له يوم القيٰمة من ان يسير معه جبال الدنيا ثم قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يا اباذر نظرك الٰى احد هم احب الى اللّٰہ عزوجل من ان تنظر الٰى بيت اللّٰہ ومن ينظر اليهم فكانما ينظر الى اللّٰہ عزوجل ومن ستوهم فكانما ستو اللّٰہ ومن اطعم هم فكانها اطعم اللّٰہ ۔ ثم قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان يجلس لديهم قوم معوين شقلين من الذنوب ما يقومون من عندهم مذنبين فاعلم ان ارباب القلوب يكاشفون باسرار لملكوت على سبيل الرّيا الصالحة وقارة فی اليقظة على سبيل الكشف ۔ وهٰذا من اعلى الدرجات وهی من درجات النبوة العالية ان الرء يا الصالحة جزء من ستة واربعين جزء من النبوة فاياك وان يكون خطاك من العلم والجهل خير من عقل يدعو الى انكار مثل هٰذ الا مور من اولیآء

اللہ تعالٰی ومن انکر الاولیآء لزمہ انکار الانبیآء وکان خارجا من الاسلام ۔

ترجمہ: حضور پرنور ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے اور جمال اسے پسند ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! تمہیں معلوم ہے کہ میں کس غم و فکر میں ہوں‘ حضرت ابوذر نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ اپنے غم وفکر سے خاکسار کو مطلع فرمایئے‘ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: آہ! مجھے اپنے ان بھائیوں کی ملاقات کا شوق ہے جو عنقریب میرے بعد پیدا ہوں گے ان کی شان پیغمبروں کی سی شان ہوگی وہ اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شہداء کا درجہ رکھتے ہوں گے‘ وہ محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لیے اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور اولاد کی جدائی کا بھی خیال نہ کریں گے‘ مال و دولت کے تارک ہوں گے‘ مخلوق خدا کے سامنے تواضع اور نیاز مندی سے پیش آئیں گے‘ خواہشات نفسانی اور دنیا کی لغو اور بیہودہ باتوں کی طرف مائل نہ ہوں گے اور عشق الٰہی میں غرقاب ہو کر مسجدوں میں جمع ہوں گے ان کے دل اللہ تعالیٰ سے لگے ہوئے ہوں گے اور ان کی روحیں ارواح الٰہی میں سے ہوں گی وہ علم بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے حاصل کریں گے۔ ان کی بیماری ہزار سال بلکہ اس سے بھی زائد عبادت سے افضل ہوگی

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہوگا تو وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز و مقبول ہوگا لہٰذا اس کی وفات ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص آسمان میں فوت ہوا ہو۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب ان کے کپڑوں کی کوئی جوں ان کو ایذاء پہنچائے گی تو ان کو ستر حج اور عمرے کا ثواب ملے گا نیز انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے چالیس غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا جن میں سے ہر ایک غلام

کی قیمت بارہ ہزار یا اس سے بھی زائد روپیہ ہوگی

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ان میں سے کوئی شخص سانس لے گا تو ہر سانس کے بدلے لاکھ لاکھ درجے ان کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں گے بلکہ اس سے بھی زائد۔

پھر ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ اے ابوذر! جب ان میں سے کوئی شخص دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جو کوہ شبان میں عبادت کرتا ہے اور اس کو حضرت نوح علیہ السلام کی عمر یعنی ہزار سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا

پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر جب ان میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے گا تو اس کی وہ تسبیح قیامت کے روز اس کرامت سے افضل ہوگی کہ اس کے ساتھ پہاڑ بھی چلنے لگیں

پھر ارشاد ہوا اے ابوذر! ان کی زیارت خدا تعالیٰ کے نزدیک زیارت خانہ کعبہ سے زیادہ پسند ہوگی اور جو ان کا دیدار کرلے گا اس کو گویا دیدار الٰہی نصیب ہوگیا اور جو ان کا رازدار ہوگا وہ گویا خدا تعالیٰ کا رازدار بن گیا اور جو انہیں کھانا کھلائے گا اس نے گویا خدا تعالیٰ کو کھانا کھلایا

پھر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ان اولیاء کی خدمت اقدس میں گناہوں سے لدے ہوئے بیٹھیں گے تو جب وہ ان کے پاس سے اٹھیں گے گناہوں سے پاک وصاف ہو کر اٹھیں گے‘ یاد رکھو کہ اہل دل پر اسرار الٰہی کبھی نیک خواب کی حالت میں منکشف ہوتے ہیں اور کبھی حالت بیداری میں‘ یہ کشف بیداری بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے لیکن نیک خواب نبوت کے عالی درجات میں سے ہے کیونکہ نیک خواب نبوت کے چھیالیس درجوں میں سے ایک درجہ ہے‘

ہوشیار رہو جان بوجھ کر ان اولیاء اللہ کی شان میں کبھی غلطی نہ کرو جو شخص اولیاء اللہ کے حالات و کرامات سے منکر ہو اس سے نادانی اور جہالت اچھی ہے اور جو شخص اولیاء اللہ کا منکر ہو ضروری ہے کہ وہ انبیاء کا بھی منکر ہوگا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ خارج از

اسلام ہو جائے گا۔

دائمی معرفت الٰہی کی لذت

حق تعالیٰ کی بندگی جہت سے اس وقت تک انسان آزاد نہیں ہوتا جب تک کوئی اسے فنا فی اللہ میں مستغرق نہیں کر دیتا اور نور حضور توحید کے دریا میں غرق نہیں کر دیتا۔ عارف لوگ دریائے معرفت میں پہلے بلبلہ کی طرح ہوتے ہیں۔ بعد میں جب دریائے معرفت میں محو ہو جاتے ہیں تو غرق فنا فی اللہ اور عارف باللہ ہو جاتے ہیں۔ ایسا غوطہ کہ خود عارف دریائے معرفت میں غوطہ زن ہوتا ہے تو اسے دائمی معرفت کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ دنیاوی لذتوں میں نفس کو حظ حاصل ہوتا ہے اور معرفت میں روح کو فرحت اور لذت حاصل ہوتی ہے۔ یہ نعمت الٰہی ہے جو فیض فضل اور فتوح ہے

ب اگر بستگی خویش اگر وا گردی — بر رستگی خویش مہیا گردی

اگر اپنی وابستگی سے قطع تعلق کرے گا تو اپنی رہائی کے لیے تیار ہو جائے گا۔

اگر دیگرد خویش مانند حباب — تا وا گردی زخویش دریا گردی

اگر تو بلبلے کی طرح اپنی ہستی کھو دے گا تو دریا ہو جائے گا۔

فقر کے اعلیٰ مراتب

یہ فقیر کے انتہائی مراتب ہیں اکثر لوگ فقر کے نام کو پہنچے ہیں۔ بعض لوگ الہام کے فقر تک پہنچے ہیں۔ بعض نے فقر میں گویا ابھی قدم رکھا ہے۔ بعض نے دنیاوی ترقی، عزت و مرتبہ کے لیے طالبی مریدی کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ روضے اور خانقاہیں بنوائی ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا ہے جو حضرت محمد ﷺ کی مدد سے فقر کے انتہائی مرتبے پر پہنچا ہے۔ میرا یہ قال میرے حال پر صادق ہے۔ ایسے ہی آدمی کو فقیر کہتے ہیں جس کی قید میں اٹھارہ ہزار عالم ہوں۔ قَوْلُهٗ تعَالیٰ: ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔ جو تم میں سے زیادہ متقی ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز ہے۔

فقر کے تین حرف

واضح رہے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ ف،ق،ر۔ ف سے دونوں جہان کے فکر سے فارغ ہو۔ یعنی فنائے نفس اسے حاصل ہو۔ ق سے نفس پر قہر اور قرب اللہ، ر سے راستی راہ اور دائمی استغراق الٰہی۔ جو شخص فقر کے ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ پھر وہ دنیا کی طرف رخ نہیں کرتا۔ جو فقر محمدی ﷺ کو چھوڑ دیتا ہے اور دنیا کو جو مرتبہ فرعونی ہے اختیار کرتا ہے اسے ف سے فضیحت فرعون، ق سے قہر خدا اور ر سے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ حق ہو جاتا ہے۔

اعمال ظاہری سے نفس موٹا ہوتا ہے

واضح رہے کہ ظاہری اعمال میں سے ہر ایک عمل سے نفس موٹا ہو جاتا ہے۔ خواہ دن رات ساری عمر ریاضت کرتا رہے اور باطنی اعمال سے نفس مر جاتا ہے۔ خواہ ظاہر میں موٹا ہی ہو۔ واضح رہے کہ فقر محمدی اور معرفت توحید الٰہی سراسر اطاعت اور بندگی ہے۔ دنیاوی مرتبہ اور عزت اور جاہ سراسر مردار اور گندگی ہے کیونکہ فقیری اور درویشی انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

دُنیا کی بے ثباتی

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام ننگے پاؤں ننگے سر دوڑ رہے تھے بلکہ اکثر اوقات اسی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن مکان نہیں بناتے تھے نہ سکونت رکھتے تھے۔ آپ کی امت کے بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں آئے اور التماس کی کہ ہمارے لیے ضروری تھا کہ آج آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دین کے قاعدے اور شرطیں سیکھیں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ کے لیے کوئی مکان بنائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: شرط یہ ہے کہ جو جگہ میں بتاؤں وہاں مکان بناؤ۔ انہوں نے کہا بہتر۔ جہاں دریا بڑے زور سے بہہ رہا تھا وہ جگہ آنحضرت علیہ السلام نے بتائی۔ یہ دیکھ کر تمام حیران رہ گئے کہ بہتے ہوئے دریا میں کس طرح مکان بن سکتا ہے۔ آنحضرت علیہ السلام

نے فرمایا اے نادانو! کیا موت کا دریا اس سے کم تیز رو ہے؟

جواب مصنف علیہ الرحمۃ

امت محمدی ﷺ ظاہری دریا پر کشتیوں کا پل بنا کر اس پر مکان بنا سکتی ہے۔ جہاں چاہیں مقام کر سکتے ہیں۔ زندہ دل کو موت کا کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ بلکہ زندہ دل اولیاء سے تو عزرائیل علیہ السلام بھی ڈرتا ہے کیونکہ وہ نظر سے ہی اس کے پر جلا دیتے ہیں۔ ہاں دل کا دریا بہت گہرا ہے۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات ﷺ نے دل کو قلزم کا خطاب دیا ہے۔

واضح رہے کہ امت محمدی ﷺ اس قلزم دل پر اسم اللہ ذات کے تصور سے قرار پکڑتے ہیں اور سکونت اختیار کر کے فائدے اٹھاتے ہیں۔ دل پر ایسی عمارت بناتے ہیں جو نور الٰہی سے آراستہ ہوتی ہے۔ یہ دریا اسے توفیق الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس مردہ کو زندہ کرتے تھے۔ وہ گھڑی آدھ گھڑی زندہ رہتا لیکن امت محمدی ﷺ جس مردہ کو نظر سے زندہ کر دے۔ وہ ابد الآباد تک نہیں مرتا

؎ عیسوی دم زندہ گرداند ز دل ہر کہ زندہ دل شود ہرگز نمیرد جاوداں

عیسوی دم جسم کو زندہ کرتا ہے نہ کہ دل کو۔ جس کا دل زندہ ہو جائے وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

امت محمدی ﷺ کے اولیاء نہیں مرتے۔ بلکہ وہ حق تعالیٰ سے ملاقات کرتے ہیں لیکن وہ لوگ جو فنا فی اللہ اور فنا فی الوحدۃ ہیں۔ حدیث: اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ ۔خبردار اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب تر ہے!

؎ حق زشہ رگ قرب است چوں گویند دُور
یک دمے باحق برم وحدت حضور

اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے نزدیک ہے پھر اسے دور کیوں کہتے ہیں۔ میں ایک لحظہ میں

حضور میں پہنچا سکتا ہوں۔

جن لوگوں کو فنا فی التوحید اور معرفت الٰہی کا درجہ حاصل ہے۔ ان کا ظاہر و باطن نور ہے۔ خواہ وہ بظاہر خاک میں مدفون ہوں۔ لوگوں کی نگاہ میں اہل قبور ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو موت ان کے لیے ایک حجاب ہے۔ موت میں ان کے لیے ثواب ہے

؎ نیم کباب کہ ہنگام سوختن گریم چو کاغذیم کہ در سوزش است خندۂ ما

میں کباب نہیں کہ جلتے وقت رووں۔ میں کاغذ ہوں کہ جلتے ہوئے ہنستا ہوں۔

حضرت باہو علیہ الرحمۃ

؎ چوں نخندم راہِ من دیدار شد چوں نگرید آنکہ با مردار شد

میں کیوں نہ ہنسوں کہ میری راہ دیدار ہے، جو دنیا مردار کے ساتھ ہے وہ کیوں نہ روئے۔

مطلب یہ کہ شرح دیدار اس آیت کے مطابق ہے جو شک کرے وہ کافر ہے، شیطان ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ بالتحقیق اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے لیے نہ خوف ہے، نہ غم، ڈر اور خوف کا تعلق مرگ مردار سے ہے جن کے دل زندہ ہیں انہیں اسم اللہ ذات کے تصور سے دائمی زندگی نصیب ہے۔ حدیث: مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ حدیث: الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ حدیث: النوم اخو الموت ۔ نیند موت کی بہن ہے۔

بحرِ توحید میں مراقبہ مستغرق کر دیتا ہے

مردہ دل اور معرفت و توحید الٰہی سے بے خبر! سن مراقبہ خواب سے کہیں، زیادہ غالب ہے۔ مراقبہ میں مستغرق ہو کر نفسانی جُثہ سے نکل کر روحانی جُثہ میں آتا ہے۔ یہ مرتبہ کامل مرشد سے اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ صاحب مراقبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق ہو کر اسم اللہ ذات کے ذریعہ پروردگار میں مستغرق ہوتا ہے۔

مراقبہ کے دیگر مشاہدات

جب صاحب مراقبہ شغل الٰہی میں مستغرق ہو کر اسم اللہ ذات کا تصور کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کرتا ہے اور سر جھکاتا ہے تو اسم اللہ ذات کی تاثیر اسے آخرت میں اس طرح لے جاتی ہے کہ پہلے دارالفنا میں بعد ازاں دارالبقاء میں پہنچ جاتا ہے۔ گویا وہ بے جان مردہ ہے۔ عین العیان کے مرتبہ میں آ کر سویدائے ازلی ظاہر ہوتا ہے اور اسم اللہ ذات کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ صاحب استغراق جانکنی کی تلخی دیکھ لیتا ہے۔ گویا وہ مر گیا ہے۔ اسی وقت نہلانے والا آ کر نہلاتا ہے۔ لوگ جنازہ ادا کرتے ہیں۔ بعد ازاں دماغ کی ایک ہڈی جس کو سبب الابن کہتے ہیں اور جو زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہے۔ اس میں لا کر فرشتوں کے ستر ہزار سوال و جواب ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ ایک لحظہ میں ہو جاتا ہے۔ پھر جب اُسے قبر کے اندر لحد میں رکھتے ہیں۔ جس کی فراخی زمین و آسمان سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اس میں منکر نکیر بٹھا کر سوال پوچھتے ہیں۔ جب ان سوالوں سے فراغت ہوتی ہے تو منکر نکیر کہتے ہیں کہ جاؤ سو رہو۔ نوم العروس سے ایک فرشتہ پیدا ہو کر جگاتا ہے۔ انگلی کو قلم تھوک کو سیاہی، منہ کو دوات اور کفن کو کاغذ بنا کر نیک، بدعمل کفن پر لکھواتا ہے اور اس کفن کو بطور اعمال نامہ لپیٹ کر اس کے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ قبر میں ہزار ہا سال پڑا رہتا ہے۔ بعد ازاں حضرت اسرافیل علیہ السلام کی کرنا کی آواز اس کے کانوں میں آتی ہے اور لوگ نباتات کی طرح قبروں سے نکل کر اٹھارہ ہزار عالم میدان قیامت میں جمع ہوتے ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں اعمال نامے دے کر ترازو پر رکھا جاتا ہے۔ پھر فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ میرے بندوں میں داخل ہو کر بہشت میں چلے جاؤ کے مطابق پل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہوتا ہے اور جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دست مبارک سے شراباً طہوراً کے جام پیتے وقت کلمہ طیب لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تب پانچ سو سال رکوع میں پانچ سو سال سجود میں رہ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ آنحضرت کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پچھلی صف میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔

جب یہ سارے مراتب دیکھ لیتا اور طے کر لیتا ہے تو پھر بیہوشی سے ہوش میں آتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صورت کی مثال نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہر وقت باطن میں اسی صورت میں مستغرق رہتا ہے۔ جسے یہ دیدار نصیب ہوتا ہے۔ پھر وہ ایک لحظہ بھی تجلیات ذات کے مشاہدہ اور دیدار سے نہیں رکتا۔ خواہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ اسے باطن میں ہمیشہ دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مر جاؤ کے مراتب اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ جب فقر انتہاء کو پہنچ جاتا ہے تو وہی اللہ ہے کا انجام واصل عارف کو آیات کلام اللہ اور شریعت محمدی ﷺ سے حاصل ہوتے ہیں۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهٗ۔ جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (۱۷-۷۲)۔ جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔" یہ مراتب ان علماء کے ہیں جو کسی کامل فقیر کے طالب ہوں

خندہ ہا بر بینہ صافاں مے کنی ہشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خند درویش خندی خود کند

تو صاف باطن آدمیوں کی ہنسی اڑاتا ہے۔ خبردار! جو شخص آئینہ پر ہنسی کرتا ہے وہ اپنی ہنسی اڑاتا ہے۔

حدیث: سید القوم خادم الفقراء فقراء کا خادم قوم کا سردار ہوتا ہے۔ پھر کس کی جرأت ہے کہ ان سے دم مارے۔ جو ایسا کرے گا وہ دونوں جہان میں خراب اور پریشان ہوگا۔

فقر را بشناس عارف از نظر   نظر فقرش بہ بود از سیم زرر

عارف باللہ فقیر کو نظر سے پہچان کیونکہ اس کی نظر سونے چاندی سے اچھی ہوتی ہے۔

او نہ بیند فقر را آں زرد رو   زانکہ زرآں را کشد با خجل سو

وہ فقر کو زرد رو سونا، خیال نہیں کرتا کیونکہ وہ اسے شرمندگی کی طرف لے جاتا

ہے۔

دل کسے رابستہ شد بازر زوال　　کور چشمے کے بہ بیند حق وصال

جس کا دل زوال پذیر زر سے لگا ہوا ہو، ایسا اندھا کب وصال حق پا سکتا ہے۔

باہوا بہر از خدا وصلش نما　　وصل حاصل مے شود از مصطفیٰ ﷺ

اے باہو! برائے خدا مجھے اس کا وصال دکھا۔ وصل جناب مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوتا ہے۔

بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پیاز کے ایک چھلکے کے برابر حجاب ہے جس کا پھاڑ لینا کچھ مشکل نہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

جو مرشد تمام مقامات کا مشاہدہ نہ کرائے وہ مرشد نہیں ہے

جو مرشد اسم اللہ ذات کے تصور اور حاضرات سے ابتداء و انتہاء کے تمام مقامات کا مشاہدہ نہ کرائے اسے مرشد نہیں کہہ سکتے۔ ناقص مرشد سے تلقین مطلق حرام ہے۔ اس واسطے کہ ایک نقطہ سے ہزار کتابیں بن سکتی ہیں۔ لیکن ایک نقطہ ہزار کتابوں میں نہیں سما سکتا۔ وہ نقطہ علم چوں و چرا کو نیست کر دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فضل اور رحمت بیدار دل کے لیے ہے۔ لیکن دل رحمت اور فضل سے بھی وسیع ہے۔ لیکن دل وہ ہو کہ عرش اکبر اور کعبۃ اللہ دونوں اس کا طواف کریں۔ یہ مراتب صاف دل کے ہیں۔ ایسا صاحب دل منتہی کامل شہسوار ہاتھ میں ننگی تلوار لیے ہوتا ہے۔ جو ذوالفقار کی طرح حکم پروردگار سے کافر دل کو قتل کرتی ہے۔

ہر مقصد کے لیے طریقۂ دعوت

واضح رہے کہ دعوت کا پڑھنا پانچ طرح پر ہے۔ پہلی دعوت وسیلہ ازل جو مقام ازل پر پہنچاتی ہے۔ دوسری دعوت وسیلۂ ابد پر پہنچاتی ہے۔ تیسری دعوت جس سے مشرق سے

مغرب تک کی تمام بادشاہی اپنی قید میں آجاتی ہے اور جس سے دنیا پورے طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ چوتھی دعوت وسیلۂ عقبیٰ جو عقبیٰ پر پہنچاتی ہے۔ پانچویں دعوت وسیلۂ معرفت مولیٰ جس سے معرفت و توحید الٰہی، مشاہدہ انوار الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ دعوت پڑھنے کے لائق عالم عامل کامل مکمل اکمل، عارف باللہ صاحب قرب و وصال ہوتا ہے۔ جو لا رجعت اور لا زوال ہو۔ تجھے معلوم ہے کہ دعوت پڑھنا اور رجعت سے سلامت رہنا غالب اولیاء کا کام ہے تاکہ نفس پر مغرور اور صاحب حرص و ہوا کا۔ جو شخص باترتیب ایک وضو سے ایک رات میں دو رکعت کے اندر قرآن شریف ختم کرے۔ اگر اس طرح تین رات ایسا کرے تو قیامت تک اس کا عمل جاری رہتا ہے۔ ایسا ولی اللہ جہان پر غالب آتا ہے۔ لیکن دعوت رواں نہیں ہوتی۔ تاوقتیکہ کسی کامل عامل کی اجازت نہ ہو۔ جو شخص ہر روز دوگانہ میں سورۂ مزمل پڑھے وہ ایک ہفتہ میں کامل و مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ ہے دعوت کی ابتدائی اور انتہائی ترتیب، قرآن شریف کی دعوت نہایت معتبر ہے کیونکہ قرآن دونوں جہان کا وسیلہ ہے اور تمام ظاہری اور باطنی خزانے، خشکی، تری، جنگل، سمندر، کل مخلوقات کی حقیقت، ذات و صفات کی توحیدات اور چھ طرفیں سبھی قرآن شریف میں ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶-۵۹) تروخشک جو کچھ ہے سب اس کتاب مبین (قرآن شریف) میں ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دینی اور دنیاوی کاموں کے لیے ہر ایک آیت میں جدا جدا بے شمار خاصیتیں ہیں۔ چنانچہ امر معروف، نہی عن المنکر، قصص الانبیاء وعدہ، وعید اور مثل و مثالات کے متعلق ایک ہزار آیات ہیں۔ حلت و حرمت کے متعلق پانچ سو، استدعا و مناجات کے متعلق ایک سو اور ناسخ و منسوخ چھیاسٹھ، کل مجموعہ صحیح روایتوں کے مطابق چھیاسٹھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے۔ بعض لوگ دعوت پڑھنے میں خود عامل و کامل ہیں اور بعض کامل و عامل کی اجازت سے پڑھتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اجازت بھی ہو اور خود بھی دعوت پڑھنے میں کامل اور عامل ہو۔ جب کسی کامل لا رجعت اور لا زوال کی اجازت سے دعوت پڑھتے ہیں تو حضوری نبوی ﷺ

سے ہر دینی دنیاوی مشکل کے لیے دعوت پڑھنے کی اجازت ہو جاتی ہے۔

اس طرح کی دعوت کے دو طریقے ہیں۔ اول اسم اللہ ذات کے تصور سے دوسرے اہل قبور کی قبر سے۔ جس کو ان دونوں طریق کی خبر نہیں وہ دعوت پڑھنے کے قابل نہیں۔ علم تکثیر ہر علم اور عالم پر امیر ہے۔

واضح رہے کہ علم تکثیر دعوت ہے۔ دعوت میں چار حرف ہیں۔ ہر ایک دعوت میں یہ چار حرف ہیں۔ د، ع، و، ت۔

د سے دائرہ دل کو ذکر دوام سے پاک کرے۔ ذکر دوام جناب سرور کائنات ﷺ سے حاصل ہوتا ہے۔ ع سے علم غیبی اور فتوحات لاریبی مشروعاً رحمانی اور روحانی موکل ہر ایک عالم غیب سے معلوم ہو، و سے درود وظائف کلام اللہ با ترتیب با ادب با عزت اور با اعتقاد پڑھے۔ ت سے ان چیزوں کی ترک کرے۔ جن کو جناب سرور کائنات ﷺ اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ترک کیا ہے۔ اس قسم کی دعوت والا مبتدی ہے یہ یقینی بات ہے کہ کسی کامل بغیر پارہ کشتہ نہیں ہوتا اور کسی کامل عامل صاحب حضور وقبور کی اجازت بغیر دعوت عمل میں نہیں آتی۔ ناقص اگر دعوت پڑھیں تو انہیں رجعت و رنج حاصل ہوتے ہیں۔ کاملوں کو دعوت پڑھنے سے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

جو کامل صاحب دعوت ہے۔ اسے زکوٰۃ، نصاب، قفل دور بدور، بذل، ختم، وقت کی شناخت، مقررہ مقام، رجعت، عدد، حساب، نیک و بد، حیوانات جلالی و جمالی کی ترک وغیرہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تمام شمار اور وسوسے اور خطرات ناقصوں کے لیے ہیں کیونکہ انہیں دعوت کی ابتدائی اور انتہائی ترتیب معلوم نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا نام اس کی خاطر نہیں لیتے۔

با موکل دائرہ عدد و حساب — از برجش کوکب. و شد احتساب

موکل، دائرہ، عدد، حساب، برجوں اور ستاروں کے حساب کا خیال کرتے ہیں۔

یہ سب کچھ انسان کے تابع ہیں جو حضوری سے الہام حاصل کرتا ہو نہ رجعت کھاتا نہ پریشان ہوتا ہو۔

واضح رہے کہ دعوت کل و جز، دعوت ذکر و فکر، دعوت تجلیات نور اللہ اور دعوت قسمی ان دو آیات کریمہ سے تعلق رکھتی ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالیٰ: فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ جس طرف آئے جس کام کو چاہے اللہ تعالیٰ جاری اور رواں کر دیتا ہے کیونکہ اس کا وہم توجہ اور خیال وصال سے ہوتا ہے۔

دوسری آیت یہ ہے: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ (۲-۲۵۷) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

بس مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا اور مقام عقبیٰ چاروں تاریکی کا مقام ہیں۔ جو تاریکی میں آب حیات ہے۔ لیکن سوائے معرفت الا اللہ کے سب کو ممات ہے۔

عارف وہ ہے جو وحدانیت کی لذت حاصل کرے

عارف وہ شخص ہے جو ان چاروں تاریکیوں کی لذتوں کو ترک کرے اور وحدانیت ذات کی لذت حاصل کرے۔ معرفت الٰہی کے نور کو حاصل کرنا خاص بندوں کا کام ہے۔ بندے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرے اور اپنے دینی اور دنیاوی کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے۔ قَوْلُهُ تَعَالیٰ: وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (۴۰-۴۴) میں اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ واقعی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔

معرفت الٰہی کے سات خزانے

اول مرتبہ نفی لا الٰہ، دوسرا مرتبہ اثبات الا اللہ، تیسرا مرتبہ بالتصدیق محمد رسول اللہ پڑھنا، چوتھا تلاوت آیات قرآنی، پانچواں دعائے سیفی کا پڑھنا، چھٹا اسم اعظم کا پڑھنا، ساتواں اسم اللہ ذات کی وحدانیت میں غرق ہونا۔ یہ سات خزانے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک خزانے سے ستر خزانے کھلتے ہیں۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا اور پر نظر کرنا کفر ہے

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر نظر کرنا کافر کر دیتا ہے۔ جو شخص دعوت کے اس انتہائی مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ وہ عارف باللہ عامل کامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی نگاہ اور اس کی دلی توجہ کامل ہوتی ہے اور اس کی زبان سے نکلی ہوئی بات سیف الٰہی ہوتی ہے۔ جب یہ کیفیت ہو تو جس مطلب کے لیے اپنے لب ہلائے اللہ تعالیٰ فوراً مہیا کرتا ہے۔ حدیث: **اللسان الفقراء سیف الرحمٰن** فقراء کی زبان خدائے رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔ عارفوں کی زبان اس وقت تک تلوار نہیں ہوتی۔ جب تک کسی ولی اللہ کی قبر کی ہم نشینی سے دعائے سیفی کی دعوت نہ پڑھے اور یہ کہ اسے دعوت پڑھنے کی ترتیب نہ آتی ہو۔ اس قدر قوت سے پڑھنا کسی کامل کا کام ہے کہ بغیر غوث اور قطب کے نہیں پڑھتا۔ جب کامل عامل غصہ وغضب سے قبر پر سوار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر دینی دنیاوی مشکل جلد حل ہو جاتی ہے اور پڑھنے والا صاحب وصال ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ جس دعوت میں مؤکل اور جن وغیرہ قابو میں لائے جاتے ہیں ایسی دعوت کا اور طریقہ ہے۔ یہ عام ناقص اور خام آدمیوں کا کام ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم مثل غوث، قطب، شہید، عارف باللہ فقیر اور درویش کی روح کو مسخر کرنا یہ اور دعوت ہے۔ ایسی دعوت جب باترتیب پڑھی جاتی ہے۔ **احضرو اللمسخرات ملک الارواح ارواح المقدس** تو تمام اہل قبور کی روحیں حاضر ہو جاتی ہیں۔ جو دعوت حکم خدا اور حضوریٔ نبوی ﷺ سے حاصل ہو۔ اس سے دعوت کی راہ کھلتی ہے لیکن اجازت کا سلسلہ ابدالآباد تک جاری رہے گا

ہر کہ را مرشد نہ شیطاں مرید　　ہر کہ با مرشد بود گو با یزید

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ شیطان کا مرید ہے۔ جس کا مرشد ہے وہ بایزید ہے۔

دعوت حضور اور دعوت قبور سے سخت اور بہتر کوئی دعوت نہیں۔ لیکن بزرگوں کی قبر کا ادب ملحوظ رکھنا بڑی بات ہے۔

دعوتِ حضور و قبور

واضح رہے کہ اگر ایک طرف آگ ہو اور ایک طرف قبر ہو تو آگ پر قدم رکھے اور قبر پر نہ رکھے۔ اس واسطے کہ اگر نفسانی کا قدم روحانی کی قبر پر پڑ جائے تو اس روحانی سے اسے ایسی رجعت ہوتی کہ دیوانہ ہو کر مر جاتا ہے اور اگر قدم آگ پر رکھے گا تو چند روز بعد تندرست ہو جائے گا۔ چونکہ روحانی نفسانی پر غالب ہوتا ہے۔ ان لیے روحانی کی قبر پر پڑھنے والا ایسا ہونا چاہیے۔ جو غالب الاولیاء ہو اور جو **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** کا مصداق ہو بلکہ روحانی میں ایسی قوت ہوتی ہے کہ آسمانوں اور سات زمینوں میں ہر جگہ ہوتا ہے۔

فاتحہ شریف کا ثواب لے کر روحانی میں اس قدر قوت ہو جاتی ہے کہ ہر شے پر غالب آتا ہے کیونکہ روحانی کے نزدیک ہر چیز جو دنیا میں زندہ ہے، فانی ہے اور دنیا داروں کا خیال ہے کہ روحانی مٹی تلے فانی ہیں لیکن اصلی زندگی اس بات کا نام ہے کہ دنیاوی زندگی میں زندہ دل طالب مولیٰ اور عارف باللہ ہو۔ **اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ** ایسے ہی لوگوں پر صادق آتا ہے۔ جس شخص کو زندگیٔ روحانی کا مرتبہ حاصل ہو اسے لازم اور لائق ہے کہ کسی زندہ قلب روحانی کی قبر پر پڑھے

شہسوارِ قبر کامل شد فقیر　　شہسوار قبر کامل ملک گیر

قبر کا شہسوار کامل فقیر ہوتا ہے اور قبر کا شہسوار ملک فتح کرنے والا عامل ہوتا ہے۔

ہر کہ را قوت بود اہل القبور　　صاحب دعوت چنیں باشد حضور

جسے اہل قبور کی دعوت کی قوت ہو، اس کا صاحب دعوت صاحب حضور ہوتا ہے۔

ہر کہ واقف مے شود دعوت قبر　　ہر حقیقت یافتہ زیر و زبر

جو شخص دعوت قبر سے واقف ہوتا ہے۔ وہ نیچی اونچی ہر حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے۔

دعوت تیغ برہنہ دست گیر　　قتل موذی را کند فی اللہ فقیر

دعوت ایک ننگی تلوار ہے اسے ہاتھ میں لے، فقیر فنا فی اللہ موذی کو قتل کرتا ہے۔

جو شخص قبر پر سوار ہو کر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کلام اللہ سے صاحب قبر کی روحانیت کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں کہ قرآن شریف سے قبر اور روحانی کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ روحانی اور قبر روحانی مخلوق ہے۔ جو شخص کسی ولی اللہ بزرگ کی قبر پر سوار ہو کر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کا عمل دریا کی طرح رواں ہو جاتا ہے اور قیامت تک رکتا نہیں۔ لیکن تین باتوں کے لیے قبر پر سوار ہونا اور قرآن شریف میں سے جس قدر جانتا ہو پڑھنا چاہیے۔ اول بادشاہ اسلام کی مدد کے لیے جو کسی دار الحرب کے بادشاہ سے لڑ رہا ہو۔ دوسرا عام وخاص مسلمانوں کے فائدہ کے لیے۔ تیسرا اہل بدعت، ملحد اور بے دین آدمیوں کے دفعیہ کے لیے۔ ان تین اسلامی کاموں کے لیے پڑھنے والے کو چاہیے کہ رات کے وقت اکیلا کسی باعظمت اور پُر وہشت قبر کے پاس جائے اور قبر کسی غوث، قطب یا شہید کی ہونی چاہیے اور پہلے اپنے گرد حصار (دائرہ) کھینچے۔ بعد ازاں قبر کے گرد اذان کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اذان دیتے ہی روحانی اس کی قید میں حاضر ہو جاتا ہے۔ وہم خیال اور دل کی راہ آواز دیتا ہے۔ اگر پڑھنے والا غالب ہو تو قبر کو ٹھوکر مار کر کہتا ہے قُمْ بِـاِذْنِ اللّٰهِ اور خود ذکر کرنے لگتا ہے اور بے خود اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ پھر روحانی جواب باصواب دیتا ہے۔ اس کا کام اسی وقت رواں ہو جاتا ہے۔ اگر قبر کے گرد اذان کہے اور قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ کے کہنے سے روحانی حاضر نہ ہو اور جواب باصواب نہ دے اور قید میں نہ آئے تو سمجھ لے کہ روحانی صاحب قلب غالب ہے۔ یا اس واسطے روحانی حاضر نہیں ہوتا کہ کلام الٰہی کے پڑھنے سے اسے دولت اور نعمت حاصل نہیں ہوئی۔ اس واسطے کارروائی میں تاخیر اور سستی کرتا ہے۔ پس صاحب دعوت کو چاہیے کہ روحانی کو

قید میں لا کر عاجز کرے جس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کی پائینتی ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کرے یا کبھی قبر پر سوار ہو کر قرآن شریف پڑھے۔ ان دو سخت عملوں سے روحانی اسی وقت جناب پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں فریاد کرتا ہے۔ لیکن وہاں سے بحکم خدا اور رسول ﷺ اسے واپس آ کر پڑھنے والے کا رفیق بننا پڑتا ہے اور اس کی مشکل حل کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس کا مقصد اس حدیث کے موافق پورا ہوتا ہے۔

حدیث: اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور۔

ترجمہ: جب تم کسی کام میں حیران رہ جاؤ تو اہل قبور سے مدد مانگو۔

اس قسم کی دعوت پڑھنا شہسوار کا کام ہے۔ اسے وہی شخص پڑھ سکتا ہے جسے جناب پیغمبر خدا ﷺ کے حضور سے اجازت حاصل ہو

ہر کہ را رخصت نباشد از رسول ﷺ ایں مراتب را نیابد خبر وصول

جسے جناب رسول مقبول ﷺ سے اجازت نہ ہو۔ وہ سوائے وصول کے اس قسم کے مراتب حاصل نہیں کر سکتا۔

ہر کہ را رخصت نباشد از حضور ایں مراتب کے بیابد از قبور

جس شخص کو حضور نبوی ﷺ سے اجازت نہ ہو۔ وہ اہل قبور سے یہ مراتب کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

دعوت پڑھنے کی ایک اور ترتیب یہ ہے

کہ عرش سے تحت الثریٰ تک اٹھارہ ہزار عالم اس دعوت کے پڑھتے وقت اس کی قید میں ہوتے ہیں۔ وہ دعوت مع ترتیب یہ ہے کہ قرآن مجید پر اعتبار کرے اور اسے اپنا پیشوا اور شفیع بنائے۔ اس طرح قرآن شریف پڑھنے والا قرآن کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے چاروں فرشتے حضرت جبرائیل حضرت میکائیل حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام چاہتے ہیں کہ زمین کو الٹ دیں۔ ہر ایک مقدس روحانی حیران رہ جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس دعوت خواں کی مراد جلد بر لاتا کہ ہم اس کی قید سے رہا ہوں۔ اس دعوت سے زیادہ سخت اور کوئی دعوت نہیں

باھوا بہر از خدا بہر از رسول ﷺ　　اطلاع کس مکن اہل الوصول

باھو خدا کے واسطے رسول ﷺ کے واسطے، اہل وصول کی کسی کو اطلاع نہ کر۔

اس قسم کی دعوت نہ کسی کو معلوم ہے اور نہ کوئی پڑھتا ہے۔ سوائے اس شخص کے جو ہر رات اور گھڑی بلکہ ہر دم اور ہر لحظہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر رہے۔ یہ مراتب عامل کامل صاحب نظر منتہی کے ہیں۔ جس کی نظر حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہو کہ ان کی نگاہ ثواب پر تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں وہ گناہ تھا۔ جیسا کہ سورۃ کہف میں مندرج ہے۔ آخر حضرت خضر علیہ السلام نے تنگ آ کر کہہ دیا: هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔ (۱۸-۷۸)

عامل کامل صاحب دعوت کون ہے

واضح رہے کہ عامل کامل منتہی صاحب دعوت وہ ہے کہ جس کا طالب پہلے ہی دن دعوت میں عامل اور کامل ہو جائے۔ جو شیر نر قبر کا شہسوار ہے۔ اسے زمین و آسمان کی ہر ایک حقیقت مفصل معلوم ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ کلام الٰہی پاکیزگی سے پڑھا جاتا ہے۔ اس کے پڑھنے کے لیے بھی پاک آدمی ہونا چاہیے۔ جو پاک کلام کو گندگی کی حالت میں پڑھے۔ وہ دیوانہ ہو کر پریشانی میں رہتا ہے۔ اب سن لو کہ پاک کون ہے اور ناپاک کون ہے سو نفس امارہ ناپاک ہے۔ نفس امارہ بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر ہے۔ شیطان جیفہ مردار کے لیے متفق ہے۔ سو مردار کا طالب کتا ہے۔ جو دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ پاک ہے۔ دل کی پاکیزگی سے روح بھی پاک ہو جاتی ہے پاک دل اور پاک روح کو نور الٰہی لپیٹ لیتا ہے۔ ایسا شخص اس بات کے لائق ہے کہ قبر پر سوار ہو کر دعوت پڑھے۔ وہ مرشد لائق ارشاد ہے جو طالب کو معرفت مولیٰ تک پہنچاتا ہے

؎ خام از رجعت شود خانہ خراب　　کامل از دعوت شود مطلب بیاب

خام آدمی کا گھر رجعت کے سبب خراب ہو جاتا ہے اور کامل آدمی دعوت سے اپنا مطلب حاصل کر لیتا ہے۔

ہر کہ شد واقف بجان اہل القبور　　جثہ آں را پاک گردد خاص نور

جو شخص اہل قبور کی جان سے واقف ہو جاتا ہے، اس کا جسہ پاک ہو جاتا ہے اور وہ خاص نور ہو جاتا ہے۔

باھوا دعوت قبر مشکل کشا　　از قبر حاصل شود نور صفا

اے باھو! قبر کی دعوت مشکل کشا ہے قبر سے صفائی کا نور حاصل ہوتا ہے۔

جب تم کسی معاملے میں حیران ہو تو اہل قبور سے مدد چاہو

واضح رہے کہ دعوت کا پڑھنے والا بمنزلہ اس شخص کے ہے جو گھوڑے پر سوار ہے اور قبر بمنزلہ گھوڑے کے ہے۔ اگر روحانی دنیا سے با ایمان گیا ہے اور سعید ہے تو اس کا مقام علیین ہے۔ اس کی نظر اس کا مرتبہ اور اس کی جمعیت عرش سے اوپر ہوتی ہے اور اسے انبیاء اور اولیاء سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر روحانی شقی ہے تو اس کا مقام سجین ہے اور اس کا مرتبہ تحت الثریٰ ہے۔ اس کے تلووں میں دوزخ کی آگ شروع ہوتی ہے اور دن رات اس کا وجود دیگ کی طرح جوش میں رہتا ہے۔ پس جو شخص قبر پر سوار ہو اور روحانی کے سامنے قرآن عظیم پڑھے۔ اگر روحانی عذاب میں ہے تو قرآن شریف کے پڑھنے سے اس کا عذاب دور ہو جاتا ہے اور اس روحانی سے اس کار کا ہوا کام حل ہو جاتا ہے۔ اگر روحانی بزرگ ہے اور قبر پر سوار ہو کر قرآن شریف پڑھا جائے تو انبیاء اور اولیاء کی مجلس میں اس دعوت قرآنی کی برکت سے عزت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ بزرگوں کی قبر کا ادب ملحوظ رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔ اس لیے قبر پر سوار ہونا بے ادبی ہے۔ جس کی یہ رائے ہے۔ وہ روحانی کے احوال سے واقف نہیں، نفسانی ہے۔ اسے یہ جواب دینا چاہیے کہ قبر بہتر ہے یا قرآن شریف، قرآن شریف قبر کی نسبت بہتر ہے۔ پس قبر پر سوار ہو کر قرآن پاک کا پڑھنا بہتر ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں۔ بلکہ قرآن مجید پڑھنے کی برکت سے ادنیٰ بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے اور قرآن شریف کا پڑھنے والا بھی اچھے

درجے پر پہنچتا ہے۔ پڑھتے وقت اہل قبور کی روحانیت سے پڑھنے والے کو الہام اور جواب باصواب ہوتا ہے یا تو غیب کی زبان سے سنتا ہے یا اس کے دل میں از خود دلیل پیدا ہوتی ہے۔ یا خیال پیدا ہوتا ہے یا روح کو روح مطلع کرتی ہے۔ یا سر سر کو آگاہ کرتا ہے۔

حدیث: **اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور**۔ جب تم کسی معاملہ میں حیران رہ جاؤ تو اہل قبور سے مدد مانگو۔

پس احوال قبور کی حقیقت وہ شخص جانتا ہے جسے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اور جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ سے دعوت اہل قبور کی اجازت ہو اور اس کا عامل ہو اور پڑھنے والا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی ارواح کا ہم جلیس ہو

اولیا را قبر ہمچو جسم و جاں   اولیاء را در قبر تو خفتہ داں

اولیاء کے لیے قبر بمنزلہ جسم و جاں ہے تو اولیاء کو قبر میں سویا ہوا جان۔

خفتگاں را از قبر بیدار کن   ہم سخن باہم کلامی یار کن

تو سوئے ہوؤں کو قبر سے جگا اور ان سے ہم سخن اور ہمکلام ہو۔

دل ز دل سخنے شود با ہمکلام   ایں چنیں سخنش ز الہامی کلام

دل دل سے ہمکلام ہوتا ہے۔ یہ اس قسم کی ہمکلامی الہام سمجھو۔

چوں در آید سخن روحانی بدل   اولیائش زندہ جانی زیر گل

جب روحانی کا کلام دل میں آئے تو اسے مٹی تلے زندہ دل دلی جان۔

وقت مشکل یاد کن از عہدِ او   طرفہ زو حاضر شود تو روبرو

مشکل کے وقت اس کا عہد یاد کر وہ ایک لحظہ میں تیرے روبرو آجائے گا۔

صد ہزاراں با مؤکل گرد گرد   ایں چنیں دعوت بود تاثیر ورد

لاکھوں مؤکل گرداگرد کھڑے ہیں۔ اس قسم کی دعوت ورد کی تاثیر سے ہے۔

باتو گویم بشنو اے اہل الیقین   لاتخف باشد رُوحانی تہ زمین

اے اہل یقین سن میں تجھے کہتا ہوں کہ زمین تلے روحانی لاتخف ہیں۔

روح بالا عرش قالب زیر خاک   احتیاجے نیست روضہ جان پاک

اس کی روح عرش کے اوپر اور جسم خاک تلے ہے۔ جان پاک کو روضہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

گم قبر گم نام بے نام و نشاں   جثہ را با خود برند صاحب عیاں

ان کی قبر بھی گم نام بھی گم اور نشان بھی گم ہے۔ وہ جسم کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

باہوا بہ زیں نباشد با شرف   الف اللہ بس ترا ایں یک حرف

اے باہو! اس سے زیادہ باشرف کوئی نہیں۔ تجھے یہ ایک حرف یعنی اللہ کا الف کافی ہے۔

تصرفاتِ دنیا و عقبٰی و مولٰی

تصرف تین ہیں۔ تصرف دنیا اور تصرف عقبٰی۔ دونوں کو لوگ تو خزانہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن عارف باللہ کے نزدیک دونوں باعث رنج و تکلیف ہیں۔ ہاں صرف تصرف مولٰی کام کی چیز ہے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف رجوع کرنا رجعت اور زوال ہے۔ عارف باللہ اہل وصال کا کوئی طالب مقصود کو نہیں پہنچ سکتا تاوقتیکہ مرشد اس پر توجہ نہ کرے اگر مرشد ناقص ہو تو ایک ہفتہ کی توجہ سے پہنچاتا ہے۔ اگر کامل مرشد ہے تو تین دن رات کی توجہ کافی ہے۔ اگر مکمل ہے تو ایک دن رات کی توجہ میں کام سنور جاتا ہے۔ اگر مرشد اکمل ہے تو ایک گھڑی کی توجہ سے کام بن جاتا اور اگر مرشد سروری قادری جامع ہے تو طالب کو ایک دم کی توجہ کافی ہے۔ اہل حضور اور صاحب دعوت اہل قبور مرشد کی توجہ قیامت تک نہیں رکتی۔

صاحب باطن دعوت قبور کا اہل ہے

واضح رہے کہ جو شخص صاحب باطن معمور ہے۔ وہ دعوت اہل قبور پڑھنے کے قابل ہے۔ قبور سے قرب و معرفت و حضور الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ دعوت میں بھی سات خزانے ہیں یہ نعمت گنج اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اجازت سے حاصل ہوتی ہے۔ پہلا خزانہ یہ ہے کہ کلام اللہ دعائے سیفی سیف اللہ کے پڑھنے سے وجود کا تانبا

سونا بن جاتا ہے۔ بعض کی نظر ہی کیمیا ہو جاتی ہے۔ دوسرا خزانہ دلی جمعیت کا جس سے علم قبور حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا خزانہ روح کی فرحت کا جو علم قبض قبور سے حاصل ہوتا ہے۔ چوتھا خزانہ نفس کی پاکیزگی کا۔ پانچواں خزانہ علم غیبی روشن ہو جاتا ہے۔ چھٹا خزانہ وجود سے خواب غفلت دور ہو جاتی ہے۔ ساتواں خزانہ توفیق الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی چار رجعتوں کا بھی خیال رکھو۔ علماء کو رجعت علم کے خلاف چلنے سے ہوتی ہے' فقیر کو اسم اللہ کے خلاف سے' جو بات کرے پہلے اللہ کا نام لے۔ جاہل کو رجعت دل کی سیاہی سے ہوتی ہے۔ دولت مند کو مال کی زیادتی سے ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ پہلے جو کوئی دعوت کو خدا کی خاطر نہیں پڑھتا۔ بلکہ امیروں اور بادشاہوں سے ملاقات کرنے کے لیے پڑھتا ہے۔ دعوت اسے امیروں اور بادشاہوں تک پہنچا دیتی ہے۔ لیکن اس کی دعوت رواں نہیں ہوتی۔ اس کی راہ بند ہو جاتی ہے۔ جو شخص خدا کی خاطر اور خدا کے واسطے پڑھتا ہے وہ حق پسند ہوتی ہے۔ وہ نہ ابتداء میں نہ اخیر پر بند ہوتی ہے۔ ایسی دعوت جس دینی یا دنیاوی کام کے لیے پڑھی جائے وہ مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ مہمات میں عاجز نہیں رہتا ایک رات اولیاء اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں قرآن پڑھنا چالیس چلوں اور ریاضت سے بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ دولت اور نعمت' بزرگی اور دینی' دنیوی الٰہی خزانے بغیر محنت اور بغیر تکلیف ہاتھ آئیں نفس امارہ قید میں ہو۔ شیطان ملعون دفع ہو، تمام جہان اس کے حکم میں' کُل و جُز مخلوقات اس کی مسخر ہو، اسم اعظم قرآن سے پائے، علم تکسیر، علم تاثیر، علم روشن ضمیر اور علم کیمیا نظیر مفصل اسے مؤکل بطور الہام سکھائیں اور علم نقش دائرہ باترکیب کام کے لیے کسی طریق پر لکھ دیں اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اسے سرفراز فرمائیں تو پہلے چاہیے کہ طالب کا حوصلہ وسیع اور پختہ ہو کہ پوشیدہ اسرار ربانی کسی کو نہ بتائے اور ہدایت کا سلک سلوک حضوری مرشد سے حاصل کرے اور سونے چاندی کے جتنے الٰہی خزانے زمین میں پوشیدہ ہیں۔ ایک ایک کر کے واضح اور روشن ہو جاتے ہیں اور ہر ایک خزانہ حکم الٰہی سے تصرف میں ہوتا ہے۔

جو شخص فقر کے اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا دل غنی ہو جاتا ہے اور اسے مجلس نبوی ﷺ دائمی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ ظاہر میں عاجز' سوالی اور دربدر بھکاری لیکن باطن میں صاحب معرفت اور واصل خدا ہوتا ہے۔ یہ مراتب حضور اولیاء اللہ کی قبر کی ہم نشینی سے حاصل ہوتے ہیں۔ دعوت بمنزلہ ننگی تلوار ہے۔ اگر کوئی خام آدمی پڑھے تو یہ تلوار دونوں طرف رواں ہوتی ہے۔ خواہ کسی طرف چل جائے۔ اگر کوئی کامل پڑھے تو وہی تلوار ہاتھ میں لے کر موذی اور منافق اور دین محمدی ﷺ کے دشمن کو قتل کرتا ہے۔

واضح ہو کہ وجود کی پاکیزگی کی بنیاد زندگی اور موت میں اس کا وجود پاک ہے۔ یہ ہے کہ باطنی تفکر سے ہمیشہ دل پر یا اللہ لکھے۔ زیادہ لکھنے سے جب دل کو حی قیوم کا مقام حاصل ہو جائے تو دل سے یا حی یا قیوم کی بلند آواز آتی ہے۔ بعد ازاں اسم اللہ دل پر لکھے۔ اس کے بعد قبور پر پڑھنے کے قابل ہوتا ہے۔

دعوتِ قبور کی حکمتیں

واضح رہے کہ اہل قبور کی دعوت کا پڑھنا چار حکمت سے خالی نہیں۔ یا یہ کہ درد والے کو رجعت ہوتی ہے۔ جس کے لیے پڑھتا ہے۔ اسے درجات کی ترقی جمعیت اور جاودانی دولت مل جاتی ہے یا یہ کہ پڑھنے والے کو جمعیت ہو جس کے لیے پڑھے وہ رجعت کھا کر خراب اور تباہ حال ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ پڑھنے والا خام ہو جس کے لیے پڑھتا ہے وہ بھی اور خود بھی دونوں کا حال خراب ہو جاتا ہے اور کامل پڑھنے والا وہ ہے کہ پڑھنے والے اور جس کی خاطر پڑھا جائے تو دونوں کو دونوں جہان کی جمعیت اور کشائش ہوتی ہے۔ جس کی دعوت رواں ہو وہ زندہ دم زندہ قلب ہوتا ہے۔ دعوت کو حضور نبوی ﷺ سے طلب کرو کیونکہ بغیر اجازت نبوی ﷺ پڑھنے والا خراب ہوتا ہے جو اجازت نبوی ﷺ سے اس طرح دعوت پڑھتا ہے۔ وہ مکمل اور عالم گیر فقیر ہو جاتا ہے۔

جب صاحب دعوت، دعوت کو ختم کرتا ہے تو اس کے گرد چار باطنی لشکر ہوتے ہیں جو اس کے گرد اس کی محافظت کرتے ہیں گو یہ لشکر ظاہری آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے کیونکہ

باطنی ہیں۔ اول اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔ دوسرا جناب رسولِ خدا ﷺ کا منظورِ نظر ہو جاتا ہے۔ تیسرا مؤکل فرشتوں کا اور ان کے تابعین جنوں وغیرہ کا لشکر۔ چوتھا شہیدوں کی روحوں کا لشکر۔ ایسے ولی اللہ کو اپنے گرد ننگی تلوار، نیزہ، تیر، کمان، چھری، خنجر، بندوق وغیرہ تمام ہتھیار دکھائی دیتے ہیں۔ ہوا کے درمیان بھی ہتھیار ہی دکھائے دیتے ہیں۔ اگر وہ کسی پر ناراض ہو جائے تو وہ شخص غیب سے زخمی ہو جاتا ہے اور پھر تندرست نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اسی زخم سے مر جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خلقت کا بوجھ اٹھائے اور خلقت کو نہ ستائے اور منہ سے یہ کہے کیونکہ ایسا کہنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ یا اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

این کتابے تم ختم گنجے شمار　　گنج از گنجش برآید شہسوار

اِس کتاب کو ایک مکمل خزانہ سمجھو لیکن کوئی شہسوار اس خزانے سے خزانہ حاصل کر سکتا ہے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔